دُرّۃ التاج فی مسئلۃ المعراج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کا مظہر

دُرّۃ التاج

فی

مسئلۃ المعراج

تصنیف

مولانا علامہ فیض محمد قادری علیہ رحمۃ الباری

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب :۔ دُرَّۃُ التاج فی مسئلۃ المعراج

تالیف :۔ حضرت علامہ مولانا فیض محمد قادری قدس سرہ السامی

طابع سید حمایت رسول قادری

محرک و پروف ریڈنگ حضرت مولانا غلام محمد نظامی

مدیر کاظمی کتب خانہ ملتان

سن اشاعت یکم نومبر ۱۹۹۶ء

ہدیہ 100/- روپے

ملنے کا پتہ :

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور ۔ فون : ۷۳۱۳۸۸۵

(نوٹ) کتاب ہذا کے ماخذ و مراجع ستر سے زائد
کتابوں کی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں

marfat.com

نذرِ عقیدت

لائق بنود قطرہ بدریائے عماں بردن | خار و خسِ صحرا بکوہِ فراواں بردن
لیک ایں چنیں رسمِ موراں باشد | پائے ملخ نزد سلیماں بردن

فدوی اپنی اس کتاب مسمی بہ "درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج" کو حضرت قدوۃ العارفین زُبدۃ العلماء الراسخین علّامہ فہامہ الفاضل اللوذعی سیّدنا و مرشدنا خواجہ غلام محی الدین صاحب (روحی فداہ) سجادہ نشین دربارِ عالیہ گولڑہ شریف کے اسمِ گرامی سے منسوب کر کے ان کی دعا اور توجہ کا خواستگار ہے۔

ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

عقیدت کیش:

فیض محمّد قادری

marfat.com

معراجِ جسمانی

— از افادات امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ —

حضور نبی اکرم نورِ مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم کے اخص خصائص اور اشرف فضائل وکمالات اور روشن ترین معجزات وکرامات سے یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت اسراء ومعراج سے وہ خصوصیت وشرافت عطا فرمائی جس کے ساتھ کسی نبی اور رسول کو مشرف ومکرم نہیں فرمایا اور جہاں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا کسی کو وہاں تک پہنچنے کا شرف نہیں بخشا اور اللہ تعالیٰ نے اس عظیم وجلیل واقعہ کے بیان کو لفظ سبحان سے شروع فرمایا جس کا مفاد اللہ کی تنزیہ اور ذات باری کا ہر عیب ونقص سے پاک ہونا ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ واقعاتِ معراج جسمانی کی بناء پر منکرین کی طرف سے جس قدر اعتراضات ہو سکتے تھے ان سب کا جواب ہو جائے۔ مثلاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس کے ساتھ بیت المقدس یا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور وہاں سے ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی کی منزل تک پہنچ کر تھوڑی دیر میں واپس تشریف لے آنا منکرین کے نزدیک ناممکن اور محال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ سبحان فرما کر یہ ظاہر فرمایا کہ یہ تمام کام میرے لئے ناممکن اور محال ہوں تو یہ میری عاجزی اور کمزوری ہوگی اور عجز وضعف عیب ہے اور میں عیب سے پاک ہوں۔ اسی حکمت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اسریٰ فرمایا جس کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانے والا نہیں فرمایا بلکہ اپنی ذات کو لے جانے والا فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ سبحان اسریٰ فرما کر معراج جسمانی پر ہر اعتراض کا جواب دیا ہے اور اس سے معلوم ہوا۔ آیت اسریٰ کا پہلا لفظ ہی معراج جسمانی کی روشن دلیل ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

marfat.com

پیش لفظ

از فاضل قمقام حضرت علامہ **فیض احمد** صاحب فیضؔ
صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ الَّذِیۡ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الۡمُصَدِّقِیۡنَ بِکَمَالَاتِہٖ الۡمُتَمَسِّکِیۡنَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی

اَمَّا بَعۡدُ :- ہر مسلمان کے لئے بہترین سرمایہ اسلام اور ایمان ہے جس کی شرط اولین بلکہ عین جان جب جناب سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم ہے چنانچہ ارشاد الٰہی قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآءُکُمۡ وَاَبۡنَآؤُکُمۡ الخ اور فرمان رسالت پناہی۔ لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی اَکُوۡنَ اَحَبَّ اِلَیۡہِ مِنۡ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ اس پر بین شاہد ہیں اہل بصیرت کا ارشاد ہے کہ اس سعادت عظمٰی کی تحصیل کے لئے کمالات مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ذکر واستماع موثر ترین ذریعہ ہے جیسا کہ علامہ جامی نے ارشاد فرمایا

؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

marfat.com

چونکہ واقعہ اسراء اور معراج متعدد کمالات پر مشتمل ہے اس لئے علماء سیرت اور اصحاب حدیث نے اس کے بیان میں خصوصی توجہ فرمائی ہے۔ لیکن چونکہ یہ موضوع مختلف کتابوں میں بکھرا ہوا تھا جو کہ عموماً عربی یا فارسی میں ہیں اس لئے اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ اس سے متعلقہ تمام مضامین کو افادہ عوام کے لئے اردو میں یکجا منظر عام پر لایا جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ یہ سعادت ہمارے محترم دوست عالم محقق مولانا فیض محمد صاحب قادری دام فیضہ مہتمم مدرسہ قادریہ چوک بازار بھکر ضلع میانوالی کے حصہ میں آئی۔ مولانا موصوف نے جس خوبی سے اس فریضہ کو سرانجام دیا ہے قارئین کرام زیر نظر کتاب درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج سے اس کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ ع

مشک آن است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

مولانا صاحب نے معراج شریف کے ایک ایک واقعہ کو نہایت صاف لفظوں میں تحریر کیا کوئی واقعہ ایسا نہیں جو نظر انداز کیا ہو۔ یا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہو۔ پھر سب بیان با دلائل حوالہ ہائے کتب درج ہیں

جَزَی اللّٰہُ تَعَالٰی مُؤَلِّفَہٗ خَیْرَ الْجَزَاءِ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ وُلْدِ
اٰدَمَ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ النُّجَبَاءِ

کتبہٗ احقر العباد کتبہٗ احقر عباد اللّٰہ الاحد فیض محمد غفرلہ
الصمد للمدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

مورخہ ۱۵ ر شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۳ھ
مطابق یکم جنوری سنہ ۱۹۶۴ بروز چہار شنبہ

marfat.com

سبب تالیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کے لیے بے شمار تعریفیں ثابت ہیں جس نے ہم کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بنایا صلوٰۃ اور سلام اس کے رسول پر نازل ہوں جس کے افعال، اقوال اور احوال ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر سلام ہو جس کی سعی جمیلہ سے دین کو قوت حاصل ہوئی

امّا بعد :- فیض محمد قادری ان بزرگوں کی خدمت میں معروض کرتا ہے جن کے دلوں میں احمد مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سرایت کر چکی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احوال سعادت اشتمال پر مطلع ہونا نیک بختی کا موجب ہے خصوصاً آپ کی معراج کے واقعات معلوم کرنا سعادت دارین کا باعث ہے۔ اور ان کا سننا اور سنانا کار ثواب ہے مگر ایسے افضل ترین بیان میں کوئی جامع اور مکمل کتاب نظر نہ آتی تھی جس سے سب مسلمان عموماً اور واعظین حضرات خصوصاً فائدہ حاصل کر سکیں اسلئے مجھے بوٹر کوٹ ضلع ملتان کے مولوی صاحبان کی فرمائش ہوئی کہ اس مقدس بیان کے متعلق تمام روایات جمع کروں جن میں مناسب مواعظ اور نکات بھی درج ہوں تاکہ اور زیادہ مفید ہو تعمیل ارشاد کرتے ہوئے مختلف کتابوں کے مضامین کو یکجا جمع کر کے ترتیب دی۔ اور بحمد للہ یہ کتاب معرض وجود میں آئی جس کا نام درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج ہے

(ب) اس کے نام کی وجہ تسمیہ یوں ہے کہ جب میں مضمون معراج کے مواد جمع کر رہا تھا ادھر درس و تدریس کا سلسلہ بھی قائم تھا۔ اور کافی طلباء زیر تعلیم تھے۔ ان دنوں

marfat.com

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک طالب علم میرے پاس پڑھنے کے لئے مدرسہ میں داخل ہوا۔ اس کا نام پوچھا تو بتایا کہ میرا نام درۃ التاج ہے میں نے اس خواب کی تعبیر سوچی کہ طلباء کی طرح اس کتاب کو بھی چونکہ وقت دیتا ہوں لہذا اس کتاب نے خود اپنا نام آپ تجویز فرمایا ہے اس لئے فی مسئلۃ المعراج اس سے لاحق کر کے یہی نام مقرر کر دیا ہے۔ اور درۃ التاج یگانہ اور اعلیٰ موتی کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کے تاج میں جڑا جاتا ہے۔ گویا معراج کا واقعہ بھی سیرت نگاروں کی نظر میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے جیسے تاج کا موتی دوسرے موتیوں میں اہمیت رکھتا ہے۔

(ج) پھر یہ کتاب تصنیف کر کے امام الکاملین قدوۃ السالکین حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ صاحب نوراللہ مرقدہ سجادہ نشین خانقاہ کندیاں کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ کتاب انکی خدمت میں پیش کی انہوں نے مضامین دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر میں نے کتاب ان کے نام بطور نذر عقیدت پیش کی آپ نے اس کو بھی قبول فرمایا آپ کی دعا کی تاثیر ہے کہ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور پاکستان کے گوشہ گوشہ میں اس کی شہرت ہوئی اور یہ بھی اس دعا کا اثر ہے کہ اس وقت از سر نو تدوین ہو کر بہت مدلل اور مکمل ہو گئی ہے۔ گویا سابق درۃ التاج کی شرح بن گئی ہے حضرت صاحب مرحوم عرصہ سات سال سے وفات پا گئے۔ تاریخ وصال یہ ہے بہ شب خمیس بارہ بج کر تین منٹ بمورخہ ۲۷ رشوال ۱۳۷۵ھ مطابق سات جون ۱۹۵۶ء

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(د) قوم کی علمی اور مذہبی خدمت کرنے میں بہت مشکلات سامنے آتی ہیں اسکا اس کو ہوتا ہے جو اس میدان میں قدم رکھتا ہے ایک مشہور مسئلہ ہے کہ حضور علیہ السلام جب معراج سے واپس ہوئے وضو کا پانی بہہ رہا تھا حجرے کی زنجیر ہلتی رہی بستر ہنوز گرم تھا مگر جب مستند کتابوں کے حوالہ تلاش کرنے کی نوبت آئی تو

marfat.com

مختصر جملہ کے لکھنے کے لئے سینکڑوں کتابوں کے ہزارہا ورق الٹ ڈالے، تب کہیں اس مسئلہ کی ایک جزء روح المعانی میں، ایک جزء روح البیان میں ایک جزء تواریخ حبیب الٰہ میں مل گئی اس طرح بعض کتابیں نایاب ہیں مثلاً شمائم امدادیہ کو لیہ میں جواہر البحار اور شواہد الحق کو ترگ شریف میں اور قصیدہ بردہ شریف کو گولڑہ شریف میں اور ہشت بہشت کو کوہِ سون پر جاکر دیکھا اور مطالعہ کیا پھر عبارات نوٹ کرکے اس کتاب کی زینت بنائی - اھ)

آپ جانتے ہیں کہ کتاب کی تصنیف کے لئے اطمینان درکار ہے مجھ جیسے مفلس اور نادار کو ایک دو ماہ متواتر اطمینان بھی مشکل ہے اس کا آسان طریقہ یہ سمجھا ہے کہ کسی مخلص دوست کے پاس جاکر ٹھہر گیا اور بطورِ مہمان وہاں خورد و نوش کی سہولت ہو گئی اور پھر تصنیف کرتا رہا۔ آپ اندازہ لگائیے جو شخص تصنیف کے لئے چند روزہ خوراک کے لئے مہمان بننے کے بہلنے بنا کہ گزارہ کرے وہ آپ کے سامنے علوم کے جواہر صفحہ قرطاس پر پوری طرح کے ساتھ کس طرح بیان کر سکتا ہے۔

میری تصانیف اس وقت درجن کی تعداد تک پہنچ چکی ہیں۔ بعض طبع ہو چکی ہیں اور بعض کے مسودے زاویہ خمول میں رہ گئے ہیں اگر کارساز مطلق کو منظور رہے اور اس نے کوئی طبع کا سامان بنایا تو جس طرح درۃ التاج کو آپ علوم کے گوہر گراں مایہ کا خزانہ پا رہے ہیں اس طرح تمام کتابوں پر نظر ثانی کرکے اپنی وسعت کے مطابق دلائل اور حوالہ جات سے بھرپور کر دوں گا۔ یہ ایک آرزو ہے۔ ویسے فی الحال یہ قصّہ ہے ؎

شب کہ عقد نماز بر بندم   چہ خورد عیال و فرزندم

اس لئے اگر میری آرزو پوری نہ ہو سکے تو وعدہ خلافی نہ سمجھنا؟

نیاز کیش: (مولوی) فیض محمد قادری بھکر ضلع میانوالی

marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تفسیر آیت اسرا	۱	نکتہ اظہارِ عظمت	۳۳
نکتہ عدم ذکر سمٰوات	۵	دلائل معراجِ جسمانی	۳۴
محبت کا رابطہ	۸	برہان قرآن مجید	۳۵
ثنا خوانی محبت کی علامت ہے	۹	برہان حدیث شریف	″
افضل الرسل ماننا	۱۰	برہان قولِ صحابی	۳۶
حضرت آدم علیہ السلام کی معراج	۱۲	برہان روایت و درایت	۳۷
حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج	۱۳	برہان تاریخ عالم	۳۸
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج	۱۴	برہان فقہی	۴۰
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج	۱۵	برہان اہل کشف	۴۱
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معراج	۱۸	برہان مشاہدہ حس	″
حضور علیہ السلام کی معراج	۱۹	معراج منامی کے جواب	۴۲
حدیث معراج کے راوی	۲۰	مکہ سے معراج ہونے میں راز	۴۴
فلسفۂ معراج	″	مکہ سے مدینہ تک نزولِ انوار	۴۹
نکتہ تفصیل مَا لَا تَعْلَمُوْنَ	۲۳	شعب ابی طالب کا صلہ	″
نکتہ عطائے شفاعت	۲۴	دنیوی اور اخروی برکات کے دو چشمے	″
نکتہ اطلاعِ رحمت	۲۵	ابتدا اور انتہا میں مسافات	۵۰
نکتہ محل بحث ملائکہ	۲۸		

marfat.com

عنوان	صفحہ
تسلی دادن خاطر خاطر را	۵۰
اسماء شریفہ میں تناسب	۵۰
کیفیت سیر معراج	۵۰
سکونِ نظام عالم	۵۱
تمثیل وقوف قمر	۵۲
تمثیل حبس شمس	۵۴
تمثیل بحال ماندن غذا	۵۵
تمثیل عبادت طے زمانی	۵۶
تمثیل کرامت طے مکانی	۵۷
تمثیل اعجوبہ	۵۸
معراج کی تاریخ اور سنہ	۶۱
تطبیق روایات	۶۲
سبب مسجد اقصیٰ میں جانے کا	۶۲
مشاہدۂ برکات	"
اظہارِ حق برائے معاند	۶۳
اجابت دعائے ستون شریف	۶۴
برکت اثر قدم شریف	"
حصولِ ثواب در ہجرت	۶۵

عنوان	صفحہ
محافظت دروازہ آسمانی	۶۵
سبب معراج آسمانی	۶۶
رجب کے فضائل	۶۸
شبِ معراج کی شان	۶۹
رات کو معراج ہونے کے وُجوہ	۷۰
وجہ رتبۂ حبیب	۷۲
وجہ ایمان بالغیب	۷۳
وجہ پاسِ خاطر شب	"
وجہ دل جوئی شب۔	۷۴
وجہ تسکینِ اُمت	۷۵
چند اور وجوہ	"
اسراء اور معراج	۷۶
آغاز بیان معراج	۷۷
براق کی زین وری	۷۹
ادب سے بیدار کرنا	۸۰
وضو اور طواف	۸۲
شرح صدر مبارک	۸۳
قلبی آنکھوں کا بیان	۸۴

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
وجہ استعمال آبِ زمزم	۸۴	دوزخ کی آرزو	۹۷
کیفیتِ شقِ صدر شریف	"	پتھر گرنے کی آواز	"
شانِ رسالت	۸۵	حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز میں	"
تعدادِ شقِ صدر مبارک	"	براق باندھا	۹۸
سونے کے برتن کی استعمال	"	حوروں کا استقبال	۹۹
بطحائے مکہ	۸۶	**مسجد اقصیٰ میں نماز**	۱۰۰
براق کے اوصاف	۸۷	حیاتِ انبیاء کا بیان	۱۰۲
اُمت کی یاد	۸۹	دو موتوں کا بیان	۱۰۳
براق کی درخواست	۹۰	کمالاتِ نبوت کا بیان	۱۰۴
قدسی جلوس	۹۱	براق ٹھہرانے کے وجوہ	"
تین پکاریں	۹۲	اجسادِ مثالیہ کی تحقیق	۱۰۵
مدینہ منورہ	۹۳	کامل ترین دیدارِ الٰہی	۱۰۶
طورِ سینا	"	خطباتِ رسل	۱۰۷
بیت اللحم	۹۴	ایک آیت کا نزول	۱۰۸
بخت دولت اور عافیت	۹۵	جنت کے مشروبات	۱۰۹
حریص آدمی	"	پتھر ہوا میں	۱۱۰
بات پر نادم	۹۶	تحقیق ردیف شدن بہ براق	۱۱۱
ریاکار	"	مخصوص بودن براق	"
بہشت کو تمنا	"	سیڑھی کا ظہور	۱۱۲

marfat.com

عنوان	صفحہ
ہوائی اور ناری کرّے	۱۱۳
دریائے قاصیہ	۱۱۴
پہلا آسمان	۱۱۴
تعجب کے صیغے	۱۱۵
فرشتے قیام میں	۱۱۷
حضرت آدم علیہ السّلام	۱۱۸
صدقہ دینے والے	۱۱۹
نماز میں سست	۱۲۰
زکواۃ کے تارک	"
کشفی واقعات کی تشریح	۱۲۱
نگاہِ نبوت کی شان	"
زانی مرد اور عورتیں	"
یتامیٰ کے حق خور	۱۲۲
راہ کے موذی	۱۲۳
خیانتی	"
خوشامدی	۱۲۴
غیبت کرنے والے	"
شراب نوش	۱۲۵
جھوٹے گواہ	۱۲۶

عنوان	صفحہ
سود خور	۱۲۶
قاتلِ ناحق	۱۲۷
نافرمان بیویاں	"
ماں باپ کے عاق	۱۲۸
دغا باز اور منافق	"
بے ہودہ گانے والے	۱۲۹
رعد فرشتہ	۱۳۰
بحر الحیوان	۱۳۲
دوسرا آسمان	۱۳۲
فرشتے رکوع میں	۱۳۳
حضرت عیسےٰ علیہ السلام	"
حضرت یحییٰ علیہ السّلام	
رزق تقسیم کرنے والا	۱۳۴
تیسرا آسمان	۱۳۴
فرشتے سجدہ میں	"
حضرت یوسف علیہ السّلام	۱۳۵
تکبر کرنیوالے	۱۳۶
چوتھا آسمان	۱۳۷
فرشتے قعدہ میں	"

marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت ادریس علیہ السلام	۱۳۷
حضرت عزرائیل علیہ السلام	۱۳۸
سُورج	۱۴۰
تحقیق سجود شمس	۱۴۳
پانچواں آسمان	۱۴۵
فرشتے خشوع میں	۱۴۶
حضرت ہارون علیہ السلام	۱۴۷
شرک کرنیوالے	״
چھٹا آسمان	۱۴۷
حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۴۸
حضرت میکائیل علیہ السلام	״
ساتواں آسمان	۱۴۹
آفرینش ملائکہ	۱۵۰
حضرت اسرافیل علیہ السلام	۱۵۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام	״
نبیوں سے ملنے میں نکتے	۱۵۲
استفہام کی حقیقت	۱۵۴

عنوان	صفحہ
بیت المعمور	۱۵۵
سدرۃ المنتہیٰ	۱۵۷
نیل اور فرات	۱۵۷
نیل اور فرات کے دہانہ کی بحث	۱۵۸
اونٹوں کی قطار	۱۵۹
توبہ کرنے والے	۱۶۱
روزہ دار کے برأت نامے	۱۶۲
نماز پر خوش ہونے والا	״
صورت مُرغِ سفید	۱۶۳
حجات ز الجنت	״
جبرئیل علیہ السلام کا ٹھہرنا	۱۶۴
حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ٹھہرنے کے اسباب	״
فرشتے افضل ہیں یا بشر	۱۶۷
رفرف	۱۶۸
حاملینِ عرش	۱۷۰
عرشِ مجید	۱۷۰
نعلین بپا جانے کی روایت	۱۷۲

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
جواہر البحار کا تعارف	۱۷۵	التحیات کے لطائف	۱۹۶
علامہ نبہانی کا تعارف	//	حدیث وضع الکف	۲۰۳
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت مطہرہ	۱۷۶	**دیدار باری تعالیٰ**	۲۰۵
عقیدہ نص سے ثابت ہوتا ہے	۱۷۷		
طرق ثبوت احادیث	//	پچاس نمازیں و دیگر احکام	۲۰۹
ذاتی نور کی دلیل	۱۷۸	شبہات نفی کے جواب	۲۱۰
تفسیر سے نور ذاتی کا ثبوت	//	آیت لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ	۲//
ذات صفت پر مقدم ہوتی ہے	۱۷۹	آیت مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ	//
سیرت نگاروں کی روایت	//	آیت لَنْ تَرَانِیْ	۲۱۲
نور ہدایت کا شبہ	۱۸۰	قولی قَدْ اَعْظَمَ الْفِرْیَۃَ	۲۱۳
خدا کا درود	۱۸۱	حدیث اِنِّیْ اَرَاہُ	۲۱۴
اسماء حسنیٰ کا درود	۱۸۲	روایت کے عقلی شرائط	"
قلموں کی آواز	//	آیت وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ	۲۱۵
حجاب کبریا	۱۸۴	آیت کَلَّآ اِنَّہُمْ عَنْ رَّبِّہِمْ	۲۱۵
جہاں کا مکشوف ہونا	۱۸۵	خرقہ معراجیہ	۲۱۶
اُدْنُ مِنِّیْ کا خطاب	۱۸۶	ہشت بہشت کا تعارف	۲۱۸
دَنٰی فَتَدَلّٰی کا مقام	۱۸۷	**بہشت کا مشاہدہ**	//
قاب قوسین	۱۸۹	مکانات	۲۱۹
اوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ	۱۹۱	نورانی مکانات	//

marfat.com

عنوان	صفحہ
حوریں	۲۲۰
چار نہریں	۲۲۱
باغات	۲۲۲
پرندے	״
محبوب کی رضا	۲۲۳
دوزخ کا دروازہ	۲۲۳
مالک خازن نار	۲۲۳
عذاب کے اقسام	۲۲۴
دوزخ کے طبقے	۲۲۵
طبقہ جہنم کا حال	״
شفاعت کی بشارت	۲۲۶
بارگاہِ الٰہی میں حضور	״
پچاس سے پانچ نمازیں	۲۲۷
فہرست پچاس نمازیں	۲۲۹
امام غزالی کا مکالمہ	۲۳۰
فلسفہ فرضت نماز	۲۳۱
نظم	۲۵۳

عنوان	صفحہ
کلیمی مشورہ کے اسرار	۲۳۳
نسخ اور شفاعت میں فرق	۲۳۵
معراج سے واپسی	۲۳۶
جابلقا اور جابلسا	۲۳۷
زمین پر ہبوط	۲۴۷
تذکرۂ واقعۂ معراج	۲۳۸
قریش کا استہزاء	۲۳۹
نبیوں کے حلیے	۲۴۰
تصدیق صدیق	״
بیت المقدس کا ظہور	۲۴۲
اولیاء کرام کی کرامت	۲۴۳
قافلوں کے حالات / قافلوں کی آمد	۲۴۵
عرب میں پانی کی اباحت	۲۴۷
یہودی کا مسلمان ہونا	۲۴۹
خاتمۃ الکتاب	۲۵۱
مناجات بدرگاہ باری تعالیٰ	۲۵۲
فہرست ماخذ کتاب	۲۵۴ تا ۲۵۷

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ شَھَادَۃً تَکُوْنُ لِلنَّجَاۃِ وَسِیْلَۃً وَلِعُلُوِّ الدَّرَجَاتِ کَفِیْلَۃً شَھَادَۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضَاءً وَلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (بنی اسرائیل) صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

پاک اور بے عیب وہ ذات ہے جس نے سیر کرائی اپنے خاص بندہ (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے آس پاس ہم نے (بہت) برکت نازل فرمائی تاکہ ہم اپنے اس (بندہ خاص) کو اپنی قدرت کی خاص نشانیاں دکھائیں بے شک وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

تفسیر آیت اسراء: اللہ جل شانہ نے لفظ سُبحان سے (جس کے معنی پاک ہونے کے ہیں) اس آیت کو شروع فرمایا کہ معراج کے ایسے عجیب

marfat.com

واقعات ہیں۔ کہ جو لوگ اسرار خداوندی سے دور اور قدرت الٰہی کے حقائق سے بے نور ہیں۔ وہ اس پر یقین نہیں کریں گے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے ان شبہات کو دفع کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنی پاک ذات سے ہر طرح کی عاجزی اور کمزوری سے برأت بیان فرما کر قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے عروج کے بیان میں اپنی ذات اقدس کی پاکیزگی سُبحٰنَ کے لفظ سے بیان فرمائی اور وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی معراج سے اترنے کی آیت میں لفظِ سُبحٰن سے آغاز نہ فرمایا۔ کیونکہ عنصری جسم کا آسمان پر چڑھنا بہ نسبت اترنے کے زیادہ تعجب خیز ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنی ذات پاک کو اَلَّذِی سے تعبیر فرمایا جاننا چاہیئے کہ اَلَّذِی اسم موصول ہے جس کا معنی ہے "وہ ذات" یہ ایسا الفاظ ہے جس کا اطلاق ہر چیز پر ہو سکتا ہے۔ لیکن جس کو کامل اَلَّذِی کہا جا سکتا ہے۔ وہ اللہ جل شانہٗ ہے اس لئے کہ معبود برحق کے لئے وجوب ذاتی لازم ہے اور وجوب ذاتی ہی اَلَّذِی کا کمال ہے، لفظ اَلَّذِی دال ہے اور ذات کاملہ اس کا مدلول ہے۔

(۳) اللہ جل شانہٗ نے اس آیت شریفہ میں اَسْرٰی کا لفظ ارشاد فرمایا اَذْهَبَ وغیرہ نہ فرمایا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ اَسْرٰی تفریح اور مسرت پر دلالت کرتا ہے بخلاف وغیرہ کے کہ اس میں خوشی کا اظہار نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں جو لوگ معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں۔ اَسْرٰی کے لفظ سے اس کا جواب ہے۔ کہ اس معراج کرنے میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو لے گیا اور اس نے وہ سیر کرائی جو چیز مخلوق کے لئے عادۃً محال اور ناممکن ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ وہ ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسرٰی کا لفظ معراج جسمانی کی واضح دلیل ہے۔

(۴) اس آیت میں خداوند کریم نے حضور علیہ السلام کو لفظ عَبْدِہٖ سے تعبیر فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے تو نصاریٰ نے ان کو خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عَبْدُہٗ سے تعبیر فرما کر شرک کی جڑ کاٹ دی۔ اور بعض علمائے کرام نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے۔ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درجات عالیہ سے فائز ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے پوچھا۔ میرے پیارے آپ کو یہ

marfat.com

شرف اور بزرگی کس سبب سے ملی ہے۔ عرض کیا اے میرے رب! یہ سب کچھ عبودیت کے باعث ملا ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح اَلَّذِیْ عام ہے اسی طرح عَبْد بھی عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کی عبد ہے۔ لیکن جس کو تمام عباد کاملین سے سب سے زیادہ کامل اور عبد اکمل کہا جا سکے وہ عبد مقدس ہے۔ کیوں کہ عَبْدُہٗ کا معنی "اللہ کا بندہ" ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کا سب سے بڑا کمال اللہ تعالیٰ کا قرب ہے، واقعہ معراج میں جو قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوا۔ وہ اوّلین سے آخرین میں سے آج تک کسی کو نہ حاصل ہوا۔ نہ حاصل ہوگا۔ نہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے سب عباد سے عبد کامل صرف حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر اَلَّذِیْ اور عَبْدُہٗ دونوں کو مبہم لایا گیا اس کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح اللہ کا حسن ذاتی تمام کائنات سے منتر ہے۔ اسی طرح ذات محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا حسن و جمال بھی نگاہ کائنات سے مخفی اور پوشیدہ ہے۔

(۵) اَسْرٰی کے معنی رات کی سیر کے ہیں۔ پھر لَیْلاً کا لفظ بطور تصریح بما عُلِمَ ضِمْنًا اس لئے لایا گیا کہ معراج تمام رات میں نہیں بلکہ رات کے ایک خاص حصہ میں ہوتی۔

(۶) مسجد حرام مکہ مکرمہ میں وہ مبارک مسجد ہے جس کے وسط میں بیت اللہ شریف واقع ہے۔ اور مسجد حرام کا معنی خاص بیت اللہ شریف کے بھی متداول ہیں۔ یہاں معانی مراد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بعض احادیث میں آیا ہے۔ کہ آپ حطیم میں تھے۔ اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حرم کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ آپ کو معراج ہوئی یاد رہے کہ بی بی اُمّہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہونا اس آیت شریف کے کوئی مخالف نہیں۔ کیونکہ آپ پہلے بی بی اُمّہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ اور وہاں سے حرم کعبہ یا حطیم میں جلوہ افروز ہوتے۔ جہاں سے معراج کا آغاز ہوا۔

(۷) مسجد اقصےٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصےٰ کے معنی دُور کے ہیں۔ کیونکہ وہ مسجد مکہ سے دُور ہے اس لئے اقصےٰ کہا گیا ہے اور یہ وہ مبارک مسجد ہے جو

marfat.com

بیتُ المقدّس کے نام سے مشہور ہے۔ تمام سابقہ پیغمبروں کا مرکز رہی ہے۔

(۸) ان انبیاء کرام علیہم السّلام کی ذوات قدسیہ سے جو برکتیں اس خطۂ پاک کو حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ بیان فرما کر برکات کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا کہ جس کے آس پاس ہم نے برکتیں رکھی ہیں حسی برکتیں باغات، آبادیاں ہیں۔ اور روحانی برکات پیغمبروں کی مزارات مقدسہ ہیں۔ جب آس پاس میں برکت ہے۔ تو مسجد کا مبارک ہونا بطریق اولیٰ مفہوم ہوگیا۔ اگر فِیْهِ فرماتے تو اندر کی برکتیں ثابت ہوجاتی مگر ارد گرد کی برکات کا ثبوت نہ ہوتا اور حَوْلَهٗ فرمانے سے اس کے اندر اور باہر سب برکات کا ثبوت ہوگیا۔ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا آیات کا اطلاق جو کہ عرف میں عظمت اور کمال پر دلالت کرتا ہے کیونکہ آیات سماوی آیات عرضی سے اعظم اور اکمل ہیں۔ اس لئے روحُ المعانی میں وارد ہے

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اَیْ لِنَرْفَعَهٗ اِلَی السَّمَآءِ حَتّٰی یَرٰی مَا یُرٰی مِنَ الْعَجَائِبِ	تاکہ اسے ہم اپنی قدرت کی عجیب نشانیاں دکھلائیں یعنی ہم اس کو آسمان پر اونچا کر کے لے جائیں حتیٰ کہ وہاں دیکھنے کے قابل عجیب و غریب نشانیاں دیکھیں

(۹) چونکہ مِنْ کا معنیٰ بعض ہے اس کو بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض آیتیں دکھائی گئی ہیں اور بعض آیتیں نہیں دکھائی گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب آیات کا علم نہ ہوا۔ مگر بعض لوگوں کا یہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ آیات مختلف تھیں۔ بعض کا تعلق دیکھنے سے تھا۔ بعض کا سننے سے تھا۔ جیسے قلموں کی آواز، بعض کا تعلق چکھنے سے تھا۔ جیسے دودھ نوش فرمانا۔ بعض کا تعلق سونگھنے سے تھا۔ جیسے بہشت کی خوشبو۔ اور یہ بات ظاہر ہے جن آیات کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ وہ آیات کا بعض ہیں۔ تو آیت کریمہ کا مفہوم یوں ہوگا کہ تمام آیات سے جن کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ وہ سب ہم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھانے کے لئے آسمانوں پر بلند کیا۔

(۱۰) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ | بے شک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے

marfat.com

بعض مفسرین نے اِنَّہٗ کی ضمیر کو محض اللہ تعالیٰ کی طرف راجع کیا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے۔ کہ مکذبین کو دھمکی اور وعید ہے۔ کہ ہم تمہاری مخالفت اور تکذیب کو دیکھتے اور سُنتے ہیں۔ اس لئے خوب سزا دیں گے۔ اور بعض علماء کرام نے اس ضمیر کو محض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع کیا ہے جیساکہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا۔ (زرقانی شریف ج ۳ ص ۱۲۴) اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہماری قدرت کی نشانیاں جو دیکھنے کے قابل تھیں ان کو دیکھا۔ اور جو سننے کے قابل تھیں ان کو سنا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ قدرت کے سب واقعات آپ نے مشاہدہ فرمائے۔ جس طرح کہ مشاہدہ فرمانے کا حق تھا" اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ ضمیر اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو تب بھی جائز ہے۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو تب بھی درست ہے (روح المعانی پ ۱۵ ص ۱۳)

نکتہ عدمِ ذکرِ سمٰوٰت

بعض لوگوں کو سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی کی آیت میں اسراء کی غایت مسجد اقصیٰ فرمانے سے اور سمٰوٰت کا ذکر نہ کرنے سے یہ شبہ ہو جاتا ہے۔ کہ آپ کو سمٰوٰت کی سیر جسمانی نہیں کرائی گئی۔ مگر یہ شبہ باطل ہے۔

(۱) کیونکہ اوّل تو احادیث میں تفصیل وارد ہے۔ پھر قرآن مجید کی سورت وَالنَّجْمِ میں مذکور ہونے کے بعد کوئی شبہ نہیں رہتا۔ کیونکہ ہر جزو کا مذکور ہونا لازمی نہیں۔ ثانیاً اس آیت میں سمٰوٰت کا ذکر کرنا بعد تامل کے بدوں ارتکاب تجوز (مجاز) کے جو کہ خلاف اصل ہے۔ اور بدون کسی خاص مقتضی کے اصل سے عدول نہیں کیا جاتا۔ صحیح بھی نہیں ہے۔ جس کا بیان دو مقدمہ پر موقوف ہے۔ ایک یہ کہ شروع آیت میں اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا واقع ہو چکا ہے۔ جس کا ذکر کرنا بحکمت اشارہ اَسْرٰی ہے فِی اللَّیْلِ کے کہ وہ دلالت کرتا ہے زیادتی اختصاص پر بوجہ اس کے کہ لیل عادت خلوت کا وقت خصوصیت واقعہ کے مناسب ہے۔ دوسرا یہ ہے بحسب تصریح اہل ہیئت کے لیل ونہار تکون کا محل ہوا کا طبقہ کثیفہ ہے۔ جو بخارات زمین سے

marfat.com

مخلوط ہے۔ جس کا لقب کرۃ البخار، عالم نسیم اور کرۃ اللیل والنہار ہے۔ کیونکہ ہواؤں کا چلنا۔ اور ظلمت و نور کی قابلیت اس طبقہ میں مخصوص ہے۔ اور اس طبقہ کا ثخن (موٹائی) زمین سے سترہ فرسخ یعنی اکاون میل اوپر تک ہے۔ اس کے اوپر ہوا لطیف کا کرہ ہے جو زمین کے بخارات سے صاف ہے۔ ہوائے لطیف میں سورج کی شعاؤں کا ظہور نہیں ہوتا اس لئے وہاں نہار کا تحقق نہیں۔ اور چونکہ لیل ضد ہے نہار کی اس لئے نہار کا تحقق بھی نہیں ہے۔ ان دونوں مقدمات سے یہ ثابت ہو گیا کہ فوق سمٰوٰت تو درکنار یہاں سے اکاون میل اوپر لیل و نہار کا وجود نہیں۔ پس اگر بعد مسجد اقصٰی کے سمٰوٰت کا ذکر ہوتا مثلاً ثُمَّ مِنْهُ اِلَى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فَوْقَهَا یا مثل اس کے کوئی اور عبارت ہوتی تو وہ بھی لَيْلًا کا مظروف ہوتا۔ تو لازم آتا کہ سیر سمٰوٰت وَمَافَوْقَهَا لیل میں واقع ہوتی۔ حالانکہ وہاں لیل کا وجود تک نہیں پس اسکی ظرفیت صحیح نہ ہوتی۔ اس لئے یہاں سمٰوٰت کا ذکر مناسب نہ تھا۔ مگر باوجود اس کے لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا میں جو ایک غایت ہے اس کی طرف اشارہ فرما دیا۔ اس طرح کہ آیات سے مراد بقرینہ مقام اور اضافت تعظیمی کے آیات عظمٰے اور کبرٰی ہیں جس کو سورت وَالنَّجْمِ میں زیر آیات لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى میں صاف طور پر اس عنوان کو ذکر فرمایا۔ کیوں کہ آیات کاملہ وہی ہیں۔ جو آسمان سے اوپر ہیں پس آیات کبرٰے کے دیکھنے کے ذکر سے سمٰوٰت کا ذکر بالتبع ہو گیا۔ کیونکہ اصل یہ ہے۔ کہ رائی اور مرئی ایک جگہ میں ہوں۔ اَلَّا بدلیل یقتضی العدول عَنْ ذَالِكَ الْاَصْل اے اگر کوئی دلیل قائم ہو جس سے اصل سے عدول کا مقتضی ظاہر ہوتا ہے اور یہاں کوئی عدول کا مقتضی موجود نہیں۔ لہذا ثابت ہوا جب یہ آیات سماویہ ہیں تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سمٰوٰت کی سیر بھی فرمائی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اسریٰ لیلاً یہاں کس طرح عامل ہوا حالانکہ وہی وجہ عدم صحت کی یہاں بھی ہونی چاہیئے۔ تو جواب یہ ہے کہ غایت کے معمول ہونے سے ارادہ کا مظروف ہونا لازم نہیں آتا۔ اور بدون مظروفیت کے اس کا غایت ہونا اس

marfat.com

طرح صحیح ہوسکتا ہے کہ اسرٰی اِلَی المَسجِدِ عروجِ سمٰوٰت کا مقدمہ ہے اور عروج کی غایت اراءۃ ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ مقصود کی غایت بواسطہ مقصود کے مقدمہ کی غایت ہوتی ہے۔ کیونکہ مقصود باعتبار مقدمہ کے غایت کے بمنزلہ ہے۔ اور غائت کی غائت فی الحقیقت غائت ہوتی ہے۔ (غرائب الرغائب غریبہ ۱۰)

(۲) قال البقاعی و لعلّ حذف ذکر المعراج من القرآن هنا لقصورہ افهامهم عن ادراك ادلته لو انکروه بخلاف الاسراء فانّه قام دلیله علیهم بما شاهدوه من الامارات التی وصفها لهم وهم قاطعون بانّهٗ صلی اللّٰه علیه وسلم لم یرها قبل ذالك فلما بانّ صدقه بها ذکر من الامارات فاخبر بعد ذالك من اراد اللّٰه تعالٰی بالمعراج

(تفسیر سراجِ منیر ج ۲ ص ۲۷۲)

امام بقاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کے مکہ شریف سے مسجد اقصٰے تک لے جانے کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ اور آسمانی معراج کا بیان نہ کیا گیا۔ تو اس میں حکمت یہ ہے (اگر معراجِ آسمانی کا ذکر ہوتا اور مسجد اقصٰے کا ذکر نہ ہوتا) تو واضح بات ہے۔ کہ انکار کرنے والوں نے آسمان نہیں دیکھے تھے۔ اور ان کے دِل اور دماغ میں کسی طرح کا تخیل موجود نہ تھا اس لئے اگر آپ آسمانوں کی بابت کوئی نشانی بتلاتے تو کفار کے خالی الذہن ہونے کیوجہ سے یہ نشانی بتانا بے فائدہ ہوتا اس کے سمجھنے سے انکی عقل قاصر رہتی۔

حتّٰی کہ واقعہ معراج کی تصدیق کے لئے کوئی ثبوت نہ بن سکتا۔ بخلاف اس

marfat.com

کے جب مسجد اقصیٰ کا ذکر (اسراء کا بیان) کیا گیا لوگوں نے مسجد اقصیٰ دیکھی ہوئی تھی۔ اس کے علامات سے واقف تھے اور یقین تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد اقصیٰ کبھی نہیں دیکھی۔ اسی لئے انہوں نے بیت المقدس کے علامات دریافت کیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف صاف سب علامات بیان فرما دیتے تو آپ کی صداقت کی دلیل قائم ہوگئی جب مسجد اقصیٰ تک جانے میں آپ کا سچا ہونا ثابت ہو گیا۔ تو معراج کا واقعہ کی بھی تصدیق ثابت ہوگئی۔ کیونکہ جب مکہ سے مسجد اقصیٰ تک آنا جانا محال نہ رہا۔ تو آسمانوں پر جا کر واپس آنا بھی محال نہ رہا۔

محبت کا رابطہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ایمان کی اصل بلکہ عین ایمان ہے۔ اتنے تک کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا۔ جب تک باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے آپ کے ساتھ زیادہ محبت نہ ہو۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان رَجُلاً اَتیٰ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَتیٰ السَّاعَۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَعْدَدْتَّ لَھَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا مِنْ کَثِیْرَۃِ صَلوٰۃٍ وَلاَ صَوْمٍ وَلاَ صَدَقَۃٍ وَلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (بخاری شریف ص۹۱۰)	ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ قیامت کب آئے گی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا قیامت کے لئے تو نے کیا توشہ تیار کر رکھا ہے اس شخص نے عرض کی میں نے قیامت کے لئے نہ بہت نماز کو توشہ بنایا ہے اور نہ بہت روزوں کو اور نہ بہت صدقہ دینے کو لیکن میں توشۂ آخرت اسکو سمجھتا ہوں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت ہے حضور

marfat.com

مشکوٰۃ شریف شفاء شریف	علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن تیرا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تیری محبت ہے۔

چنانچہ حضرت غوث عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مسمّٰی بہ ابریز شریف میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ سینہ مبارک سے نہایت باریک دھاگے نورانی نکلے ہوتے ہیں اور ہر مسلمان کے قلب کے ساتھ ایک ایک دھاگے کا تعلق ہے۔ اور اس تعلق اور رابطہ کی بنا پر وہ اسلام اور ایمان پر ثابت ہے اگر وہ رابطہ منقطع ہو جائے تو ایمان باقی نہیں رہ سکتا۔ اس کشف کا متعدّد اہل عصر نے انکار کیا تو سیّدی عبد العزیز نے کہا کہ اچھا مجھ کو اجازت دو میں تم لوگوں کے دھاگے توڑ دوں اور تمہارے اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حائل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا آپ ضرور یہ کریں۔ چنانچہ حضرت غوث عبد العزیز نے ایسا ہی کیا۔ تو وہ لوگ اسلام پر قائم نہ رہ سکے۔ کوئی یہودی، کوئی نصرانی، کوئی دہریہ ہوگیا۔ العیاذ باللہ۔ (ابریز شریف) صفحہ نمبر ۱۳۵ مطبوعہ مصر

ثناخوانی محبّت کی علامت ہے

ومن علامات محبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ ذکرہ لہ فمن احب شیئاً اکثر ذکرہ قال بعضھم المحبة دوام الذکر للمحبوب (شفاء شریف ج ۲ ص ۲۵)	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے علامات سے یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت یاد کرے اس لئے کہ جو شخص کسی شے سے محبّت رکھتا ہے اسکو بہت یاد کرتا ہے اور بعض بزرگوں نے محبّت کا معنیٰ یہ کیا ہے۔ کہ محبوب کی یاد ہمیشہ رہتی ہے۔

marfat.com

تو اس کا نام محبت اس لئے کہ حمد و ثناء کی غایت مدح کرنے والے پر ممدوح کے برکات کا انعکاس ہے۔ جیسا کہ حضرت حسّان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔!

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ	میں نے اپنی کلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ستائش نہیں کی کیونکہ آپ ہماری تعریف کے محتاج نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف سے اپنی کلام کو زیبائش دی ہے۔

حضرت مرزا جانجاناں دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

خدا در انتظار حمد مانیست محمد حامد حمد خدا بس	محمد چشم بر راہ ثنا نیست، خدا مداح مدح مصطفےٰ بس،

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں

کہ میں جب بھی مواجہ شریفہ میں مزار اقدس پر حاضر ہوا روح پر فتوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظیم الشان تموج میں پایا اور میں نے مشاہدہ کیا کہ زائرین میں سے صلوٰۃ سلام پڑھنے والوں کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اور اسی طرح پر ان لوگوں کیطرف خصوصی طور پر توجہ ہے جو آپ کی مدح کرتے ہیں۔ اور ان سے خوش ہوتے ہیں۔!

افضل الرسل ماننا

رسول اور نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت یقینی اور قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا — یہ رسول ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ہے

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلٰى بَعْضٍ ۵ پ ۱۵ ع ۶

اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ باقی رہا یہ کہ رسل اور انبیاء

marfat.com

کے مراتب میں ایک دوسرے پر فضیلت کا امتیاز اور اسکی تفصیل تو یہ امکان بشریت سے خارج ہے۔ ہمارا اعتقاد اجمالی اور مبہم طور پر صرف اس قدر ہے کہ مابین المرسلین والانبیاء تفاضل ثابت ہے۔ (فتوحات شریف باب ۲، ۳، ۲۷۳) اس قدر عقیدہ لازمی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب نبیوں سے (سلام ہو ان پر) افضل ہیں (یواقیت والجواہر ج ۲ ص ۲۲) حضرت حسان فرماتے ہیں

وَ يَضُمُّ الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اِسْمِهٖ
اِذْ قَالَ فِى الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ
وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّ هٰذَا مُحَمَّدٌ

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اپنے نام سے ملایا ہے۔ جب کہ موذن پانچ وقت اذان میں اَشْهَدُ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے اسکا نام مشتق کیا ہے۔ تاکہ اس کو ظاہر کرے۔ پس عرش کا مالک محمود ہے تو اس کے نبی کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ حدائق بخشش میں ہے

مصطفیٰ نور جناب امر کُن ، آفتاب برج علم مِنْ لَّدُنْ
معدن اسرار علام الغیوب ، برزخ بحرین امکان وجوب
بادشاہ عرشیاں وفرشیاں ، جلوہ گاہِ آفتاب کُن فکاں
راحت دل قامت زیبائے او ، ہردو عالم والہ وشیدائے او
گشت موسیٰ در طوی جویان او ، ہست عیسیٰ از ہوا خواہانِ او
بندگانش حور وغلمان وملک ، چاکرانش سبز پوشان فلک
مہر تابان علوم لم یزل ، بحر مکنونات اسرار ازل

(ف) یہاں بطور مناسبت مقام بعض انبیاء کے (سلام ہو ان پر) معراجوں کا تذکرہ کر دیا ہے جس کے بیان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کی معراج

بموجب آیت

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (پ ع ۴)	بے شک میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں

جب حضرت آدم علیہ السّلام خلعت وجود سے مشرف اور قدس عالم کون کے رُوحانی کمالات سے آراستہ اور معلومات کے اصولی علوم سے پیراستہ ہو چکے تو تعظیم و تکریم کے واسطے ملائکہ کا قبلۂ سجود بنائے گئے اس کے بعد نہایت عزت و اکرام سے آسمانوں پر بلائے گئے ۔ حتیٰ کہ جب بہشت میں گئے وہاں سدا بہار جنت میں رہنے کی اجازت ہو گئی ۔ مگر تقدیر سے وہاں دوام حاصل نہ ہو سکا۔ کیونکہ بہشت میں آپ کو پہلے ہم جنس کی خواہش ہوئی۔ جو حضرت حوّا علیہا السّلام کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے اسکی تمنّا کو پورا کر دیا۔ اس کے بعد ایک ممنوع درخت کا پھل کھانے کے بہ سبب آپ کو بہشت سے باہر جانے کا حکم صادر ہوا۔ کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ آپ بہت عرصہ تک زمین پر اُترنے کے بعد روتے رہے۔ پھر آپ کی توبہ قبول ہونے کا واقعہ اس طرح ہے۔ جو کہ مستدرک حاکم (ج ۲ صـ ۶۱۵) پر مسطور ہے کہ امیر عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السّلام نے توبہ کے لئے دُعا کی تو یوں کہا یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اے خداوندا میں آپ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے تیرے دربار میں توبہ کی درخواست کرتا ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تجھے میرے حبیب کا کیسے علم ہوا عرض کی! کہ عرش پر لکھا ہوا دیکھا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر میں نے سمجھا کہ تجھے بہت پیارا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا کہ وہ مجھے بہت پیارا ہے۔ اور جب تو نے اس کے توسل سے دُعا کی تو میں نے تیری توبہ قبول کی۔

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجّینا

marfat.com

حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا (پ ۱۶ ع ۷)

اور قرآن مجید میں حضرت ادریس علیہ السلام کا قصہ یاد فرمایئے ۔ وہ سچا نبی تھا۔ اور اس کا مرتبہ ہم نے بلند کیا ۔

تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام بمقام منیف علاقہ مصر میں پیدا ہوئے ۔ ورد وظائف اور طاعت و عبادت میں مصروف رہتے تھے ۔ حتیٰ کہ فرشتے جو سراسر عبادت میں مصروف ہیں ۔ آپکی عبادت کا غلغلہ عالم ملائکہ میں سُن کر آپ زیارت کو حاضر ہوتے حتیٰ کہ ایک دن فرشتہ آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ آپنے دریافت کیا تو کہاں سے آیا عرض کی کہ سورج پر تین سو ساٹھ فرشتے متوکل ہیں ۔ جن میں سے ایک میں بھی ہوں ۔ میں نے اللہ جلّ شانہٗ سے آپ کی زیارت کے لئے درخواست کی تھی اس لئے آج میں وہاں سے زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ سورج کی گرمی جب یہاں زمین پر سخت ہوتی ہے ۔ تو سورج میں اصل گرمی کا اندازہ دیکھنا چاہیئے ۔ کہ کتنی گرمی ہے اللہ جلّ شانہٗ سے درخواست پیش کی حتیٰ کہ معراج کے سفر کی تیاری ہو گئی ۔ جب سورج کے تمام طبقات کا مشاہدہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا اب بھی کچھ آرزو ہے ۔ عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں ایک بار میری روح قبض کی جائے ۔ تاکہ موت کا ذائقہ دیکھ کر تیری عبادت زیادہ کروں ۔ اس وقت ملک الموت فرشتہ نے آپ کی روح قبض کی اور پھر روح جسم میں داخل کر دی تب اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا کہ اے میرے نبی ! اب بھی کچھ تمنا باقی ہے عرض کی اے الہ العالمین اگر دوزخ کی سیر کر لیتا تو اس کے عذاب و عقاب اور درجات و طبقات دیکھ کر تیری عبادت میں لطف حاصل کرتا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوزخ کی سیر کر لی ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے میرے نبی ! کچھ اور بھی آرزو باقی ہے ۔ عرض کیا کہ اگر بہشت دیکھ لیتا تو تیری عبادت میں بہت ہی سکون حاصل کر لیتا ۔ فی الفور رضوان جنت

marfat.com

نے حاضر ہو کر بہشت کا دروازہ کھولا۔ آپ نے بہشت میں جا کر ہر قسم کے پھول، میوہ جات، باغات، حور و قصور، ولدان و غلمان ملاحظہ فرمائے۔ کافی دیر گذرنے کے بعد ایک فرشتہ نے کہا کہ آپ زمین پر واپس جائیں - آپ نے جواب دیا

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پ ۴ ع ۱۰) کے مطابق موت کا ذائقہ چکھا ہے۔ پھر **اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا** (پ ۱۶ ع ۱۰) کے زیر نظر دوزخ سے گذر ہو گیا۔ اب **وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ** (پ ۱۴ ع ۳) کے مقتضاء کے ماتحت بہشت سے باہر نہ جاؤں گا۔ فرشتہ نے عرض کی کہ بہشت میں سوائے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے کوئی نہیں جا سکتا۔ تو آپ کس طرح ان سے پہلے بہشت میں مکین ہو سکتے ہیں آپ نے فرمایا یہ کلمہ تیرا درست نہیں ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بہشت میں حوریں، غلمان اور بے شمار فرشتے موجود ہیں۔ میں کس طرح اُن سے پہلے نہیں رہ سکتا۔ فرشتے نے کہا۔ کہ وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کی حیثیت سے بہشت میں پہلے آپ رہ سکتے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا۔ اس طرح میں بھی ان کے غلام کی حیثیت سے بہشت میں پہلے رہ سکتا ہوں۔ ایسی کونسا محال لازم آتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرشتے کو حکم ہوا کہ میرے بندے کو میری مرضی پر رہنے دو

روح المعانی (ج ۱۶ صـ۹۷ بطور خلاصہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

كَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (پ ۷ ع ۱۰)	اور اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے آسمان و زمین کے مُلک دکھاتے تاکہ وہ حق الیقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔

marfat.com

کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معراج ہوئی آپ براق پر سوار ہو کر آسمان دُنیا پر تشریف لے گئے۔ وہاں زمین و آسمان کے حجابات دُور ہو گئے اور ہر ایک جگہ نظر آنے لگی حتیٰ کہ تمام مخلوق کے حالات سے مطلع ہوتے۔ اندریں حالات آپ نے زمین پر ایک شخص کو گناہ کرتے دیکھا۔ آپ نے اس گناہ سے نفرت کرتے ہوئے اس گنہگار کی ہلاکت کے لئے بد دُعا فرمائی حق تعالیٰ نے اس گنہگار کو وہیں فنا کر دیا پھر حضرت ابراہیم نے زمین پر نظر دوڑائی تو ایک شخص کو گناہ میں مُبتلا دیکھا۔ آپ نے اس کے حق میں بھی بد دُعا کی وہ بھی خُدا کے حکم سے وہیں مر گیا پھر آپ نے اسی طرح ایک تیسرے شخص کے لئے بد دُعا دی وہ بھی اسی جگہ ہلاک ہو گیا۔ حتیٰ کہ جب چوتھے شخص کے لئے ہلاکت کی دُعا کرنے لگے تو حکم نازل ہوا اے ابراہیم ! میرے بندوں کے لئے بد دُعا نہ کرو اس لئے کہ میرا برتاؤ میرے بندوں کے ساتھ تین طرح کا ہے۔ اوّل یہ کہ توبہ کرے گا تو اس کے گناہ بخش دُونگا دوئم یہ کہ اس سے نیک اولاد پیدا ہو گی۔ جو میری عبادت کریں گے۔ اور میری زمین کو سجدوں سے معمُور کریں گے۔ سوئم یہ کہ قیامت کے دِن وُہ بھی میرے سامنے پیش ہو گا۔ اور اگر میں چاہوں تو اس کے گناہ معاف کر دُونگا۔ اور میں چاہوں تو اسے عذاب میں گرفتار کر لُوں۔ اس کے بعد اللہ جَلّ شانہٗ کا خطاب آیا کہ میرے خلیل! میرے بندوں کے ہلاک ہونے سے پہلے آپ زمین پر واپس اُتر جائیں۔ (رُوح المعانی ج ۷ ص ۱۷۱)

حضرت مُوسےٰ علیہ السّلام کی معراج

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے پر کلام سُننے کے لئے حاضر ہوئے تو اُس سے اس کے رب نے کلام فرمایا! عرض کیا اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دِکھا کہ میں تجھے دیکھ سکوں فرمایا تو مجھے

marfat.com

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۹ ع ۶)	ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا۔ تو عنقریب مجھے دیکھ لے گا۔ پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اُسے پاش پاش کر دیا۔ اور موسیٰ گرا بے ہوش پھر جب ہوش ہوا بولا۔ پاکی ہے تجھے

میں تیری طرف رجوع لایا۔ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (کنز الایمان)

کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج کا قصہ یوں ہے کہ آپ نے وضو کیا پاکیزہ لباس پہنا اور چالیس دن روزے رکھے۔ پھر کوہِ طور پر پہنچے اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا نازل فرمایا۔ جس کو طور نے ہر طرف سے لوگوں کی نظر میں پوشیدہ ہوگیا۔ پھر ہر قسم کے جانور حتیٰ کہ چیونٹی بلکہ فرشتے تک وہاں سے سات فرسخ (۲۱ میل) دُور رہو گئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور ہم کلامی پر کوئی دوسرا جاندار اطلاع نہ پائے کہتے ہیں اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے زمین و آسمان کے حجابات دُور ہو گئے حتیٰ کہ ملائکہ کو آپ نے دیکھا کہ ہوا میں قائم ہیں۔ اور آپ نے عرشِ بریں کا مشاہدہ فرمایا۔ اور صاف طور پر دیکھا اس کے بعد آپ نے الواح والی قلموں کی آواز سُنی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کلام کریم سُن کر اپنے معروضات پیش کئے۔ اندریں حالات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام ربانی کے لطف نے اس دیدار کا آرزومند بنا دیا۔ اس لئے عرض کی اے رب میرے! مجھے اپنے دیدار کا شرف عطا کر تاکہ میں تجھے دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ۔ میں اس پر اپنے نورانی جلوہ سے تجلی فرماؤں گا۔ اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر برقرار ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ سکے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ پر اپنی تجلی ظاہر فرمائی اور وہ پہاڑ پاش پاش ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد کہا تیرے لئے ہر عیب سے پاکیزگی ہے۔ اور میں نے آپ کی طرف رجوع

marfat.com

کیا - اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۔

وفی العرائس عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ لما کلم اللہ عزّ وجلّ موسیٰ، کان بعد ذٰلك یسمع دبیبًا النّملۃ السوداء فی اللّیلۃ الظلمآء علی الصّفا من مسیرۃ عشرۃ فراسخ ،
سیرت حلبیہ ج ا ص۲۳۵

تفسیر عرائس البیان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کی تو اس کے بعد آپ میں قوت شنوائی اسقدر ہو گئی تھی کہ دس فرسخ (۳۰ میل) کی مسافت سے اندھیری رات میں صاف پتھر پر سیاہ رنگ کی چیونٹی کے چلنے کی آہٹ سُن لیتے تھے ۔

ملا معین الدین ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب خدا کا جلوہ دیکھا تو اس کے بعد آپ کے چہرہ اقدس پر نگاہ کرنے کی کسی کو مجال نہ رہی ۔ حتیٰ کہ آپ اپنے چہرہ انور کو کپڑے سے اوڑھے رہا کرتے تھے ۔ کیونکہ آپ کے رُخِ مُبارک پر نورانیت کے جلوے دیکھنے کی برداشت کسی کو نہ تھی ۔

ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اقدس سے جمال با کمال کا پرتو جب دیواروں پر پڑتا تھا ۔ تو وہ دیواریں آیئنہ کیطرح روشن ہو جاتیں حتیٰ کہ ان کے سامنے والے شخص کو اپنی صورت کا عکس ان دیواروں میں نظر آتا تھا ۔

(لکن اللہ تعالیٰ ستر عن اصحابہ کثیرًا من ذالك الجمال الباھر فانّہ لو برز لھم لم یطیقوا النظر الیہ کما قال بعض المحققین

باوجود اس کے بھی آپ کے حسن وجمال کی اکثریت آپ کے صحابہ سے چھپی ہوئی تھی کیونکہ اگر سارا حسن وجمال ظاہر ہوتا تو آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا ۔ جیسا کہ بعض اہل تحقیق کا قول ہے ۔

(فتح الملہم ج ا ص۳۱۹)

marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معراج

حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک دن ممبر پر بیٹھ کر لوگوں سے کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے توراۃ میں موسےٰ علیہ السلام کیلئے ہفتہ کا دن مبارک بنایا تھا۔ کہ اس دن میں عبادت کے سوائے سارے کام ناجائز اور حرام ہیں۔ اب حق تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور انجیل شریف میں حکم فرمایا ہے کہ اتوار کا دن مبارک ہے۔ اس دن کی عزت کرو اور اس دن میں دنیا کا کوئی کام نہ کرنا۔ پس بنی اسرائیل آپ کا یہ حکم سُنکر دل میں کینہ لاتے اور کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت نبی آئے مگر کسی نے شریعت موسوی کو منسوخ نہ کیا۔ اور آپ ہماری کتاب توراۃ کو منسوخ کہتے۔ اسلئے آپس میں قوم نے طے کرلیا کہ اس کو مار ڈالنا چاہیئے۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو لیکر ایک مکان پر گئے۔ جس کا نام عین السلوک ہے۔ یہودیوں نے اس مکان کا محاصرہ کیا تب جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس مکان کی چھت شگاف کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر لے گئے۔ اور آپ فرشتوں کی محبت میں رہ گئے۔ ان یہودیوں کے سردار کا نام یشوع تھا۔ وہ ملعون سب لوگوں سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکان میں گھس گیا۔ بہت ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ جب دیر ہوگئی۔ تب یہودی اس کے پیچھے گھس گئے یہودیوں نے یشوع کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی صورت دیکھ کر پکڑ کر قتل کر دیا یشوع ہر چند کہتا رہا کہ میں یشوع ہوں۔ مجھے چھوڑ دو مگر وہ ہرگز نہ مانے اور کہنے لگے اگر تو یشوع ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کدھر گئے۔ آخر کار سب کو یہ شبہ ہوگیا اور یشوع کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام سمجھ لیا گیا۔ اور یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر اُٹھا لیا ہے۔ (یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام معراج کے لئے آسمان پر چلے گئے۔ اور تاہنوز آسمان پر ہی جلوہ گر ہیں۔)

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یشوع کو پچاس برس ناز و نعمت سے پالا تاکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا فدیہ ہوجائے۔ اور فرعون کو چار سو سال تک ناز و نعمت سے پرورش

marfat.com

کی تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بدلہ دریائے نیل میں غرق ہو جاتے۔ اور دُنبہ کو چار ہزار برس تک فردوس اعلیٰ میں پالا تاکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ بنایا جائے (بطور خلاصہ کے درج کیا ہے۔ قصص الانبیاء ص ۳۸۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مراتب اور مدارج میں معراج کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ جو تمام نبیوں سے "سلام ہوان پر" صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے۔ اور وہ خصوصیت یہ ہے۔ کہ فرشتوں کے ایک بڑے بھاری اعزازی جلوس کے ساتھ نہایت شان و شوکت سے براق برق رفتار پر سوار ہو کر مسجد اقصےٰ پہنچے وہاں تمام نبی "سلام ہوان پر" آپ کی انتظار میں جمع تھے سب نے آپ کی اقتدا کرتے ہوئے نماز دوگانہ ادا کی اس کے بعد آپ نے تمام آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ اور حوض کوثر بہشت کے وہ عجائب و غرائب دیکھے جو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھے اور نہ کان نے سُنے۔ اور نہ کسی انسان کے وہم و گمان کی وہاں تک رسائی ہوئی حجاب کبریا سے پار ہوئے۔ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ کی شان سے نوازے گئے دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے مازاغ کے لقب سے سرفراز ہوئے مگر پھر عالم ناسوت میں واپس تشریف لائے۔ تاکہ آپ کی اُمت کسی گناہ کے سبب عذاب عامہ میں مبتلا ہو کر فنا نہ ہو جائے۔

شریعت دیکھتا ہے دیکھ اقوال محمدؐ کو
طریقت چاہتا ہے دیکھ افعال محمدؐ کو
حقیقت دیکھنی ہے دیکھ احوال محمدؐ کو
جو چاہے معرفت تو دیکھ اشکال محمدؐ کو

ؐ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

زمین و آسمان کے خود بخود اٹھ جائیں گے پردے
حجابات محمدؐ میں نظر آجائیں گے جلوے

حدیثِ معراج کے راوی

معراج شریف کی حدیث بہت سے صحابہ کرام سے مروی ہے جن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں :- حضرت ابوبکر[۱] ، حضرت عمر[۲] ، امیر عثمان[۳] ، حضرت علی[۴] ، عبداللہ بن مسعود[۵] ، عبداللہ بن عباس[۶] ، عبداللہ بن عمر[۷] ، ابی بن کعب[۸] ، حضرت ابوہریرہ[۹] ، انس بن مالک[۱۰] ، جابر بن عبداللہ[۱۱] ۔ ، بریدہ بن اسلمی[۱۲] ، سمرہ بن جندب[۱۳] ، حذیفہ بن یمان[۱۴] ، شداد بن اوس[۱۵] ، صہیب رومی[۱۶] ، مالک بن صعصعہ[۱۷] ، ابو امامہ باہلی[۱۸] ، ابوایوب انصاری[۱۹] ، ابوحبہ[۲۰] ، ابوذر غفاری[۲۱] ، ابوسعید خدری[۲۲] ، ابوسفیان بن حرب[۲۳] ، اسامہ بن یزید[۲۴] ، عبدالرحمٰن بن عامر[۲۵] ، ابودرداء[۲۶] ، بلال بن سعد[۲۷] ، عمر بن حصین[۲۸] ، بلال حبشی[۲۹] ، عبداللہ بن زبیر[۳۰] ، ابوذر رضی اللہ عنہم

عورتوں میں سے حضرت اسماء[۳۱] ، حضرت ام ہانی[۳۲] ، حضرت عائشہ[۳۳] ، حضرت ام کلثوم[۳۴] رضی اللہ عنہم وعنہن اجمعین ۔ انتخاب از معارج النبوت ج ۳ ص ۲۳ ، ونشر الطیب ص ۲۵

فلسفہ معراج

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج کے فلسفہ میں بہت روایات ہیں ۔ چونکہ جب اللہ تعالے کے کام میں بہت حکمتیں اور رموز ہوتے ہیں ۔ بنابریں علمائے کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معراج کے لئے جانے میں کئی حکمتیں بیان کرتے ہیں ۔ بعض ان میں سے یہ ہیں ۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام متواتر تجلیات الٰہی کے مشاہدہ کے باعث مقام شنید سے مقام دید تک پہنچ جائیں ۔ اور علم الیقین کی سرحد سے عین الیقین کی سرحد ترقی فرمائیں اور پھر حق الیقین کے زیور سے آراستہ ، پیراستہ ہو جائیں ۔

یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت تمام کائنات پر ظاہر ہو جاتے ۔ چنانچہ اولاً بیت المقدس میں امام الانبیاء بنایا ۔ تاکہ آپ کی شان انبیاء کرام میں تسلام ہو اور پر

marfat.com

روشن ہو جائے۔ اس کے بعد بیت المعمور میں فرشتوں کی امامت عطا ہوئی تاکہ فرشتوں پر آپ کی فضیلت متحقق ہو جائے

یا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حبیب تھے اور حبیب کو مخزونات پر اطلاع ہوتی ہے جس طرح مجازی بادشاہ جب کسی بندہ کو اپنی محبت سے مخصوص کرتے ہیں۔ تمام خزائن اس کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور تمام سلطنت اس کے زیرنگین کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سب سے ممتاز کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین کے خزائن سے مطلع فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے

زویت لی الارض فاریت مشارقھا و مغاربھا ،	میرے لئے زمین لپیٹی گئی حتیٰ کہ مجھے اس کے مشارق اور مغارب دکھائے گئے

اس کے بعد آپ کو معراج کے آسمان پر لے گئے۔ حتیٰ کہ تمام ملکوت سماوی ارضی کی سیر فرمائی۔ اور آپ کو یہ اختیارات تفویض کیے گئے۔ جس شخص کو آپ شفاعت کی دولت سے شرف عطا فرمائیں۔ وہ سعادت مند ہو جائے۔

یا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذان کی تعلیم سے بہرہ ور فرمائیں حتیٰ کہ جب آپ سمٰوٰت سے گذر کر عرش، کرسی، لوح قلم کی دیار سے حجاب خاص کے پاس جلوہ افروز ہوتے وہاں آپنے اذان سُنی جیساکہ آئندہ مذکور ہوگا

یا یہ کہ حکمت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم یہود، نصاریٰ، آتش پرست اور مشرکوں کے مطاعن سے ملول ہو گئے تھے۔ لہٰذا آپ کی تسکین قلبی کے لئے معراج کا واقعہ ظہور پذیر ہُوا۔

یا یہ حکمت ہے کہ تمام تر اشیاء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہو جائیں۔ اور تمام عطایا کو آپ کی ذات سے نسبت کا فخر ہو اور آپ کو کسی چیز کی احتیاج نہ ہو۔ جس طرح حدیث شریف میں آیا ہے۔

انا اول من تنشق عنہ الارض و لا فخر و	میں پہلا شخص ہوں جو زمین سے باہر ہو کر میدان قیامت میں جاؤں گا

marfat.com

لواء الحمد بيدی ولا فخر وادم ومن دونه تحت لوائی ولا فخر وانا اول من يقرع باب الجنة ولا فخر ط۔	اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں۔ حضرت آدم اور اسکی اولاد سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ اور سب سے پہلے میں ہی بہشت

کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا۔ اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ ۔۔۔۔۔۔۔

یعنی مجھے اِن باتوں سے فخر نہیں ہے۔ بلکہ ان باتوں کو مجھ سے فخر حاصل ہے۔ کیونکہ اَدنیٰ چیز اعلیٰ سے فخر حاصل کرتی ہے۔ اعلیٰ کو اَدنیٰ سے فخر حاصل نہیں ہوتا

یا یہ حکمت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تمام مخلوق سے پہلے نور احدیت سے جلوہ گر ہوا جب وہ رُوح اس مقام سے عنصری وجود میں آئی تو اس مقام کا اشتیاق ہوا۔ پس دَنیٰ فَتَدَلّٰی کے مقام سے قرار اور سکون پایا۔

یا یہ حکمت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وحی کے تمام اقسام سے شرف پائیں اور اس کے تمام اقسام سے افضل وہ جو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ کے بغیر ہو اس لئے مفسر حضرات کہتے ہیں کہ آیت اٰمَنَ الرَّسُوْلُ :۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ کے بغیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے سُنی تھی

یا یہ حکمت ہے کہ اُمّت کے لئے آپ کو خاص نوازش عطا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دِن تمام نبی سلام ہو ان پر نفسی نفسی کہتے ہوں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمتیؔ اُمتی کہتے ہوں گے۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ رَبّی رَبّی کہتے مگر اُمتی اُمتی میں رَبّی کی زیادت درج ہے۔ کیونکہ اُمتی سے مراد یہ ہے کہ وہ عطیے جو معراج کی رات امت کے لئے کئے تھے۔ اب مہربانی فرما کے عطا فرمائے۔

یا یہ حکمت ہے کہ سات ستاروں میں مناظرہ اور مجادلہ تھا۔ کہ ہر ایک اپنے کو دوسرے پر ترجیح دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کا رُتبہ دے کر

marfat.com

اِن کو دکھلایا کہ تمہارے انوار اس نور اعظم کے طفیل سے ہیں لہٰذا تم کو ایک دوسرے پر فخر کرنا نامناسب ہے

اے گوہر تاج فرستادگان ،، تاج دہ گوہر آزادگان ،
ہرچہ زبیگانہ و خیل تواند ، جملہ دریں خانہ طفیل تواند
چونکہ بعالم علم افراختی ، غلغلہ در کون در اندا ختی ،
مہر شد ایں نامہ بعنوان تو ، ختم شد ایں خطبہ بدوران تو

(ف) واعظین حضرات کے لئے تحفہ کے طور پر چند نکات مزید اندراج پذیر ہیں۔

نکتہ تفصیلِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ

فرشتوں نے جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست کی کہ اے خداوندا ! ایسی مخلوق جس میں مفسد اور خون ریز تک ہوں گے ہم جیسے مطیع اور فرمانبردار طبقہ کے باوجود ان کو خلیفہ بنانے میں کیا وجہ ہو گی۔ تو فرشتوں کو سردست اجمالی طور پر یہ جواب دیا گیا اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ط (پ۱ع۴) کہ اس کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں اور نکات ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں تم کو ابھی تک وہ حقائق معلوم نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ وُجود مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت محبوبی سے نوازا گیا۔ اور اطباق نہ رواق پر دربار الٰہی میں بلائے گئے۔ تو ملاء اعلیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے وابستہ ہونے کا فخر کیا۔ جس طرح ریان بادشاہ کے پانچ خاص آدمیوں نے حاجب، ساقی، خباز، زندان بان، صاحب دواب کی بیویوں نے عین الشمس کی جگہ بیٹھ کر ایک دوسری سے بات چیت کی کہ عزیز مصر کی عورت اپنے غلام پر فریفتہ ہونے میں ہمارے نزدیک ظاہر غلطی پر ہے۔ جب بی بی زلیخا نے یہ سُنا تو چالیس (۴۰) عورتوں کو دعوت دی جن میں یہ پانچ بھی شریک تھیں۔ پھر ان کے اعزاز میں کھانے کی مجلس تیار کی۔ اور ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک ایک چاقو دے دیا۔ تاکہ میوہ تراشنے میں انتظار کی تکلیف نہ ہو۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو بلایا تو آپ کے

marfat.com

حسن و جمال کے مشاہدہ میں تمام عورتیں حواس کھو بیٹھیں حتیٰ کہ بیہوش ہو کر میوہ جات کے بجائے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا : مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (پ۱۲ ع ۱۴) اس کا جمال با کمال ایسا ہے۔ کہ بشر نہیں بلکہ نورانی صورت کے لحاظ سے باعزت فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ انتخاب از کشاف ج ۴ ص۲۵۲ (و معارج ج ۲ ص۱۰۴) یونس فرخ آبادی نے کہا ہے۔

مانا کہ کٹیں انگشت زناں اعجاز تھا حسن یوسف کا
ہم نام پہ تیرے اے آقا سر اپنا کٹایا کرتے ہیں
جس وقت چھٹے گی بزم جہاں دیکھیں گے انکا جلوہ نہاں
ایمان ہے یونسؔ تربت میں وہ شکل دکھایا کرتے ہیں

نکتہ عطائے شفاعت

جب علم ازلی میں یہ بات متعین ہو چکی تھی کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شفاعت کرنے والے ہوں گے ۔ اور اس دن ہیبت اور سیاست بھی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ ہر شخص اس دن کسی دوسرے کے حالات پر توجہ دینا بہت مشکل کام ہے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکوت سمٰوٰت کی سیر فرمائی حتیٰ کہ آپنے کائنات کے عجائب وغرائب مناظر ومشاہد ، درجات جنت اور درکات جہنم ، ثواب نعیم اور عذاب الیم ہر ایک کو مکمل مشاہدہ فرمایا ۔ اس مشاہدہ کا مقصد یہ تھا کہ جب قیامت کے ہولناک منظر کے وقت سب نبی نفسی نفسی کہیں گے اسوقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امتی امتی فرمائیں گے ۔ اور قیامت کے شدائد اور زلازل سے نہ گھبرائیں گے ۔ اس کی مثال اسطرح ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عصا کو زمین پر ڈالا وہ اژدھا بن گیا اس وقت آپ کو حکم ہوا کہ گھبراؤ نہیں بلکہ اسکو ہاتھ سے پکڑ لیجیے اور یہ پہلی حالت میں ہو جائے گا چنانچہ آپنے اس اژدھا کو پکڑا فوراً ہی آپکے ہاتھ میں عصا بن گیا ۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کو یہاں اس معجزہ کا مشاہدہ اس لئے کرایا گیا تاکہ آپ کی طبیعت سے خوف زائل ہو اور فرعون کے سامنے

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب ۔ (از امام احمد رضا)

جب یہ عصا اژدھا بن جائے اس وقت حضرت موسٰے علیہ السلام پورے عزم واستقلال میں مضبوط رہ جائیں اسی طرح معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام ارضی، سماوی بلکہ دنیوی اور اُخروی واقعات کا مشاہدہ کرایا گیا۔ تاکہ قیامت کے ہولناک مناظر کے وقت آپ کے قلب مُبارک پر کسی طرح ملال نہ آنے پاتے۔ صابر جالندھری نے کہا ہے

ہوا دِل کو شوق وصال محمّد ۔ بسا جا رہا ہے خیال محمّد،
ہے آنکھوں میں جاہ وجلال محمّد ۔ اُٹھے جا رہے ہیں حجابات عالم
نظر آرہا ہے جمال محمّد

کہا مُصطفٰے نے کہ اے ربّ العزّت ۔ گناہوں سے لبریز ہے میری اُمّت
اسی واسطے مضطرب ہے طبیعت ۔ تو غفّار ہے بخش دے میرے مولیٰ
یہی آپ سے ہے سوال محمّد

کہا اُن کے حق نے کہ اے کملی والے ۔ حقوق شفاعت ہیں تیرے حوالے
پیارے تو اس غم کو راحت بنا لے ۔ جسے تو کہے گا اُسے بخش دوں گا
ندا ہو گیا ہم خیال محمّد

نکتہ اطلاع رحمت

ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ مبارک نیند میں اور دِل مُبارک بیدار تھا کہ یکایک حضرت جبریل علیہ السلام کی پرواز کی آواز سن کر آپ بیدار ہو گئے حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ سلام بھیجنے کے بعد فرماتا ہے کہ میں نے آپ کو محض نیند کرنے کی خاطر پیدا نہیں کیا بلکہ گنہگار اُمّت کی شفاعت کے لئے پیدا کیا ہے پھر آپ کو لے جائے مکر ہیں لے گئے وہاں اُمّت کے تمام گناہ چھوٹے اور بڑے قیامت تک جتنے ہونے والے تھے سب وہاں موجود تھے۔ جو کہ احاطہ شمار سے باہر تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں یہ تمام حالات دیکھنے کے بعد مغموم ہو گئے۔ اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہوا کہ جس نبی کی اُمّت اتنی گنہ گار ہو وہ بھی آرام کی نیند سو سکتا ہے؟ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الٰہ العالمین! اتنے کثیر گناہوں کی معافی کی صورت

marfat.com

کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کی اُمت کے سارے گناہوں کی معافی آپ کی شب بیداری سے وابستہ ہے ۔ اگر سارے گناہ معاف کرانے ہوں تو ساری رات جاگو اور اگر آدھے گناہ بخشوانے ہوں تو آدھی رات عبادت کرو ۔ اور تہائی گناہوں کی بخشش چاہتے ہو تو تہائی رات عبادت کریں ۔ اور اگر دو تہائی گناہوں کی مغفرت چاہتے ہو تو دو تہائی حصے رات کے عبادت سے زندہ کرو ۔ بہر حال آپکی اُمت کے گناہوں کی بخشش آپ کی شب بیداری پر موقوف ہے

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی کہ میں ساری رات جاگوں گا کیونکہ اُمت کے سارے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں ۔ چنانچہ اس ماجرا کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری راتوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ۔

حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ اَوْ سَاقَاهُ - (بخاری شریف) حتّٰی کہ آپ کے قدم مبارک بلکہ پنڈلیاں مبارک کو ورم ہو گیا ۔ حتّٰی کہ یہ آیت نازل ہوئی ۔

يَا اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (پ ۲۹ ع ۱۳)

علماء کرام نے اس آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے ۔ کہ اے ریاضت کا کپڑا اوڑھنے والے اس کپڑے کا حق ادا کرو ۔ اور ہر رات نوافل پڑھتے رہو مگر رات کا کچھ حصہ آرام کر لیا کرو ساری رات کی بیداری معاف ہے

اور آپ کی شب بیداری آدھی رات یا اس سے کچھ کم ہو کہ تہائی ہو جائے یا اس نصف پر کچھ زیادہ کر دو ۔ کہ دو تہائی ہو جائے ۔ اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو ۔

آپ نے عرض کی اے خداوندا ! گو آپ نے ساری رات کی بیداری معاف فرما دی مگر جب مجھے امت کے گناہ یاد آتے ہیں ۔ تو نیند نہیں آتی ۔ اس لئے ساری رات عبادت کرتا ہوں ۔ اس کے بعد یہ آیت اُتری

marfat.com

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (پ ۲۶ ع ۸)	اے میرے پیارے حبیب ہم نے تیرے لئے فتح ظاہر عطا فرمائی ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تیری اُمت کے گذرے ہوئے اور آنیوالے سارے گناہ بخش دے

اس آیت کے شانِ نزول کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب دستورِ سابق ساری رات عبادت کرتے تھے ۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام نے عرض کیا ۔ کہ اب سورت فتح نازل ہو چکی ہے اور آپ کی مغفرت کا وعدہ بھی ہو گیا ہے ۔ اب آپ ساری رات کیوں بیدار رہ کر عبادت کرتے ہیں ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :۔ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا (بخاری شریف) کیا میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں ۔ یعنی گو امت کی بخشش میری شب بیداری سے وابستہ نہیں رہی لیکن میں چاہتا ہوں کہ اللہ جَلَّ شانہٗ کی نعمت کا شکریہ ادا کروں ۔ جس نے میری امت کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے ۔ اس کے بعد آپ ساری رات بیدار ہو کر عبادت کرتے اور امت کی مغفرت کی دُعا کرتے ۔ اور اتنا روتے کہ فرشتگان مقرب نے کہا اے الٰہ العالمین یہ کیا واقعہ ہے ۔ کہ گنہگار اُمت کے لئے یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر بیدار رہتے ہیں ۔ حتیٰ کہ ان کے رونے کی آواز آسمان تک پہنچ گئی ۔ اسوقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔ طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤی اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی (پ ۱۶ ع ۱۰) اے چودہ طبق کے ایجاد کے باعث (کیونکہ طٰہٰ کے بحساب ابجد چودہ عدد ہوتے ہیں) ہم نے قرآن مجید آپکی تکلیف کے لئے نازل نہیں کیا ۔ بلکہ یہ نصیحت ہے ۔ اس شخص کے لئے جس کے دل میں خدا کا خوف ہے

اس کے بعد معراج کے عطیہ سے نوازے گئے ۔ اور یوں ارشاد ہوا کہ آپ بطحاء کے میدان میں امّت کے گناہ دیکھکر مغموم ہو گئے ۔ اب ہمارے ملک وملکوت کی کی سیر کرو ۔ اور ہماری مغفرت کے خزانے مشاہدہ کرو ۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے ۔ کہ آپ کی اُمت کے گناہ بہت ہیں ۔ یا ہماری رحمت کے دریا بہت ہیں ۔ ہ

marfat.com

آفاق تیرہ گرچہ ز روئے سیاہ ماست
دریائے رحمت تو فزوں از گناہ ماست

کہتے ہیں کہ ساری رات کی بیداری کا حکم اس آیت سے منسوخ ہوا ہے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پ۱۵)

اور رات کے بعض حصہ میں آپ تہجد کی نماز ادا کیا کریں جو آپکے لئے پانچ فرضی نمازوں کے علاوہ ایک زائد نماز فرض کی گئی ہے۔ اس نماز تہجد کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپکو مقامِ محمود میں مبعوث فرما دے گا۔

جس میں آپ اُمّت کی شفاعت کی قبولیّت بدرجہ اتم پائیں گے۔

(ف) امّت کے لئے نماز تہجد پڑھنا مستحب ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے حق میں فرض تھا۔ اس لئے علماء کرام نافلہ کے معنی ایک زائد نماز کا فرض ہونا بیان کرتے ہیں۔

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر،
خدائے محمّد برائے محمّد
محمّد برائے جناب الٰہی،
جناب الٰہی برائے محمّد

نکتہ حل بحث ملائکہ

مِنْ حِكْمَةِ مِعْرَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِاَنَّهٗ اِخْتَصَمَ الْمَلَاُ عَلٰى فِيْ اَرْبَعِ مَسَائِلَ مِقْدَارَ اَرْبَعَةِ الْاٰفِ سَنَةٍ وَلَمْ يُوفقو لِحَلِّهَا فَلَمَّا بَعِثَ نَبِيُّنَا بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمُوْ خيالاً اَنَّ هٰذِهِ الْمُشْكِلَاتِ اِنَّمَا تَحِلُّ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج میں ایک نکتہ یہ ہے کہ چار ہزار سال سے بڑے درجہ کے فرشتوں کی مجلس میں چار مسائل پر بحث ہو رہی تھی لیکن اسکو حل نہ کر سکے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی ان فرشتوں کو یقین ہوا کہ یہ مشکل مسائل آپ سے ہی حل ہو سکیں گے۔ تو ان سب فرشتوں نے اپنی مشکل کشائی کے لئے نیاز اور زاری سے استدعا کی

marfat.com

فَتَضَرَّعُوْا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی
لِاَجْلِہٖ فَدَعَا اللّٰہُ
حَبِیْبَہٗ اِلَیْہِ مَقَامَ
قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا
اَوْحٰی وَمِنْ جُمْلَۃِ
ھٰذَا الْوَحْیِ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
رَئَیْتُ رَبِّیْ بِاَحْسَنِ صُوْرَۃٍ
فَقَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ
الْمَلَاُ الْاَعْلٰی
فَقُلْتُ اَنْتَ تَعْلَمُ
یَارَبِّ فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ
کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَھَا
بَیْنَ ثَدْیَیَّ ثُمَّ قَالَ
یَا مُحَمَّدُ ھَلْ تَدْرِیْ
فِیْمَا یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ
الْاَعْلٰی فَقُلْتُ نَعَمْ
فِی الْکَفَّارَاتِ وَالْمُنْجِیَاتِ
وَالدَّرَجَاتِ وَالْمُھْلِکَاتِ
قَالَ صَدَقْتَ یَا مُحَمَّدُ ثُمَّ
قَالَ یَا مَلَائِکَتِیْ وَجَدْتُّمْ
حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنی طرف بلایا۔ اور
قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا
اَوْحٰی کے مقام سے مشرف فرمایا
اور وہاں جو وحی ہوئی اسمیں سے
ایک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے
رب کریم کو احسن صورت میں دیکھا
پھر فرمایا وہ کون سے مسائل ہیں
جن میں بڑے مرتبے والے فرشتے بحث
کر رہے ہیں میں نے کہا اے میرے
رب! تو ہی جانتا ہے پس اللہ تعالےٰ
نے اپنا بے مثل (قدرت کا) ہاتھ
میرے دونوں کندھوں کے درمیان
رکھا حتیٰ کہ انکی ٹھنڈک کا اثر (فیضان
خداوندی کا ظہور) میں نے اپنے سینہ
میں پایا۔ اس کے بعد فرمایا اے پیارے
محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہو
وہ کونسے مسائل ہیں جن میں بڑے
مرتبے والے فرشتے بحث کر رہے ہیں
(اور الجھے ہوتے ہیں اسکا حل نہیں پا
سکتے) میں نے عرض کی ہاں (وہ چار

marfat.com

فَاسْئَلُوْا اَشْکَالَکُمْ
فَقَالَ اِسْرَافِیْلُ
مَا الْکَفَّارَاتُ فَقَالَ
عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ
فِی الْمَکَارِہِ
وَمَشْیُ الْاَقْدَامِ
اِلَی الْجَمَاعَاتِ وَ
اِنْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ
الصَّلٰوۃِ ثُمَّ قَالَ
مِیْکَائِیْلُ مَا الدَّرَجَاتُ
فَقَالَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ
وَ اِفْشَاءُ السَّلَامِ
وَ الصَّلٰوۃُ وَ النَّاسُ
نِیَامٌ ثُمَّ قَالَ جِبْرِیْلُ
مَا الْمُنْجِیَاتُ فَقَالَ
خَشْیَۃُ اللّٰہِ فِی
السِّرِّ وَ الْعَلَنِ
وَ الْقَصْدُ فِی الْفَقْرِ
وَ الْغِنٰی وَ الْعَدْلُ فِی
الْغَضَبِ وَ الرِّضَاءِ
ثُمَّ قَالَ عِزْرَائِیْلُ
مَا الْمُهْلِکَاتُ فَقَالَ

مسائل ہیں) کفارات اور منجیات اور درجات اور مہلکات۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا سچ کہا تو نے اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خطاب کر کے خطاب فرمایا اے میرے فرشتے! اب تم نے مشکلات حل کرانے کا موقعہ پالیا۔ پس چاہیے کہ تم اپنے اشکال حل کراؤ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کفارات کیا ہیں (وہ کون سے کام ہیں جن کے سبب سے اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا وہ تین کام ہیں۔ ایک تو کہ سخت (سردی وغیرہ) میں وضو کا پورا کرنا ہے۔ (تمام اعضاء وضو پر پورے طور پر پانی پہنچانا تاکہ وضو کامل مکمل ہو جائے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے) دوسرا یہ کہ نماز کو باجماعت ادا کرنے کی نیت سے پیادہ چل کر جانا۔ تیسرا یہ کہ ایک نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری

marfat.com

شُحٌّ مُّطَاعٌ وَّهُوًى مُّتَّبَعٌ وَّ اِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ فِیْ کُلِّ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (بریقہ محمدیہ شرح طریقہ محمدیہ) (ج ۲ ص ۲۳۷)

آنے والی نماز کی انتظار کرنا۔ پھر میکائیل علیہ السلام نے عرض کی درجات کیا ہیں۔؟ (وہ کون سے کام ہیں جن سے انسان کے درجے بلند ہوں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اور سلام کو لوگوں میں عام کرنا اور رات کے وقت نماز (نوافل) پڑھنا جب لوگ سوئے ہوں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ منجیات کیا ہیں۔ (وہ کونسے کام ہیں جن پر عمل کرنے سے عذاب سے نجات ملتی ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (وہ کام یہ ہیں) ظاہری اور پوشیدہ حالات میں ہر طرح اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا۔ اور فقر و غنیٰ ہر دو حال میں میانہ روی کرنا اور غضب اور نرمی میں عدل اور انصاف کرنا۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ مہلکات کیا ہیں۔؟ جن کاموں کے کرنے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (وہ تین کام ہیں) ایکؔ یہ کہ بخل کی اطاعت کی جائے۔ کہ بخل جس طرح حکم کرے اس پر عمل کرے۔ دوؔم یہ خواہش نفسانی کی اتباع کی جائے۔ سوؔم یہ کہ انسان اپنے کو دوسروں سے اچھا گمان کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب باتوں کے جواب درست بتائے ہیں۔ اور سچ کہا ہے۔

تشریح حدیث اختصام ملأ اعلیٰ۔ اس حدیث کے بارہ میں چند تشریحات ذکر کی جاتی ہیں۔ (الف) اللہ تعالیٰ خود فرشتوں کی مشکل حل فرما سکتے تھے۔ مگر منشاءِ ایزدی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا اظہار مقصود تھا۔ (ب) حضور علیہ

marfat.com

الصلوۃ والسلام نے پہلے اَنْتَ تَعْلَمُ کہا تو ہی سب کچھ جانتا ہے ۔ اور پھر دوسری بار سب کچھ بتا دیا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ جب نفی اور اثبات میں تعارض ہو جائے تو نفی کو قبل از علم یا علمِ ذاتی پر محمول کیا جائے ۔ (ج) حدیث کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے ۔ (یاد رہے اس مثال سے توضیح مقصود ہے تشبیہ نہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے معاملات میں تشبیہ دینا معمولی کام نہیں) وہ یہ ہے سلطان سکندر کی عادت تھی جب ہی کسی ملک پر چڑھائی کرتا تو اس سے پہلے کسی بزرگ کے پاس دعا کیلئے حاضر ہوتا ۔ ایک دفعہ اس کی فوج نے عرض کی اے بادشاہ سلامت ! ہم آپکی جانثار فوج ہیں ، بہادر ہیں ، دلاور ہیں ، اپنے پاس ہر طرح جنگ کا ساز وسامان رکھتے ہیں ہمارے ہونے کے باوجود کسی بزرگ سے دُعا کا کیا فائدہ ہے ؟ سلطان سکندر نے سر دست تو انکو یہی کہہ کر ٹال دیا کہ تم اس بھید کو نہیں سمجھ سکتے ۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ فوج نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا ۔ اور چھ ماہ متواتر کوشش کے باوجود وہ قلعہ فتح نہ ہو سکا ۔ جب فوج کے سارے بھروسے ختم ہو گئے ۔ اس وقت سلطان سکندر ایک بزرگ کے پاس گئے ۔ اور دُعا کی درخواست کی ۔ اور اس دعا کی برکت سے وہ قلعہ فتح ہوا ۔ اسوقت آپنے فوج کو دعا کے اثر سے مفصل طور پر آگاہ فرمایا ۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا ۔ کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں ۔ تو فرشتوں نے کہا ۔ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں ۔ ہمارے ہونے کے باوجود خلیفہ بنانے کا بظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آتا ۔ اسوقت اللہ تعالےٰ نے انکو اجمالی جواب دیا ۔ کہ اس بھید کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ۔ جب چار ہزار سال تک مسائل پر بحث کرتے رہے ۔ اور اسکا حل نہ پایا ۔ حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ان کی مشکلیں حل ہوئیں ۔ تب اِنِّیْ جَاعِلٌ کا معنی فرشتوں کے سامنے روشن ہو گیا ۔ ؎

جو عقدہ ملائک حل نہ کریں کتنی مدت سال ہزاروں میں
وہ راز کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

marfat.com

نکتہ اظہارِ عظمت

تفسیر بحرالدرر میں لکھا ہے کہ جب کائنات کا وجود عالم شہود میں ظاہر ہوا۔ جب سے پہلے زمین نے فخر کیا۔ اور کہا میں اقوات حیوانات کا معدن ہوں۔ پھولوں اور پودوں کے اگنے کی جگہ ہوں میوہ جات کی پرورش کا مقام ہوں۔ لطفِ ربانی نے وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا کا فرش میرے بساط پر بچھایا ہے۔ آسمان نے کہا خوبصورت ستارے میرے دم سے روشن ہیں۔ وَ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ کی زینت میرے وجود سے قائم ہے۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔ کی غیر متناہی نعمتوں کی امانت میرے پاس موجود ہے۔ کرسی نے کہا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کی آیت میری شان میں نازل ہوئی۔ لوح نے کہا عشق اور اسرار محبت کا گنجینہ ہوں اہل معرفت کی روحوں کے لئے سکینہ ہوں۔ علوم غیبی کا مظہر اور حکم الٰہی کا منبع ہوں اور انوار قدسی کا مطلع ہوں۔ قلم نے کہا کہ میں راز دار (نٓ وَالْقَلَمِ) کے حقائق ہوں۔ عرش نے کہا کہ میں رحمت رحمانی کی جلوہ گاہ ہوں اور عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى کی شان میرے حق میں نازل ہے۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہوا۔ کہ ہمارا ایک محبوب برگزیدہ ہے۔ یہ تمہاری تمام عظمت اس کے سامنے اس طرح ہے جس طرح آفتاب کے پاس ایک ذرہ یا دریا کی نسبت ایک قطرہ۔ تب تمام ارکان کائنات نے درخواست کی کہ ہمارے وجود کو اس کے مبارک قدم سے مشرف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے انکی درخواست کو قبول فرما کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجرام فلکی پر بلند فرمایا۔ (ف) اس وقت معراج کے نکات کو ادب سیمابی کی اس رباعی پر ختم کرتا ہوں ؎

دشوار ہے اسرار معراج سے آگاہی،
جب تک نہ کسی کو ہو عرفان شب اسریٰ
جب عرش پہ دنیا کے وہ روح رواں پہنچے
عالم کی ہوتی قربان جی جان، شب اسریٰ

marfat.com

دلائل معراج جسمانی

جمہور سلف و خلف کا یہی عقیدہ ہے۔ اور صحابہ کرام بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحالت بیداری اور جسمانی معراج ہوئی ہے۔ اب کوئی شخص معراج شریف کے محال ہونے پر دلائل قائم کرے تو ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم معراج کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ کہتے ہیں۔ اور معجزہ وہ ہے جس کا وقوع عادۃً محال ہو اور انکار کرنے والوں کو عاجز کرنے کے لئے وہ کمال ایک نبی کی ذات سے ظاہر ہو۔ اب یہ بات واضح ہوگئی کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، علم وقدرت، عظمت وحکمت پر پوری طرح ایمان لایا ہے۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ورسالت، صداقت اور کمالات کی دل سے تصدیق کرتا ہے، وہ واقعہ معراج یا اس قسم کے معجزات کا انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ قادرِ مطلق جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو براق برق رفتار پر سوار کرکے بڑی راحت اور تکریم کے ساتھ چشم زدن میں زمین سے مقام اَوْ اَدْنیٰ سے لے گیا۔ تو اس کی قدرت کے آگے کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوسکتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج اور آپ کے کمالات کا انکار قدرت الٰہی کا انکار ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے معراج کی آیت کو لفظ سُبْحَانَ سے شروع کیا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی توحید اور کمالات کو بے عیب جانتا ہے، وہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو عقل کی کسوٹی سے نہیں جانچتا۔ ؎

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں
تیرا محرم راز ہے رُوح الامیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا
تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

marfat.com

برہان قرآن مجید

وبمایدل علیٰ انه اسریٰ بجسدہٖ صلی الله علیه وسلم قوله اسریٰ بعبدہٖ ولفظ العبد عبارة عن مجموع الروح والجسد ،

(سراج منیر ج ۲ ص۲۷۶)

اور ان دلائل میں سے ایک یہ بھی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج ہوئی اور وہ دلیل اللہ کا ارشاد ہے اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ اس لئے عبد کا لفظ ہمیشہ روح اور جسم دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (پ ۲۵ ع ۱۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا میرے بندوں بنی اسرائیل کے لوگوں کو رات کے وقت مصر سے باہر لے چلو کیونکہ دن ہو گیا تو قبطی تمہارا تعاقب کر کے نہیں جانے دیں گے۔ اب اگر کوئی شخص اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کا یہ معنیٰ کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کو خواب کی حالت میں روحانی طور پر مکہ سے بیت المقدس کی طرف لے گیا۔ تو یہ معنیٰ اس کے مشابہ ہے کہ کوئی شخص فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ کا مطلب یوں بیان کرے کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرے بندوں کو بحالت خواب محض روحانی طور پر مصر سے کنعان کی طرف لے چلو لہٰذا ثابت ہوا کہ یہاں جسمانی معراج مقصود ہے۔ اگر روحانی اور خواب کا واقعہ ہوتا تو قرآن مجید میں اَسْرٰی بِرُوْحِ عَبْدِہٖ نازل ہوتا۔ (ماخوذ از عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۲۹ اور تفسیر کبیر ج ۵ ص ۵۴۲ اور الروض الانف ج ۱ ص ۲۴۳)

برہان حدیث شریف

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لما

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے قریش نے

marfat.com

كذبني قريش قمت في الحجر فجلى الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن اٰياته وانا انظر اليه (بخاری ج ۱ صـ۵۴۸ مسلم ج ۱ صـ۹۶)	جھٹلایا تو میں حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے ٹھہر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کو ظاہر فرمایا۔ پھر میں نے انکو اسکی نشانیوں کی خبر دینی شروع کی حالانکہ میں اسوقت بیت المقدس کیطرف دیکھ رہا تھا

کتابوں میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے جسمانی معراج ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر خواب کا واقعہ ہوتا تو جھٹلانے کی کیا ضرورت تھی (تفسیر فتح القدیر از شوکانی ج ۲ صـ۳۵ خفاجی بیضاوی ج ۲ صـ۶ یواقیت والجواہر ج ۲ صـ۲۰) مزید براں جب مسجد اقصیٰ کے نشانات بتائے گئے تو صحیح صحیح بتائے گئے۔ قافلوں کے حالات سنائے گئے۔ تو سچ سچ سنائے گئے مقام روحاء پر پیالہ سے پانی نوش فرمایا تو پیالہ خالی پایا گیا۔ ذی مروہ کے مقام پر براق کی رفتار کے فراٹے سے اونٹ ڈر کر کودا۔ تب شتر سوار اس سے گرا اور اس کے ہاتھ کی کلائی ٹوٹ گئی۔ ان تمام واقعات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ معراج بحالت بیداری ہوئی۔ (الروض الانف ج ۱ صـ۲۴۴ ہاں ا سے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے،
آنکھ والا تیرے جلووں کا تماشا دیکھے،

برہان قول صحابی

کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جسمانی معراج کے وقوع کی دلیل پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا جو خدا جبریل علیہ السلام کو ہزار بار آسمان سے زمین پر اتار سکتا ہے وہی خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین سے آسمان پر لے جا سکتا ہے اس کے بعد امام فخر الدین رازی اس قول کی تشریح میں یوں ارقام پذیر ہیں۔ کہ اگر جسم کثیف کا اپنے ارضی مرکز سے عالم سماوی میں جانا ناممکن ہے۔ تو جسم لطیف کا اپنے سماوی مرکز سے عالم دنیا میں آنا کس طرح ممکن ہوگا۔ پس چاہیے کہ جو شخص جسمانی معراج کا انکار کرتا ہے،

marfat.com

وہ حضرت جبریل علیہ السلام کے اترنے کا لازمی طور پر انکار کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو اس کے ملکوتی مرکز سے دوسرے عالم (ناسوتی مرکز) میں بھیج سکتا ہے تو وہ قادر مطلق اپنی قدرت سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیاوی مرکز سے سماوی مرکز میں بھیج سکتا ہے (حاصل از تفسیر کبیر ج ۵ ص ۳۴۲) یعنی جو شخص قرآن کے نزول کا قائل ہے وہ معراج جسمانی کا انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ جو شخص عالم بالا سے عالم سفلی میں ملائکہ کے نزول کا قائل ہے وہ عالم سفلی سے عالم بالا میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے عروج کا قائل ہے

برہان روایت و درایت

عن شداد بن اوس انہ قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ طلبتک یارسول اللہ البارحۃ فی مکانک فلم اجدک فاجابہ انہ جبریل علیہ السلام حملنی الی المسجد الاقصی (شفا شریف ج ۱ ص ۱۹۰)	حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے اس رات عرض کی جس رات میں آپ کو معراج ہوئی کہ میں نے آج رات آپ کو آپکی جگہ پر تلاش کیا اور آپ کو نہ پایا آپنے ارشاد فرمایا کہ مجھے حضرت جبریل علیہ السلام مسجد اقصی کیطرف لے گئے تھے

عن ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم طلبتک یا رسول اللہ البارحۃ	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ میں نے آپ کو آج رات آپکی

marfat.com

فی مکانک فلم اجدک فاجاب ان جبریل علیہ السلام حملہٗ الی المسجد الاقصیٰ	جگہ پر تلاش کیا اور میں نے آپ کو نہ پایا آپ نے فرمایا کہ حضرۃ جبریل علیہ السلام مجھے مسجد اقصیٰ میں لے گئے تھے

نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۹۰

اس کے علاوہ امام برہان الدین حلبی لکھتے ہیں۔ کہ ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ام ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے حضرت ام ہانی کا کہنا ہے کہ رات کے ایک حصہ میں میں نے آپ کو گم پایا اور میری نیند اچاٹ ہو گئی اس خوف سے کہ کوئی دشمنوں کی طرف سے لاحق ہو جائے۔ اور ابن سعد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے اس رات اپنی قیام گاہ پر نہ پایا تو بنو عبد المطلب آپ کی تلاش میں اِدھر اُدھر چکر لگاتے تھے۔ کہ حضرت عباس ذی طویٰ کے مقام پر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پکارتے تھے حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا لبیک لبیک حضرت عباس نے عرض کیا آپ نے اپنی قوم کو تھکا دیا آپ کہاں تھے آپ نے فرمایا بیت المقدس کی طرف گیا تھا عرض کیا آج کی رات وہاں گئے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں آج ہی رات وہاں گیا تھا۔ پھر حضرت عباس نے عرض کیا آپ ہر طرح خیریت سے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں بالکل ہر طرح خیریت سے ہوں۔ کہتے ہیں کہ معراج سے واپسی پر آپ نے ذی طویٰ کو براق سے اُتر کر حضرت عباس سے یہ بات چیت کی ہوگی۔ (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۰۵)

برہان تاریخ عالم

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف بھیجا۔ حدیث کی کتابوں میں حضرت دحیہ کے جانے اور وہاں شاہی دربار میں پہنچنے کا پورا واقعہ موجود ہے اور یہ بھی ہے کہ قیصر روم نے جو بیت المقدس کی زیارت کے لئے شام میں موجود تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکتوب گرامی پڑھنے کے بعد وہاں عرب کے

marfat.com

تاجروں کو بلایا۔ ابوسفیان (اسلام لانے سے پہلے) اور ان کے ہمراہی قیصرِ روم کے سامنے پیش کئے گئے۔ قیصرِ روم نے ان سے چند سوالات کئے جن کا ذکر بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔ ابوسفیان کا قول ہے کہ میں چاہتا تھا کہ ہرقل قیصرِ روم کے سامنے کوئی ایسی بات کروں جس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پاکیزہ شان اس بادشاہ کی نظروں میں گر جائے مگر مجھے خوف تھا کہیں ایسا نہ ہو میرا جھوٹ ظاہر ہو جائے اور میں بدنام ہو جاؤں۔ اور میری سرداری پر بھی داغ آجائے۔ میں اس فکر میں تھا کہ مجھے معراج کے متعلق اس کی بات یاد آگئی میں نے فوراً کہا اے بادشاہ! کیا میں آپ کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جس کے سننے سے تجھے یقین ہو جائے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا بات ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک ہی رات میں مکہ سے چلا اور ایلیا (بیت المقدس) میں آیا اور اس رات ہی مکہ واپس ہو گیا۔ ابوسفیان نے کہا جس وقت میں یہ بات کہہ رہا تھا اس وقت بیت المقدس کا متولی جو عیسائیوں کا بڑا پادری تھا۔ قیصرِ روم کے پاس کھڑا ہو کر سب کچھ سن رہا تھا۔ میری بات پوری ہونے کے بعد وہ پادری بولا کہ مجھے اس رات کا علم ہے۔ قیصرِ روم نے کہا تجھے کس طرح علم ہے۔ پادری نے کہا میری عادت ہے کہ میں ہر روز رات کو سونے سے پہلے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیتا ہوں۔ اس رات میں نے تمام دروازے بند کر دیئے مگر انتہائی کوشش کے باوجود ایک دروازہ بند نہ ہو سکا میں نے اپنے کارندوں اور تمام حاضرین سے مدد لی سب نے پورا زور لگایا مگر دروازہ نہ ہل سکا۔ بالآخر میں نے سوچا کہ اوپر کی عمارت نیچے آگئی ہے جس کے سبب سے اوپر کی چوکھٹ کا اس پر دباؤ پڑ گیا ہے اب رات کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ صبح دیکھیں گے۔ جو خرابی بھی ہے درکھانوں کو بلا کر درست کرالی جائے گی۔ پادری نے کہا دروازہ کے دونوں کواڑ کھلے چھوڑ کر ہم لوگ واپس چلے گئے صبح ہوتے ہی میں وہاں آیا اور یکایک دیکھتا ہوں کہ مسجد کا وہی دروازہ بالکل ٹھیک ہے

marfat.com

اور مسجد کے کونے میں جو پتھر پڑا تھا اس کے سوراخ سے سواری باندھنے کا نشان نظر آیا۔ یہ منظر دیکھ کر میں سمجھ گیا آج کی رات انتہائی کوشش کے باوجود کواڑوں کا بند نہ ہونا اور پتھر کے سوراخ کا واضح ہوجانا اور پھر اس میں جانور باندھنے کا نشان ہونا حکمت سے خالی نہیں تب میں نے سوچا کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ایک آخر زمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس سے آسمان پر جانا تھا آج رات وہ تشریف لے جا چکے ہیں۔ پھر سب لوگوں کو بلا کر حقیقت سے آگاہ کیا۔

(در منثور ج ۴ ص۱۵۷) (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص۱۲) (روح البیان ج ۲) (سیرت حلبیہ ج ا ص۱۴)

برہان فقہی

شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے جب دو چیزیں جمع ہو جائیں اس طرح کہ ایک ان میں غالب ہو اور دوسری مغلوب ہو تو حکم غالب کا معتبر ہے۔ مثلاً دودھ اور پانی ملا کر کسی شیر خوار بچہ کو پلائیں اگر دودھ غالب ہے رضاع ثابت ہے اگر پانی غالب ہے تو رضاع ثابت نہیں۔ اسی طرح اگر خون آلودہ لعاب منہ سے خارج ہو۔ اگر خون غالب ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر لعاب غالب ہے۔ تو وضو برحال رہ جاتا ہے۔ اسی طرح کھوٹی چاندی ہے اگر خالص چاندی غالب ہے۔ تو حکم چاندی میں ہے۔ اگر کھوٹا پن غالب ہے تو حکم کھوٹے پن میں ہے۔ اسی طرح جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت مبارکہ عنصریت مطہرہ پر غالب آئی تو اس کے پرواز میں کوئی تعجب نہیں ہے اس لئے صوفیاء کرام کا مقولہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلحاظ نورانیت زمین سے آسمان پر جانا تعجب کا باعث نہیں بلکہ آسمان سے زمین پر اترنا تعجب خیز ہے چنانچہ اس بارہ میں حضرت امیر خسرو دہلوی کا قطعہ ملاحظہ ہو۔ ؎

چہ پوشی رفعت خود را بگنج مسکنت ایں جا
کہ شد از مقعد صدقت براں سو صد ہزار اوطان
کرم بر خاکیاں داری وگرنہ کئے بہ گل خسپد
تنے زاں گونہ کش اعلاء اَوْاَدْنیٰ است خانومان

برہان اہل کشف

حضرت محی الدین شیخ اکبر رضی اللہ عنہ جسمانی معراج کی دلیل یوں تحریر فرماتے ہیں

وکان الاسراء بروحہ وتکون رویا رآھا کما یری النائم فی نومہ کما انکرہ احد ولا نازعہ احد وانما انکروا علیہ کونہ اعلمھم ان الاسراء کان بجسمہ فی ھذہ المواطن کلھا فتوحات مکیہ ص ۲۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج اگر روحانی ہوتی جیسا کہ کوئی شخص خواب میں کوئی واقعہ دیکھتا ہے۔ تو اس بات کا کوئی انکار نہ کرتا اور نہ کوئی آپ سے تنازع کرتا۔ کفار نے معراج کا انکار اس لئے کیا تھا کہ ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتلایا تھا کہ تمام مواقع میں معراج جسمانی ہوا ہے۔

حیرانی کی بات ہے کہ کفار کو تو یقین ہے کہ آپ جسمانی معراج کا دعویٰ پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے انکار کر دیا مگر اسلام کے دعویٰ دار آپ کی معراج کو روحانی قرار دیں تو مقام حیرت ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

اب گلشن دین کی لیجے خبر بلبل نے پھیری گل سے نظر\
ہر گل ہے پریشاں اے آقا انجام گلستاں کیا ہوگا\
رہزن بھی چلا بن کر رہبر، ڈاکو بھی چلا بن کے لیڈر\
جو شمع بجھانے آیا ہے وہ شمع شبستاں کیا ہوگا

برھان مشاہدہ حس

مشہور ہے کہ ایک دفعہ کوئی فلاسفر لیکچر کر رہا تھا اور معراج کے مضمون کا انکار کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ جسم عنصری کا آسمانوں سے پار چلا جانا عقل باور نہیں کر سکتی ایک مسلمان نے اس سے

دریافت کیا کہ آپ کو عینک لگانے کے بعد بھی آسمان کے ستارے نظر آرہے ہیں یا نہ۔ فلاسفر کہنے لگا اس میں بھی کوئی شک کر سکتا ہے کیونکہ شیشہ آنکھوں کی بینائی کے سامنے آڑ نہیں بن سکتا۔ مسلمان نے جواب دیا کہ تیری آنکھوں کی نگاہ عینک کے شیشہ سے نہیں رُک سکتی اور ستاروں تک پہنچ گئی تو بتاؤ کہ خدا کے نور کے سامنے یہ آسمان کیسے آڑ بن سکتے ہیں ؎

مخالف کہتے ہیں کیسے نبی افلاک پر پہنچے!
فلک پر کون سے در تھے کہ عرش پاک پر پہنچے
مخالف کی یہ کیسی بے ڈھنگی گفتار ہوتی ہے
رسول پاک کے آگے فلک کی آڑ ہوتی ہے
خدا کے نُور کے آگے کہیں دیوار ہوتی ہے
نظر پڑتی ہے جب شیشہ پہ فوراً پار ہوتی ہے

(ف) یہ جواب مخالفین کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سراپا نور ہیں۔ اس لئے کہ متعدد آیات قرآنی مثلاً قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (پ ۶ ع ۷) اور مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ (پ ۱۸ ع ۱۱) اور يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ (پ ۲۸ ع ۹) میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت مبارکہ کا ذکر ہے۔ علامہ اقبال نے خوب کہا ؎

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم اُٹھا کر
وُہ بزم طیبہ میں آکے بیٹھے ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

معراج منافی کے جواب

اب یہاں اِن شبہات کا جواب دیا جاتا ہے۔ جن سے منافی معراج معلوم ہوتا ہے

فقولہ نخبۃ الیقظۃ پہیلی مولانا حضرت رجب بن احمد رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

اشارة الی الرد علی من زعم ان المعراج کان فی المنام علی ماروی عن معاویۃ انه سئل عن المعراج فقال کانت رؤیا صالحة وروی عن عائشۃ رضی رضی الله عنها انها قالت ما فقد جسد محمد صلی الله علیه وسلم لیلة المعراج وقد قال الله تعالیٰ وما جعلنا الرؤیا التی ارینٰك الا فتنة للناس واجیب بان المراد الرؤیا بالعین والمعنیٰ ما فقد جسدہٗ عن الروح بل کان مع روحہٖ وکان المعراج للروح والجسد جمیعاً وقوله بشخص اشارة الی الرد علی من زعم انه کان للروح فقط

متوفی ۱۰۶۳ھ اپنی تصنیف مبارک میں یوں تحریر فرماتے ہیں طریقہ محمدیہ کا لکھنا اس کا جواب مطلوب ہے۔ جو کہتے ہیں کہ معراج خواب کی حالت میں تھا۔ جیسا کہ امیر معاویہؓ سے روایت ہے جب اس سے پوچھا گیا معراج کیسے ہوئی کہا کہ یہ ایک اچھے قسم کا خواب تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک کہیں گم نہیں ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے تیرے خواب کو جو تجھے دکھایا تھا۔ لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیا تھا۔ ان سب باتوں کا جواب یہ دیا گیا کہ رؤیا سے خواب کا معنی مراد نہیں بلکہ آنکھ کا دیکھنا مراد ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے جسم مبارک کو روح سے الگ اور گم نہیں پایا گیا بلکہ جسم بھی روح تھا معراج روح اور جسم ہر دو کو جمیعًا ہوئی ہے۔

marfat.com

ولا یخفیٰ ان الروح فی المنام او بالروح لیس مما ینکر علیه کل الانکار والکفرة انکروا امر المعراج غائة الانکار بل کثیرٌ من المسلمین ارتدوا بسبب ذالك۔

(حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ ج ۱ ص ۱۸۰)

اور ماتن نے بشخصٍ کہا اس شخص کے خیال کا جواب ہے۔ جو کہتا ہے معراج صرف رُوح کو ہوئی ہے اور مخفی نہ رہے معراج اگر خواب کی حالت میں ہو یا صرف روح کے لئے ہو انکار کے قابل نہیں حالانکہ کفار نے معراج کی اصلیت کا پُورا پُورا انکار کیا بلکہ بہت سے خام عقیدہ کے اس واقعہ کی وجہ سے مرتد ہو گئے۔ (نعوذ باللہ)

(۲) وقوله فی حدیث آخر بین النائم والیقظان وقوله ایضًا وهو نائم وقولهٗ ثم استیقظت فلاحجة فیه اذ قد یحتمل ان اوّل دخول الملك الیه کان وهو نائم او اوّل حمله والاسراء به وهو نائم ولیس فی الحدیث انه کان نائمًا فی القصة کلها الا ما یدل علیه

اور قول اسکا کہ دوسری حدیث میں ہے بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ اور قول اس کا بھی وَھُوَ نَائِمٌ اور اسکا ثُمَّ اسْتَیْقَظْتُ اسمیں روحانی معراج کی دلیل قائم نہیں ہو سکتی اس لیے کہ احتمال ہو سکتا ہے کہ جب پہلے فرشتہ آپ کی خدمت میں پہنچا آپ نیند میں تھے اور حدیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کے سارے واقعہ میں نیند کی حالت میں تھے۔ ہاں ایک لفظ ہے جو بظاہر اس پر دلالت

marfat.com

قوله ثم استیقظت وانا فی المسجد الحرام فلعل قوله استیقظت بمعنی اصبحت او استیقظ من نوم اخر بعد دخوله بیته (شفا شریف ج ۱ ص ۱۹۲) ووجهٌ رابع وهو ان یعبر بالنوم ههنا عن هیئة النائم من الا ضطجاع ویقوّیه قوله فی روایة عبدبن حمید عن همّام بینا انا نائم وربما قال مضطجع وفی روایة هدبة عنه بینا انا نائم فی الحطیم وربما قال فی الحجر مضطجع وقوله فی الروایه الاخرٰی بین النائم والیقظان فیکون سمّٰی هیئتهٗ بالنوم لما کانت هیئة النائم غالبًا

کرتا ہے وہ یہ کہ ثم استیقظت وانا فی المسجد الحرام بٓں شاید استیقظت کا معنی اصبحت ہے۔ یا گھر میں پہنچنے کے بعد جو نیند آپ نے فرمائی۔ اس سے بیدار ہونا مراد ہے۔ اور چوتھی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ کروٹ کے بل لیٹنے کو نوم سے تعبیر کیا گیا ہو۔ جسے عربی میں اضطجاع کہتے ہیں۔ اور عبیدبن حمید جو ہمام سے روایت کرتے ہیں کبھی سونے کا لفظ کہتے ہیں۔ اور کبھی لیٹنے کا ذکر کرتے ہیں۔ اور حضرت ھدبہ کی ہمام سے روایت میں بھی یوں ہے کہ میں حطیم میں سویا تھا۔ اور کبھی فرمایا کہ میں حجر حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ میں نیند اور بیداری کے درمیان تھا تو نیند کی حالت کو نیند سے تعبیر کیا گیا۔

(شفا شریف ج ۱ ص ۱۹۳)

(۳) امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ

کم از کم روایت کرنے والے کا

marfat.com

فاستیقظ وھو بالمسجد الحرام کے تحت ارقام فرماتے ہیں۔ واقلہ قولہ فاستیقظ وھو عند المسجد الحرام فان حمل علیٰ ظاھرہ جاز ان یکون نام بعد ان ھبط من السماء فاستیقظ وھو عند المسجد الحرام وجاز ان یؤول قولہ استیقظ ای افاق مما کان فیہ فانہ کان اذا اوحی الیہ یستغرق فیہ فاذا انتھیٰ رجع الیٰ حالتہ الاولیٰ فکنیٰ عنہ بالاستیقاظ

(فتح الباری ج ۱۳ ص ۴۱۰)

یہ قول ہے کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تھے اس قول کو ظاہر پر بھی حمل کرنا جائز ہے اور اس کی تاویل بھی کی جاسکتی ہے۔ ظاہر پر حمل کریں تو یہ کہیں گے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمان سے واپس تشریف لاکر مسجد حرام میں سو گئے پھر جب بیدار ہوئے تو مسجد حرام ہی میں تھے اور اگر تاویل کریں تو یہ معنیٰ ہونگے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب معراج کے حال سے افاقہ ہوا تو آپ مسجد حرام میں تھے۔ کیونکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی ہوتی تھی تو آپ اسمیں مستغرق ہو جاتے جب وحی ختم ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حالت استغراق سے افاقہ ہو جاتا تھا یہی کیفیت معراج کے لئے ہوتی حتی کہ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج میں رہے آپ پر استغراق طاری رہا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد حرام میں واپس آتے آپ سے وہ استغراق زائل ہوا۔ جس کو راوی بیدار ہونے سے تعبیر کرتا ہے۔

marfat.com

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

مافقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج	معراج کی رات میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک گم نہیں پایا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو معراج ۱۲ھ میں ہوئی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی مبارک ہجرت کے بعد ہوئی ظاہر ہے کہ اسوقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور علیہ السلام کے پاس پایا جانا مشکل ہے۔ پھر ان کا فرمانا کہ میں نے جسم مبارک کو معراج کی رات گم نہ پایا کیوں کر تصور میں آسکتا ہے ؟ سوا اس کے اور کوئی صورت نہیں بن سکتی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد روحانی معراجوں سے کسی روحانی کا ذکر فرما رہی ہیں اس حدیث میں معراج متعارف کے جسمانی ہونے کا انکار ثابت نہیں ہو سکتا۔

(۵) اب رہا یہ شبہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (پ ۱۵ ع ۶)	اور نہیں کیا ہم نے اس رؤیا کو جو آپ کو دکھائی۔ لیکن لوگوں کے لئے آزمائش تھی۔

(الف) بعض لوگوں نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے معراج منامی کا قول کیا ہے اور کہا ہے کہ رؤیا کا معنیٰ خواب کا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کو خواب میں معراج ہوئی۔ حالانکہ اس آیت کو صلح حدیبیہ یا جنگ بدر کی خواب پر بعض مفسرین نے جب محمول کیا ہے۔ تو اس آیت کا معراج پر محمول کرنا حتمی اور یقینی نہ رہا۔ کیوں کہ اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے

(ب) رؤیا بمعنی رؤیت بصری میں مستعمل ہے۔ علی الخصوص رات کو آنکھ سے

marfat.com

دیکھنے کے معنی میں شائع اور ذائع ہے۔ لغت عرب میں اس کے بہت شاہد ہیں۔
ازاں جملہ دیوان متنبی میں ابوالطیب نے بدر بن عمار کی تعریف میں لکھا ہے

مَضَى اللَّيْلُ وَالْفَضْلُ الَّذِي لَا يُمْضِي،
وَرُؤْيَاكَ اَحْلٰى فِي الْعُيُوْنِ مِنَ الْغَمْضِ

رات تمام ہوگئی اور تیری فضیلت ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ دائم اور ثابت ہے۔ اور تیری صورت کا دیکھنا آنکھوں میں نیند سے زیادہ میٹھا ہے ملاحظہ فرمائیے یہاں رؤیا بمعنی رؤیت بصری میں استعمال ہوا۔ جو کہ ایک فصیح بلیغ شاعر کا قول ہے جس کو محاورہ کلام عرب میں بطور حجت اور دلیل کے پیش کیا جاسکتا ہے۔

(ج) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ (بخاری شریف ج ۱ ص۵۵) رؤیا سے یہاں آنکھ سے دیکھنا مراد ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج رات بیت المقدس تک دیکھا ہے۔ اس حدیث کے حاشیہ ص۵۵ پر امام کرمانی کا مقولہ منقول ہے۔ رُؤْيَا عَيْنٍ قَيَّدَ بِهٖ لِلْاِشْعَارِ بِاَنَّ رُؤْيَا بِمَعْنَى الرُّؤْيَةِ فِي الْيُقْظَةِ لَا رُؤْيَا النَّامِ رؤیا کو آنکھ کے دیکھنے سے مقید فرمایا کہ لفظ رؤیا بحالت بیداری کے دیکھنے کے مستعمل ہے۔ اور خواب اور نیند کا واقعہ نہیں خواجہ نظامی گنجوی فرماتے ہیں۔

نہ ہر سینہ را راز دانی دہند	نہ ہر دیدہ را دید ہائی نہند
نہ ہر گوہرے درۃ التاج شد	نہ ہر مرسلے اہل معراج شد
برائے سرانجام کار صواب	یکے از ہزاراں شود انتخاب

مکہ شریف سے معراج ہونے میں راز

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ شریف سے معراج ہوئی اور بعد از ہجرت مدینہ منورہ

marfat.com

سے معراج نہ ہوئی اس میں بہت راز اور بھید ہیں ۔ گو ان رازوں کو اللہ جانتا ہے مگر عشق و محبت کے مستانوں کے لئے کچھ اشارے لکھے جاتے ہیں

(الف) مکہ سے مدینہ تک نزول انوار اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مکہ سے مدینہ منورہ تک جو زمین ہے اس پر انوار معراجیہ کا ورود ہو اور ان انوار سے برکت حاصل ہو اس لئے مکہ شریف سے معراج ہوئی اگر مدینہ منورہ سے معراج ہوتی تو مکہ اور مدینہ کے درمیان والی زمین معراج کے انوار و برکات سے مستفیض نہ ہو سکتی ۔

(ب) شعب ابی طالب کا صلہ" ابو طالب کی گھاٹی میں پورے تین سال حضور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اس حال میں رہنے پر مجبور کیا گیا کہ زندگی کے تمام ذرائع ان سے روک لئے گئے ۔ حتیٰ کہ کھانا بند کر دیا گیا اور پانی بھی بند کر دیا گیا ایسے سخت دباؤ ڈال کر بائیکاٹ کیا گیا جس سے زیادہ بائیکاٹ ممکن نہ تھا قاعدہ ہے جس چیز کو ایک طرف دباؤ گے تو دوسری طرف اس کا ابھرنا ناگزیر ہے یہی وجہ ہے شعب ابی طالب کی تکالیف کا آپ کو وہ صلہ ملا جو حراؔ کے واقعہ سے زیادہ ندرت رکھتا ہے ۔ جو کسی مکتب میں نہیں گئے اور اس کو کتاب دی گئی وہی فرماتے ہیں کہ ایک رات کی ایک آن میں مجھے وہ عروج حاصل ہوا جو آج تک کسی کو نہ ہوا اور نہ ہو گا ۔ (النبی الخاتم)

(ج) دنیوی اور اخروی برکات کے دو چشمے" جس طرح بچہ کو ماں کے پیٹ میں ناف سے غذا ملتی ہے اسی طرح تمام روئے زمین کو ساری برکتیں بیت اللہ سے ملتی ہیں ۔ اس لئے اس کو ناف زمین بھی کہتے ہیں جیسا کہ ریاض التحقیق نادر میں لکھا ہے ۔ اور بیت المقدس قیامت کے دن لوگوں کے وقوف کی جگہ ہے ۔ اس دن جتنی برکتیں ان لوگوں کو ملیں گی جو اس کے مستحق ہوں گے وہ بیت المقدس سے ملیں گی یہی وجہ ہے کہ اسرار کی ابتدا مکہ شریف سے اور اس کی انتہا بیت المقدس میں ہوئی تاکہ دنیا اور آخرت کے برکات کے دو چشمے سالت کے ان انوار سے مستفیض ہوں جو معراج میں جلوہ گر تھے ۔

marfat.com

(د) **ابتدا اور انتہا میں مساوات** :۔ آپ کو مکہ شریف سے اس لئے معراج ہوئی تاکہ اسراء کی ابتداء اور انتہا میں مساوات ہو جائے یعنی معراج وہ سفر جس کا زمین سے تعلق ہے

ایک بیت اللہ (خانہ کعبہ) سے شروع ہوا۔ اور دوسرے بیت اللہ (بیت المقدس) میں ختم ہوا۔ گویا بعنوان دیگر یوں کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالے کا مہمان اللہ تعالیٰ کے گھر سے چلا اللہ تعالیٰ کے گھر میں گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف جا رہا ہے۔ مِنْهُ الْبِدَايَةُ وَاِلَيْهِ النِّهَايَةُ اس سے شروع اور اسی تک مقصود کی انتہا ہے۔

(ھ) **"تسلی دادن خاطر عاطر را"** :۔ مکہ شریف سے معراج ہونے کا سبب یہ ہے کہ جتنی مکہ میں ایذا دی گئی اتنی کہیں بھی نہیں دی گئی۔ جب کفار نے ایذاء میں نہایت کر دی تو رب کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کو تسلی دی اور قدرت کے وہ عجائب اور غرائب دکھاتے اور سنائے جو نہ کسی نے دیکھے اور نہ کسی نے سنے ہیں۔

(و) **اسماء شریف میں جزوی تناسب** :۔ جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے رب العلمین کی بارگاہ کا قصد فرمایا تو آپ کا یہ مقدس معراج اس مقدس مقام سے شروع ہے جس کا نام ھدی للعلمین ہے۔ کیوں کہ ان اسماء شریفہ میں ایک قسم کا جزوی تناسب تھا۔

کیفیت سیر معراج

بعض حضرات نے سیر معراج کی توجیہ سرعت سیر سے کی ہے یہانتک کہ مکان اور زمان ہر دو اپنے استعداد پر باقی تھے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ وہ مسافت جس کو حضور علیہ السلام نے معراج کی رات طے فرمایا نہایت دراز تھی حتی کہ حقائق الحقائق میں ہے کہ مکہ شریف سے مقام ادنیٰ تک تین سے لاکھ سال کی مسافت تھی۔ اور بعض نے پچاس ہزار وغیرہ ذالک کا قول کیا ہے۔

marfat.com

اور بعض نے زمان اور مکان بحالہ مان کر مسافت کی طیّ رسمٹ جانے کا قول کیا ہے۔ جیساکہ روح المعانی میں ہے ایسی کرامات بہت بزرگوں سے ظاہر ہوتی ہیں معتبر اور ثقہ لوگوں کی حکایات کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ فقہا نے بھی اولیاء کرام کی کرامات کے سلسلہ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ اور یہ امر شرعاً ممکن ہے۔ فلاسفر اس کو طفرہ سے تعبیر کرتے ہیں جس کا معنی یہ ہے۔ کہ ایک مکان سے دوسرے مکان تک اس حیثیت سے پہنچنا کہ وہ مسافت جو مبداء اور منتہیٰ کے درمیان واقع ہے۔ اس سے محاذات واقع نہ ہو۔ اور بعض حضرات نے مسافت برحال اور زمان کی نشر دپھیل جانے کا قول کیا ہے اور اس سے قائل کا قول ہے۔ کہ ازل سے ابد تک ایک نقطہ ہے حتیٰ کہ ازل اور ابد دونوں میں اس لحاظ سے اعتباری فرق ہے۔ کیونکہ ایک نقطہ میں تجزیہ کیسے ہوسکتا ہے۔ وَلَيْسَ يَفْهَمُ ذَالِكَ عِنْدِيْ اِلَّا الْمُتَجَرِّدُوْنَ مِنْ جَلَابِيْبِ اَبْدَانِهِمْ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ (روح المعانی ج ۱۵ صـ۱۱) امام محمد آلوسی مفتی بغداد فرماتے ہیں کہ اس عبارت اور مطلب کی حقیقت کو اجسام کے لباس سے متجرد حضرات سمجھ سکتے ہیں۔ اور وہ بہت قلیل لوگ ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ہم کو کرامات اور معجزات کی حقیقت پر یقین رکھنا چاہئے اور کیفیت کا معاملہ ہماری سمجھ سے بالا ہے اسکو باری تعالیٰ جانتا ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ اور طی مکان، نشر مکان کی طرح نشر زمان اور طی زمان بھی ہیں تمام تر واقعات کو صوفیائے کرام نے تسلیم کیا ہے جب کہ معراج کے واقعہ سے یہ تحقیق مناسب تھی۔ اس لئے ہم نے اس مقام پر مسائل بیان کر دیئے ہیں۔ اور اللہ جل شانہٗ ہی ہر کام کی حقیقت اچھی طرح جانتے ہیں

سکونِ نظامِ عالم

مالک الملک کے عرشی مہمان صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس آئے تو وہی آن باقی تھی حتی کہ بستر مبارک ہنوز گرم تھا وضو کا پانی بہہ رہا تھا۔ اور حجرہ کی زنجیر

marfat.com

رہ رہی تھی ۔ اس بات کا اندازہ نہیں ہو سکتا ۔ کہ فی الحقیقت آپ کو معراج میں کتنا عرصہ لگا ۔ ہاں ایک مشہور قول ہے ۔ کہ اٹھارہ سال کے عرصہ تک نظام عالم میں سکون رہ گیا ۔ گو جدید اور قدیم فلسفہ میں منہمک اور نئی روشنی کے خیال کے لوگ اس کو بعید از عقل کہہ دیں ۔ مگر معجزات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا بیکار ہے ۔ کیونکہ معجزہ وہ ہے جس کے مقابلہ میں انسان عاجز ہو جاتے ۔ اور عقل حیران رہ جاتے ۔ خاص کر معراج کے واقعات اوّل سے آخر تک انوکھے اور نرالے ہیں ۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے عجائبات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائے کہنے کو پھر بھی کہا جاتا ہے کہ اتنی مدت گذرنے پر نظام عالم کس طرح بدستور رہا ۔ نہ پودے اپنی مقدار سے بڑھ گئے نہ درختوں کی جسامت میں اضافہ ہوا نہ کسی رہرو مسافر کی قطع مسافت میں زیادتی ہوئی نہ سونے والے اتنے طویل زمانہ بیدار ہوئے نہ ناخنوں اور بالوں میں تغیر اور تراخی زمان کے باوجود نہ کسی چیز میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی اگر وہ اسمیں غور کرتے تو شبہ نہ رہتا کہ جس طرح گھڑی کئی سال بند پڑی رہے تو اس کی سوئیاں اور پرزے برقرار رہتے ہیں ۔ یا کسی کارخانہ کا مالک اپنے دوست کی آمد پر کارخانہ بند کر دیتا ہے اور ملاقات کے بعد کارخانہ کو چالو کر دیتا ہے ۔ اسی وقت سب پرزہ جات چلنے شروع ہو جاتے ہیں (ریاض الازہار صفحہ ۲۰۶) پر اسی طرح لکھا ہے کہ اس رات کو ربّ العٰلمین کا خطاب مستطاب ہوا ۔ کہ جبریل علیہ تسلیم تسبیح و تہلیل موقوف کر کے زاویہ طاعت کو چھوڑ دے ۔ اور میکائیل علیہ السلام بندوں کی قسمت اور رزق کا پیمانہ ہاتھ سے دھر دے ۔ اور اسرافیل علیہ السلام صور اٹھانا موقوف کر دے اور عزرائیل علیہ السلام روحوں کے قبض کرنے سے ہاتھ بند کر دے ۔ رضوان جنت کو چاہیے کہ بہشت کو آراستہ و پیراستہ کرے ۔ دریا بہنے سے ، ہوا چلنے سے ، افلاک سیر و گردش سے باز رہ جائیں حتیٰ کہ جب قرب تمام جناب خالق انام وحصول کلام و

marfat.com

دیدار و دیگر جلیل نعمتوں کے حصول کے بعد حضور علیہ السلام نے مراجعت فرمائی تو ہنوز وضو کا پانی بہہ رہا تھا۔ حجرے کی زنجیر ہل رہی تھی۔ بستر بدستور گرم تھا۔ علامہ اقبالؒ کا کلام سنیئے ؎

ہو نہ یہ پھول تو بُلبل کا ترنم بھی نہ ہو — چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو — بزمِ توحید بھی دُنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی کی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

تمثیل وقوفِ قبر

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد کو فرمایا کہ مصر سے جب کنعان واپس جانے کا ارادہ ہو تو چلتے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانا کیونکہ انکی وصیت تھی کہ ان کو آباؤ اجداد کے گورستان میں دفن کیا جائے۔ اور اس وصیت کو مصری لوگوں نے پورا نہ ہونے دیا۔ آپ جب تک اس کو ہمراہ نہ لوگے۔ تم کو کنعان کا راستہ نہ ملے گا۔ اور سارا قافلہ اسمیں پریشان رہ جائے گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ کوئی واقف ہو جو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کی نشان دہی کر دے تو اس کو انعام ملے گا۔ ایک بڑھیا حاضر ہو کر کہنے لگی۔ میری چند شرائط قبول ہوں تو میں قبر کا نشان بتلا دوں گی۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے شرائط دریافت کئے تو کہنے لگی ایک تو میں نابینا ہوں۔ میری بینائی درست ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں جوان ہو جاؤں۔ تیسری بات یہ ہے کہ بہشت میں مجھے اپنی رفاقت میں شامل حال رکھنا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اسکی سب شرائط کو قبول فرمالیا۔ وہ بوڑھی جوان اور بینا ہو گئی۔ دریائے نیل کے کنارے پر جاکر درمیان دریا کے ایک جگہ کی نشان دہی کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا صندوق یہاں ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جس کنارے دفن کیا جاتا تھا وہ کنارہ آباد و شاداب

marfat.com

ہو جاتا - اور دوسرا کنارہ بالکل برباد اور خراب ہو جاتا تھا - اس لئے یہ طے ہو گیا - کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دریا کے درمیان مدفون کیا جاتے - تاکہ دریا کے دونوں کنارے آباد ہو سکیں - چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام تا حال دریا کے درمیان میں مدفون ہیں - بڑھیا کے کہنے پر حضرت یوسف علیہ السلام کے صندوق کی تلاش ہوئی حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دعا کی الہٰ العالمین! چاند کو اسی جگہ ٹھہرائیے - اور غروب ہونے سے روک دیجئے - تاوقتیکہ ہم اس کام سے فارغ ہولیں - کیونکہ بنی اسرائیل سے ہمارا وعدہ ہے کہ چاند غروب ہوتے وقت سب اکٹھے ہو کر مصر سے کنعان کو چل پڑیں گے - اگر چاند پہلے غروب ہو گیا تو لوگوں کو چلنے کے وقت میں ایک تشویش لاحق ہو جائے گی - حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے چاند غروب ہونے سے باز رہ گیا - حتیٰ کہ دریائے نیل کے پانی کو ایک طرف کر کے خشکی ظاہر کی گئی پھر کھدائی ہوئی - تو ایک ستون برآمد ہوا - اس کے ساتھ ایک زنجیر بندھا ہوا نظر آیا پھر اس زنجیر کے بعد ایک آہنی صندوق ظاہر ہوا - ایک کے بعد سنگ مرمر کی صندوق نمودار ہوئی جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا وجود مسعود ودلیت تھا - پھر وہ صندوق اٹھا کر چلے - تب چاند غروب ہونے لگا - (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۲۵)

(ف) یہ دس محرم کی رات تھی چاند غروب ہونے سے موقوف رہا - اتنی ہی مقدار تک بقایا تہائی رات برقرار رہی - کیونکہ دسویں کا چاند دو تہائی رات کے وقت غروب ہوتا ہے - صبح دیر سے نمودار ہوئی - سورج اپنی حرکت سے باز رکھا گیا اہل زمین نیند کے نشہ میں مخمور رہ گئے - گویا تمام نظام عالم ہی سکون پذیر تھا -

تمثیل حبس شمس

حضرت یوشع علیہ السلام میدان اریحا میں عمالقہ سے چھ ماہ جہاد کرتے رہے - جب فتح کے آثار نمودار ہونے لگے - تو جمعہ کا دن تھا - اور سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا - اس زمانہ میں اس زمانہ کی شریعت کے مطابق ہفتہ کی رات اور جمعہ کے دن شکار اور جہاد حرام

marfat.com

تھا۔ اور پھر سورج غروب ہونے کے بعد جہاد بند کر دیا جاتا تو دشمن کے غلبہ کا اندیشہ تھا۔ اس لئے حضرت یوشع علیہ السلام نے دُعا کی اے خداوندا! ہم پر بقایا دن کو زیادہ کر تا کہ ہم جہاد کر کے فتح حاصل کریں اللہ تعالیٰ نے سورج کو وہیں روک دیا حتیٰ کہ جہاد ہو تا رہا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اور بنی اسرائیل کی فوجوں نے اریحا۔ پر قبضہ جمالیا۔ دشمنوں کو ہلاک کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ اس کے بعد سورج غروب ہوا۔

(ف) جتنی دیر تک سورج غروب ہونے سے محبوس رہا۔ اتنی دیر کے بعد مغرب کی سیاہی چھائی۔ ستاروں کے ظہور میں تاخیر ہوئی چاند نے اپنی منازل طے کرنا موقوف کر دیا۔ بلکہ سارا نظام عالم ہی بند رہا۔

تمثیل بحال ماندن غذا

بخت نصر ایک کافر بادشاہ تھا۔ جو بنی اسرائیل پر غالب ہوا۔ شہر بیت المقدس کو خراب کیا تمام لوگوں کو پکڑ کر بردہ بنا لیا۔ تب حضرت عزیر علیہ السلام بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔ اس شہر پر گذرے۔ دیکھ کر تعجب کیا۔! کہ یہ شہر پھر کیوں کر آباد ہو گا۔ خدا کے حکم سے اس جگہ اسکی روح قبض ہوئی۔ پھر سو برس کے بعد وہ زندہ ہوتے اسکو اللہ تعالیٰ نے کہا تو کتنی دیر رہا وہ بولا میں ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم عرصہ یہاں ٹھہرا رہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ تو سو برس تک۔

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا (پ ۳ ع ۳)	اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب دیکھ اپنے کھانے یعنی زیتون کے پھلوں کو اور اپنے پینے کے پانی یعنی انگوروں کے نچوڑ کو کہ نہیں سڑے اور نہیں بدلے جوں کے توں تازہ دھرے ہیں۔ اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نمونہ بنانا چاہتے ہیں لوگوں کے واسطے اور دیکھ

ہڈیاں کس طرح جڑتی ہیں۔ پھر ہم ان کو گوشت پہناتے ہیں

marfat.com

پھر جب اس پر یہ سب قصہ ظاہر ہوا۔ کہا میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام وہاں سے گدھے پر سوار ہو کر چلے آپ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ اور سو سال گذرنے کے باوجود آپ کی عمر وہی رہی۔ جب گھر گئے آپ کا بیٹا جس کو دس سال کی عمر کا چھوڑ کر گئے ایک سو دس سال کا بوڑھا ہو گیا۔ اور آپ کی ایک لونڈی جس کو بعمر بیس سال دیکھا بعمر ایک سو بیس سال ہو گئی تھی۔ حالانکہ حضرت عزیر علیہ السلام نے نئے سرے سے شادی کی اور اس بیوی سے اولاد بھی ہوئی۔ وَ مَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (تفسیر خازن ج ا۔)

(ف) سو برس گذرنے کے باوجود انگوروں کا نچوڑ ویسے ہی تازہ دھرا ہے۔ اور زیتون کا پھل بالکل تازہ ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ کائنات پر سو برس گذر گئے مگر زیتون اور انگور کے نچوڑ پر ایک آن بھی نہ گذری

تمثیل عبادت بہ طے زمانی

علامہ سبکیؒ نے تحریر فرمایا کہ معراج کا سارا واقعہ ایک لحظہ میں ہونے میں کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہیں۔ تو تھوڑے وقت کو بہت کر دیتے ہیں۔ اور اگر چاہیں تو بہت وقت کو تھوڑا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ حقی علیہ الرحمت کے مرشد کامل قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ سچی بات ہے اور میں نے بذریعہ کشف بھی اسے درست پایا ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت موسیٰ سدرانیؒ کے مناقب میں لکھا ہوا ہے۔ وہ جو کہ حضرت ابی مدینؒ کے اکابر اصحاب میں سے تھے "کہ آپ ہر دن رات میں ستّر ہزار مرتبہ قرآن مجید کا از اوّل تا آخر ختم کر لیتے تھے اگر اس پر محمول کیا جائے کہ دن کو ۳۵ ہزار ختم اور رات کو ۳۵ ہزار ختم کر لیتے تھے۔ جیسا کہ عادت ہے۔ کہ ایک ختم دن کو اور ایک ختم رات کو کر لیا جائے تو اس حساب سے ایک دن کی مقدار ستانوے سال دو ماہ بیس دن ہوتی ہے۔ گو تلاوت کرنے کرنے والے کی تیز لسانی کے لحاظ سے اس سے کم مدت کا بھی احتمال ہے۔ حاصل

marfat.com

کلام روح البیان ج ۲ ص ۲۴۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ایک رکاب میں قدم رکھتے تھے ۔ اور دوسری تک پیر جاتے جاتے قرآن ختم کر دیتے تھے ۔ (شمائم امدادیہ ص ۱۳۱)

تمثیل کرامت طے زمانی

حضرت عماد الدین احمد فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے اس راز کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا طے زمانی اور بسط زمانی ایک مخصوص شان ہے ۔ جو بعض اولیاء کرام پر ظاہر ہوتی ہے پھر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس واقعہ کی تصدیق میں یہ قصہ سنایا اور فرمایا ۔ کہ شیخ الشیوخ حضرت ابن السکینہ کے ایک ڈھلیا مرید تھا ۔ ان کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ جمعہ کے دن مشائخ کرام کے لئے مصلے بچھایا کریں اور بعد نماز جمعہ کے لپیٹ کر خانقاہ شریف میں واپس لائیں ایک جمعہ کے موقعہ پر انہوں نے مصلے لپیٹے تاکہ جامع مسجد میں آور چلا کہ اوّل دریا دجلہ پر غسل کرے ۔ ما چنانچہ دریائے دجلہ پر پہنچ کر کپڑے اتارے ۔ تہ بند باندھا دریا میں اتر کر غوطہ لگایا جب پانی سے باہر آیا دیکھا نہ وہ کنارہ ہے نہ وہ کپڑے ہیں ۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کونسا شہر ہے ۔ لوگوں نے بتایا کہ دریائے نیل ہے ۔ اور اس کے قریب شہر مصر ہے ۔ انہیں سخت تعجب ہوا اور پانی سے باہر نکلے اور وہی تہہ بند باندھے ہوئے شہر میں چلے گئے وہاں ایک ڈھلیئے کی دوکان ملی اس پر کھڑے ہو گئے ۔ دوکاندار نے فراست سے جانا کہ یہ اہل فن ہے ۔ انہیں عزت اور اکرام سے بٹھایا اور گھر لے گیا ۔ مختصر یہ کہ اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دی ۔ سات سال تک یہاں رہا ۔ تین بچے ہو گئے ایک روز پھر دریائے دجلہ پر گئے اور غوطہ لگایا ۔ جب پانی سے باہر ظاہر ہوئے ۔ تو اپنے کو اس جگہ پایا جہاں سات سال قبل غوطہ لگا چکے تھے اور دیکھا کہ کپڑے بھی اسی جگہ پڑے ہیں ۔ جہاں اتارے تھے ۔ آپ نے کپڑے پہنے اور خانقاہ شریف میں آئے تو مصلے جیسے لپیٹ گئے تھے ویسے ہی

marfat.com

بعض لوگ کہنے لگے کہ آپ تو دجلہ سے بہت جلدی واپس لوٹ آئے غرض کہ یہ مصلے مسجد میں لے گئے۔ اور نماز جمعہ پڑھی پھر انہیں خانقاہ شریف میں لائے۔ جسکے بعد حیرت واستعجاب میں جلدی جلدی گھر چلے گئے وہاں بیوی نے کہا جن مہمانوں کی خاطر مچھلی تلنے کو کہہ گئے تھے۔ میں نے مچھلی تل رکھی ہے انہوں نے مہمانوں کو بلا کر کھانا کھلایا۔ پھر شیخ طریقت حضرت ابن السکینہ کیخدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا۔ تو شیخ طریقت نے فرمایا کہ تو مصر سے اپنی بیوی اور بچے لے آ چنانچہ یہ وہاں گئے اور تینوں بچے اور بیوی کو لے آئے جب ابن السکینہ نے دیکھا تو تصدیق فرمائی اور فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ زَمَانًا لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ مَعَ تَقَصُّرِہٖ بِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ	بے شک اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے بعض بندوں کے لئے بسط زمان فرماتا ہے اور بعض کیلئے زمان مقصور رہتا ہے

شرح قصیدہ بردہ شریف

تمثیلِ اعجوبۂ سیمیاوی

سلطان ہمایوں کے زمانہ میں ایک شخص شمس آباد میں فن سیمیا کا ماہر رہتا تھا۔ لوگوں کو بڑے بڑے عجائبات دکھاتا تھا۔ ایک دن شیخ احمد فرملی اور شیخ احمد استاذ جو اپنے وقت کے مشہور اکابر علماء میں تھے۔ دونوں نے مشورہ کیا۔ اور اس مکان پر تشریف لے گئے۔ اور کہا ہمیں کچھ دکھاؤ اس نے تنکوں کا گول چھپر بنایا اور شیخ احمد فرملی سے عرض کی۔ کہ آپ اس چھپر کے نیچے سے گذریں۔ آپنے جوں ہی قدم مبارک رکھا سب کچھ خیال ذہن سے محو ہو گیا اور یہ خیال ذہن میں آگیا۔ کہ اپنے وطن سے گجرات جاتا ہوں۔ غرضیکہ قطع منازل کرتے ہوتے اور طے مراحل کے بعد ایک مدت کے بعد گجرات پہنچے وہاں ایک باغ دیکھا آپنے وہاں سے کچھ پھل توڑے اچانک

marfat.com

باغبان آگیا اور اس نے پکار کر کہا۔ کہ یہ پھل تو نے توڑے ہیں کیوں کیونکہ یہ تو سرکاری باغ کے میوہ جات ہیں حتیٰ کہ آپ کو گرفتار کر لیا اور سلطان کے سامنے پیش کیا سلطان نے دیکھا۔ اور فراست سے جانا کہ یہ کوئی شریف آدمی ہے۔ باغبان کو زجر و توبیخ کی اور بہایت تشنیع کر کے کہا کہ تو نے ایک شریف آدمی کو ناحق ستایا ہے۔ اور پریشان کر دیا ہے۔ پھر شیخ سے پوچھا آپ کون ہیں۔ اور یہاں کیوں آئے۔ آپ نے فرمایا میرا نام فرملی ہے اور میرا وطن قنوج ہے میں تیرے شہر میں ملازمت کے لئے آیا ہوں بادشاہ نے کہا۔ آپ شوق سے رہ سکتے ہیں۔ میں آپ کو ملازمت دے دیتا ہوں۔ پھر دو گھوڑے دیئے سامان رہائش وغیرہ مل گیا۔ حتیٰ کہ شیخ فرملی یہاں چند سال رہ گئے شادی کی اولادیں ہوئیں اور بادشاہ کی ملازمت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پچاس برس گذر گئے۔ موئے سیاہ کی بجائے سفید بال ہو گئے۔ کہ اچانک ایک دن سیر و سیاحت کے دوران میں ایک جگہ وہی جھونپڑا نظر آیا۔ اس کی طرف چند قدم بڑھے۔ تو شیخ احمد استاذ کو دیکھا بڑے تپاک سے آگے آئے اور معانقہ کر کے فرمانے لگے آپ کب گجرات آئے استاذ فرمانے لگے ایْنَ گجرات انما نحن فی شمس اٰباد فی بیت السیماوی و انت الساعۃ دخلت المخض و رجعت فالاٰن تذکر گجرات کہاں ہم تو شمس آباد میں سیماوی کے گھر ہیں۔ اور آپ ابھی تنکوں کے جھونپڑے میں داخل ہوئے اور ابھی واپس آگئے۔ لہٰذا ابھی سوچ سمجھ کر بات کرو۔ تو معاً یہ بات سنتے ہی شیخ احمد فرملی کو یاد آگیا کہ یہ سب کچھ سیماوی نے اعجوبہ دکھایا ہے۔

(شرح قصیدہ بردہ شریف) حضرت مولانا ابوالحسنات صاحبؒ)

تمثیل کرامت طے مکانی

ایک دن ایک شخص ابوالمعانی نام حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی مجلس وعظ میں حاضر تھے۔ چنانچہ اثنائے مجلس میں اسے ایک بڑا

marfat.com

تقاضا پیش آیا - اور باہر جانے بلکہ کثرت انبوہ خلقت کے باعث ہلنے جلنے کی طاقت نہ رہی - مجبور ہو کر استغاثہ کے طور پر حضرت غوث پاک کیطرف متوجہ ہوئے،، حضرت پاک منبر کے ایک پایہ سے اترے اور پہلے پایہ پر ایک سر مانند ان کے سر مبارک کے ظاہر ہوا جب حضرت صاحب دوسرے پایہ پر اُترے۔ وہ نیچے کا سر مبارک مع ہر دو کندھوں کے ظاہر ہوا۔ اس طرح حضرت صاحب جب اُترتے وہ صورت زیادہ ہوتی جاتی - یہاں تک کہ وہ صورت بعینہٖ مثل صورت غوث الاعظمؒ کے بن گئی اور وعظ کہنا شروع کیا۔ آواز مثل آواز غوث الاعظمؒ کے تھا - اور کلام اس کی مثل کلام غوث پاک کے تھی - اور اس کو اس شخص کے سوا یا جس کو اللہ جل شانہٗ نے چاہا کسی شخص نے نہ دیکھا - پھر غوث الاعظم اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اپنی آستین مبارک یا رومال مبارک سے اس شخص کو چھپا لیا - اس شخص نے اپنے کو ایک کشادہ جنگل میں پایا - وہاں ایک ندی میں پانی بہتا تھا۔ اور ندی کے کنارہ پر درخت تھے - ایک درخت پر چابیوں کا دستہ لٹکا دیا اس کے بعد وضو کیا دو رکعت نماز ادا کی اور ہر دو طرف سلام پھیر کر ناگاہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے اپنا رومال اٹھایا تو اس نے اپنے کو مجلس وعظ میں دیکھا اور اپنے اندام کو وضو کے پانی سے تر پایا اور حضرت غوث الاعظمؒ منبر پر وعظ میں مشغول تھے - گویا ہر گز نیچے ہی نہیں اترے وہ شخص خاموش رہ گیا اور کسی کو نہ بتایا۔ چابیوں کا گچھہ تلاش کیا جیب میں نہ پایا بڑی مدت کے بعد عجم جانے کا قصد کیا سفر کرتے ہوئے چودہ دن بغداد سے سفر کیا ہوا تھا کہ ایک جنگل میں گذر ہوا - وہاں ندی کے کنارہ وضو کا ارادہ کیا - دیکھا تو اس جنگل کا نقشہ اس جنگل کی طرح نظر آتا ہے - جہاں پہلے آیا تھا - اور ندی بھی وہی ہے جہاں وضو کیا تھا - کچھ تھوڑی دور ندی کے کنارہ پر چلا تو اس کو وہ جگہ نظر آئی جہاں وضو کیا تھا - اتنے میں اس درخت کو دیکھا جس پر چابیوں کا گچھہ لٹکا ہوا تھا جب بغداد واپس آیا - اور غوث الاعظم قدس سرہ کے سامنے تذکرہ کیا - تو آپ نے بہت

marfat.com

آہستہ اس کے کان میں ارشاد فرمایا " ابوالمعالی! جب تک ہم زندہ میں اس راز کو ظاہر نہ کرنا اور کسی کو نہ بتانا" (نفحات الانس ص۲۶۵)

معراج کی تاریخ اور سن

معراج کی تاریخ اور سن میں کئی اقوال ہیں۔ ان کو مرتب طور پر بیان کیا جاتا ہے الف معراج کس سن میں ہوئی اس میں چھ اقوال ہیں اِنَّ الْاِسْرَاءِ قَبْلَ اَنْ یُّوْحٰی اِلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تحقیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی آنے سے (بعثت سے) پہلے معراج ہوئی (بخاری شریف)

۲ ہجرت سے ایک سال پہلے ۱۲ سنہ نبوی میں ۳ ہجرت سے دو سال پہلے ۱۱ سنہ نبوی میں۔ ۴ ہجرت سے تین سال پہلے ۱۰ سنہ نبوی (سیرت حلبیہ) ۵ ہجرت سے پانچ سال پہلے ۸ سنہ نبوی میں (ماثبت بالسنۃ) ۶ بعثت کے پانچ سال بعد ۵ سنہ نبوی میں ہوئی۔ (معارج)

(ب) معراج کس مہینہ میں ہوئی اس میں سات اقوال ہیں۔ اور سب کے سب سیرت حلبیہ میں مذکور ہیں۔

۱ ۱۷ ربیع الاوّل۔ ۲ ۲۷ ربیع الاول۔ ۳ ۲۹ رمضان ۴ ۲۷ ربیع الآخر ۵ ۲۷ رجب شریف ۶ بعض کا کہنا کہ شوال اور بعض نے کہا کہ ذی الحج میں معراج ہوئی

(ج) معراج کس رات کو ہوئی اس میں تین اقوال ہیں۔

۱ جمعہ کی رات ہفتہ رات، پیر کی رات اور یہ اقوال بھی سیرت حلبیہ سے نقل کئے ہیں

(د) معراج کون سے وقت میں ہوئی۔ اسمیں دو قول ہیں۔ بقول عمار بن یاسر تین ساعت رات باقی تھی اور بقول ۲ وہب بن منبہ چار ساعت رات باقی تھی

و فی زین القصص کان	زین القصص میں لکھا ہے کہ آپ
زمن ذھابہ صلی اللہ علیہ	معراج کو جب گئے اور جب آئے

marfat.com

وَسَلَّمَ و مجیئہ ثلاث ساعات وقیل اربع ساعات ای بقیت من تلك اللیلة	رات سے تین گھنٹے باقی تھے اور بعض نے کہا چار گھنٹے باقی تھے ۔ (سیرت حلبیہ ج ا ص ۲۱۲)

تطبیق روایات

ان اسرائتہ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم کانت اربعًا وثلثین واحدا بجسمہٖ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم والباقی بروحہٖ ریواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونتیس مرتبہ معراج ہوئی ایک بار جسمانی معراج اور باقی رُوحانی ہیں ۔ اسی طرح مدارج النبوت ج ا ص ۱۷۵ پر بھی لکھا ہے

سبب مسجد اقصیٰ میں جانے کا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ سے بیت المقدس گئے اور وہاں سے آسمان کی طرف روانہ ہوتے اس کا کیا سبب ہے حالانکہ مکہ شریف سے سیدھے آسمان کی طرف چلے جاتے بیت المقدس میں جانے کی کیا وجہ ہے

(الف) مشاہدہ برکات

وسبب بدائة المعراج الذهاب الی المسجد الاقصٰی لانّ هناك الاٰیات الکبرٰی مِن برکة انوار تجلیته لارواح الانبیاء واشباههم وهناك بقربه	مسجد اقصیٰ سے معراج کے شروع ہونے کا یہ سبب ہے کہ وہاں آیات کبریٰ ہیں جو کہ نبیوں اور ان جیسے لوگوں کی روحوں کی تجلی کے انوار کی برکات ہیں اور وہاں

marfat.com

طور سيناء وطور زيتا، والمصيصة ومقام ابراهيم وموسیٰ وعیسیٰ فی تلك الجمال مواضع كشوف الحق لذالك قال باركنا حوله لنريه من اٰيٰتنا من علامات شواهد مشاهدتنا حتی يتعود برؤيته شهود نانی الاٰيات وليقوئ برويتها حتی يطلق بان تری ايات عظام الملكوت
(عرائس البيان ج ۲ ص ۵۴۷)

مسجد اقصیٰ کے قریب ہی طور سینا ہے، اور طور زیتا، ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام ہے اور ان پہاڑوں میں ایسے مقام ہیں جہاں حقیقت کا مکاشفہ ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اس کے آس پاس برکتیں رکھی ہوئی ہیں۔ تاکہ ہم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات اپنی قدرت کی بڑی نشانیاں دکھائیں جو ہمارے مشاہدہ پر دلالت کرتی ہیں حتیٰ کہ قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے بعد ہمارے مشاہدہ کو دیکھنے کے عادی ہو جائیں اور ان قدرت کی نشانیوں کے دیکھنے سے اس کو قوت حاصل ہو جائے حتیٰ کہ ملکوت کی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرما سکیں

یہ عادت اللہ کے مطابق ہے ورنہ اللہ جل شانہ کو ہر طرح قدرت ہے چاہیں دفعی طور پر سب کچھ دکھا سکتے ہیں،

(ب) اظہار حق برائے معاند

ان الحكمة فی الاسراء الی بيت المقدس اظهار الحق للمعاند لانه لو عرج من مكة

بیت المقدس تک سیر کرانے میں یہ حکمت تھی کہ معاند کے لئے حق واضح ہو جائے اس لئے کہ اگر مکہ سے آسمان کی طرف آپ

marfat.com

الی السماء لم یجد لمعاندة الاعداء سبیلا الی البیان والایضاح (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۱۴۱)	کو معراج ہوتی تو دشمن کی ضد و منع کرنے کے لئے کوئی بیان اور وضاحت کا راستہ نہ ہوتا۔

جب بیت المقدس سے معراج ہوئی تو دشمن نے کہا بیت المقدس کی علامات کیا ہیں؟ تو آپ نے سب کو بتا دیا۔ دشمن نے کہا قافلوں کے حالات کیا ہیں۔؟ آپ نے سب حالات ارشاد فرماتے تو دشمن لاجواب ہو گیا۔ اگر براہِ راست آسمان پر جاتے تو دشمن کو ان سوالوں کا موقعہ نہ مل سکتا جس سے وہ لاجواب ہو جاتا۔

(ج) اجابت دعا ستون شریف

ان اسطوانة المسجد قالت ربنا حصل لنا من کل نبی حظ وقد اشتقنا الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فارزقنا لقاءہ فبدی بالاسراء تعجیلا لاجابتہ (روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۲)	بے شک مسجد اقصیٰ کے ایک ستون شریف نے کہا اے ہمارے رب! ہم کو ہر نبی کی (سلام ہو ان پر) برکت سے شرف ملا ہے۔ اب ہمکو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہے پس ہماری یہ دعا قبول فرما کر انکی زیارت کا شرف عطا فرما اس ستون شریف کی دعا قبول ہوئی اور حضور علیہ السلام کی معراج آسمانی بیت المقدس سے شروع کی گئی۔

(د) برکت اثر قدم شریف،

لانه محشر الخلائق فیطؤہ بقدمه الشریف لیسهل علی امته یوم القیامة	بیت المقدس سے اس لئے معراج ہوئی تاکہ آپ کے قدم شریف کے اثر سے برکت آ جائے اور اس برکت کے سبب سے

marfat.com

وقوفهم ببركة اثر قدمه الشريف	قیامت کے دن آپ کی اُمت کو وہاں آسانی ہو جائے ۔ کیونکہ وہاں مخلوق کے جمع ہونے کا مقام ہے
تفسیر فتح المنان ج ۵ ص ۲۹۶	

(ھ) حصول ثواب دو ہجرت ،

حصول الهجرتين لان بيت المقدس كان هجرة غالب الانبياء فحصل له الرحيل فى الجملة ليجمع بين اشتات الفضائل	بیت المقدس سے معراج کا مقصد آپ کو دو نوں ہجرتوں سے سرفراز کرنا ہے کیونکہ بیت المقدس اکثر نبیوں کی اسلام ہوان پر ہجرت گاہ ہے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہاں کا سفر معراج کی رات درپیش ہوا ۔ تاکہ آپ اس سفر
خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۸۱	

کے سبب سے مختلف انواع کے فضائل کو جمع کر لیں ۔

(و) ۱: محاذات دروازہ آسمانی کہتے ہیں ۔ کہ آسمان کا دروازہ بیت المقدس کی محاذات میں واقع ہے ۔ اس لئے بیت المقدس سے معراج ہوئی ۔ اور واپسی پر وہاں گذر فرمایا چنانچہ امام برھان الدین حلبی لکھتے ہیں ۔

وقيل فى ذالك ايضا ان باب السماء الذى يقال له مصعد الملائكة يقابل بيت المقدس فيحصل فى العروج	اور کہا گیا ہے کہ بیت المقدس سے معراج ہونے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ آسمان کا دروازہ جہاں سے فرشتے آسمان پر چڑھتے ہیں ۔ جس کو مصعد ملائکہ کہتے ہیں ۔ وہ بیت المقدس سے سیدھا اوپر ہے

marfat.com

مستویا من غیر تعوج (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۱۹)	پس ثابت ہوا کہ وہاں سے راستہ سیدھا ہے اور ٹیڑھا نہیں ہے۔

سببِ معراجِ آسمانی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کو زمین پر معراج نہ ہوئی۔ بلکہ آسمان پر معراج ہوئی اس کا سبب یہ ہے کہ جب آپ عنصری وجود کے ساتھ زمین پر جلوہ گر ہوئے تو زمین نے آسمان پر فخر کر کے کہا کہ میری شان تجھ سے زیادہ ہوگئی۔ اس کے بعد آسمان نے دعا کی اے الٰہ العالمین اپنے محبوب کو میرے پر بلندی دے تاکہ مجھے شرف حاصل ہو تب اللہ تعالیٰ نے دونوں کو برابر درجہ دینے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر معراج کرائی یا یوں کہو آسمان پر کروڑوں فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر نہیں آسکتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شائق تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور حضور علیہ السلام کو آسمانوں پر معراج سے نوازا (وعظ بے نظیر ص ۱۳۳)

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا
خم ہوگئی پشت فلک اس طعن زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

یا آسمان کو حضور علیہ السلام کی زیارت کا اس لئے شوق دامن گیر ہوا کہ یہ ستاروں کی زینت بلکہ آسمان کا وجود ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت ہے حضرت شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ لکھتے ہیں۔

کل کمال تشہدہ بالمحسوسات فھو من فیض صورتہٖ	ہر وہ کمال جو محسوسات میں تم دیکھتے ہو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری صورت

marfat.com

الظاهرة وكل كمال تعقله من المعنويات فهو من فيض معانيه الباطنة فهو في المثل معدن كمالات العالم تستمد من باطنها وظاهرها فمحسوسات العالم تستمد من ظاهره ومعقولات العالم تستمد من باطنه فهو الهيولى للقبورة والمعاني والوجودية فعالم الشهادة فيض ظاهره وعالم الغيب فيض باطنه وعالم الفيض عبادة عن حقيقة صلی اللہ علیہ وسلم

کے فیضان سے ہے اس طرح وہ باطنی کمال جو عقل سے ادراک ہوتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی فیضان سے ہے۔ گویا آپ عالم کے کمالات ظاہری اور باطنی معدن ہیں حتیٰ کہ عالم محسوسات آپ کے ظاہر سے مدد طلب کرتے ہیں اور عالم معقولات آپ کی روحانیت سے مدد طلب کرتے ہیں

(کمالات الہٰیہ)
(ج ا صہ ۴۵۵)

پس ثابت ہوا کہ آپ صوری اور معنوی وجود کے لحاظ سے آپ ہر شئے کی اصل ہیں۔ پس عالم شہادت آپ کے ظاہری فیض سے اور عالم غیب آپ کے باطنی فیض سے وابستہ ہے۔ اور عالم فیض در اصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت سے عبارت ہے

مے ندانی عشق و مستی از کجا است
ایں شعاع آفتاب مصطفےٰ است
حق تعالیٰ پیکرے ما آفرید،
وز رسالت درتن ما جاں دمید

marfat.com

حرف بے صورت دریں عالم بدیم
وز رسالت مصرع موزوں شدیم
از رسالت در جہان تکوین ما
وز رسالت دین ما آئین ما

رجب کے فضائل

وعن مقاتل انه قال ان خلف جبل قاف ارضا بيضاء ملساء كالفضة قدر الدنيا سبع مرات مملوة من الملائكة مالو سقطت ابرة سقطت عليهم بيد كل واحد لواء مكتوب عليه لا إله الا الله محمد رسول الله يجتمعو كل ليلة من شهر رجب حول الجبل يتضرعون الى الله ويدعون با السلامة لامة محمد صلى الله عليه وسلم ويقولون يا ربنا ارحم امة محمد صلى

اور حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا قاف پہاڑ کے پیچھے سفیدی اور ہموار چاندی کیطرح چمکدار زمین ہے جو زمین سے سات گنا بڑی ہے اسمیں اسقدر بکثرت فرشتے ہیں حتی کہ سوئی وہاں گرے تو سوئی کو زمین پر گرنے کی جگہ نہ ملے گی کیونکہ فرشتوں سے تمام زمین بھری ہوتی ہے ان تمام فرشتوں کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے جس پر کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے رجب کے مہینے کی ہر رات وہ فرشتے پہاڑ کے ارد گرد جمع ہو کر اللہ تعالے کے آگے زاری کے ساتھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی امت کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب! حضور علیہ الصلوۃ والسلام

marfat.com

الله علیه وسلم ولا تعذب امة محمد صلی الله علیه وسلم ویبکون ویتضرعون فیقول لهم الله تعالیٰ ماذا تریدون فیقولون نرید ان تغفر لامة محمد صلی الله علیه وسلم فیقول الله لهم قد غفرت لهم

(مصباح الظلام ج ا ص ۱۲)

کی امت پر رحم فرما اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو عذاب نہ دے۔ پھر روتے ہیں۔ اور تضرع زاری سے دعا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کیا چاہتے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔

شبِ معراج کی شان

امت کے حق میں معراج کی رات سے لیلۃ القدر کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔
اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں معراج کی رات لیلۃ القدر سے زیادہ افضل ہے۔

(مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۴)

وهی سبع وعشرین من رجب لیلة الاثنین وعلیه عمل الناس (روح البیان ج ۲ ص ۱)

معراج کی رات ستائیس ۲۷ رجب کی تاریخ اور سوموار کی رات ہے۔ اسی پر لوگوں کا عمل ہے۔

اعلم انه قد اشتهر بدیار العرب فیما بین الناس ان معراجه صلی الله علیه وسلم کان لسبع وعشرین من رجب

جاننا چاہیے کہ دیار عرب میں لوگوں میں مشہور و معروف ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج شریف ستائیس رجب کو ہوئی اور

marfat.com

وموسم الرجبية فيه متعارف بينهم (ماثبت بالسنہ ص۱۹۱)	اور رجبی کا موسم عرب والوں میں کیسے متعارف ہے۔

معراج نبی کے ذکر سے وہ حاصل ہے عروج فکر ہمیں
جب چاہیں نظر ہم کو تو بھی عرش علیٰ کا زینہ آجائے
کیا کہنا تیرے ایمان کا گستاخ رسالت کیا کہنا،
وہ دل کب رہتا ہے مومن جس دل میں کینہ آجائے ۔

رات کو معراج ہونیکے وجوہ

معراج کے لیے رات کی تعیین ایک خاص حکمت پر مبنی ہے۔ گو بظاہر نظر میں دن رات سے افضل ہے کہ دن زیادہ روشن ہے۔ جس سے سب حال بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ تمام نظامِ انسانی اور حصول معشیت انسانی اس سے وابستہ ہے۔ مگر شرعی نکتہ نگاہ سے بچند وجوہ رات کو دن پر فوقیت حاصل ہے۔ مثلاً ۱۔ ایک رات کی عبادت سے ہزار مہینہ کی عبادت کا ثواب ملتا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ہ (پ۳۰ رکوع ۲۲) شب قدر ہزار ماہ سے افضل ہے۔ ۲۔ جو دو سخا جب نظر اغیار سے مخفی ہو اور سبب رضامندی الٰہی ہو وہ بھی رات میں دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ اَلَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ اور وہ لوگ جو صدقات کو رات میں خرچ کرتے ہیں۔ ۳۔ اہل سعادت کو عبادت کے خزائن رات میں حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ اور وہ شخص جو رات کے اوقات میں خشوع وخضوع سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے ۴۔ مقربانِ شیریں گفتار کو قرأت کا ذوق رات کو حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ يَتْلُونَ آيَاتِ اللهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وہ لوگ جو قرآن مجید کی آیتوں کو رات کے اوقات میں پڑھتے ہیں۔ ۵۔ زینت، تجمل اور سکون، صدق اور توکل کو دوام و استمرار رات میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ سَاكِنًا اور ہم نے رات کو سکون

marfat.com

کا سبب بنایا ۶ قرآن مجید میں چار دفعہ اللہ تعالیٰ کی قسم کی دولت رات کو حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَاللَّیْلِ وَمَا وَسَقَ وَاللَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ، ۷ رکوع اور سجود کرنے والوں کو بسط اور اطمینان کی دولت رات کو ملتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ اور رات کے وقت آپ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں ۸ حقائق واسرار الٰہی کی معرفت حاصل کرنے والوں کو آیات قدرت میں تفکر وتدبر کا موقعہ رات کو ملتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُکُمْ بِاللَّیْلِ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے تمہاری رات کی نیند ہے ۹ بندگان پروردگار جو تہجد گزار ہیں ان کے جبین مبین میں نورانیت کا ظہور رات کی عبادت کے سبب سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ کَثُرَ صَلٰوتُهٗ بِاللَّیْلِ حَسُنَ وَجْهُهٗ بِالنَّهَارِ جو شخص رات کو نماز نوافل بہت پڑھے گا دن کو اس کا چہرہ نور عبادت سے روشن ہوگا۔ ۱۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا کرنے کی میعاد راتوں کی تعداد میں ارشاد فرمائی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا ۱۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فتح اور نصرت کی بشارت اور بنی اسرائیل کی خلاصی رات سے وابستہ ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا میرے بندوں کو رات کے وقت لے جاؤ

۱۲ یمن اور برکت سفر سید ابرار و سند اخیار محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم حریم حرم پروردگار میں بوقت رات کے واقع ہوئی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا (پ ۱۵ ع ۱)

پاک اور منزہ ہے ہر نقص وعیب اور کذب و ریب سے وہ ذات اعلیٰ صفات جس نے سیر کرائی اپنے اخص الخصواص بندہ محبوب ترین و رسول امین

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے قلیل ترحصہ میں (معارج النبوت رکن سوئم ص ۱۱۶ مختصراً)

وجۂ رُتبہ حبیب صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی
اِلٰھِی جَعَلْتَنِیْ کَلِیْمًا وَجَعَلْتَ مُحَمَّدًا حَبِیْبًا فَمَا الْفَرْقُ بَیْنَ الْکَلِیْمِ وَالْحَبِیْبِ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۷۴)

اے خداوندا ! مجھے کلیم بنایا اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حبیب بنایا پھر آپ ہی ارشاد فرمایئے کہ کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کلیم وہ ہے جو ایسا کام کرے جس میں میری رضا ہو اور حبیب وہ ہے جس کو میں خدا دوست رکھوں کلیم وہ ہے جو دن کو روزہ رکھے رات کو نوافل پڑھے چالیس دن اس طرح گذارنے کے بعد طور سینا پر آئے تا کہ مجھ سے کلام کرے اور حبیب وہ ہے . جو اپنے بستر پر اطمینان سے سویا ہوا ہو جبریل علیہ السلام جاتے اور باادب بیدار کر کے براق پر سوار کر کے دربار الٰہی میں لے آئے . تا کہ میں اس کو ایسے مراتب سے نوازوں کہ کسی کا ادراک اسکی حقیقت نہ پا سکے

انما جعله لیلاً تمکیناً للتخصیص لمقام المحبة لانه تعالیٰ اتخذه علیه الصلوٰة والسلام حبیبًا وخلیلاً و اللیل اخص زمانٍ لجمع حبیبین فیه الراحة فی الخلوة متحققة باللیل

رات کو معراج کے لئے اس لئے مخصوص فرمایا کہ رات مقام محبت سے مخصوص ہے چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا حبیب اور خلیل بنایا۔ اور رات دوستوں کو جمع کرنے کیلئے بنائی گئی ہے . اور مقام خلوت جو رات کو حاصل ہوتا ہے . دن کو حاصل نہیں ہوتا .

(طیب الوردہ ص ۳۹۰)

marfat.com

وجہ ایمان بالغیب

قال لبعض الفضلاء لعل تخصیصہ٬ با اللیل لیزداد الذین امنو ایمانا بالغیب ولیفتتن الذین کفروزیادۃ علی فتنتھم اذ اللیل اخفی حالامن النہار (طیبۃ الوردہ ص ۳۹)

بعض فاضل علماء نے فرمایا کہ معراج کا خاص طور پر رات کو مقرر ہونا اس لئے ہے تاکہ ایماندار لوگوں کے ایمان بالغیب میں زیادتی ہو جائے اور کافروں کے اندر فتنہ کی مرض زیادہ ہو جائے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے معاملات دن کے اعتبار سے مخفی ہوتے ہیں اس لیے جو مان لیں گے۔ ان کا ایمان بالغیب زیادہ ہو جائیگا۔ اور جو انکار کریں گے ان کا کفر ظاہر ہو جائیگا۔ گویا اس معراج کے قصہ سے صدیق اور زندیق میں امتیاز ہو جاتا ہے

وجہ پاس خاطر شب

وقیل انہ افتخر النّہار علی اللیل با الشمس فقیل لا تفتخر ان کان شمس الدنیا تشرق فیك فسیعرج شمس الوجود فی اللیل الی السماء (طیب الوردہ ص ۳۹)

اور بعض علماء کرام نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ دن نے رات کو کہا مجھے آپ پر فضیلت ہے کہ مجھ میں سورج ظاہر ہوتا ہے پھر اللہ جل شانہ کی طرف سے رات کو اطمینان دینے کے لئے دن کو خطاب ہوا کہ تجھے فخر نہ کرنا چاہیئے کہ اگر دنیا کا سورج تیرے اوقات میں طلوع ہوتا ہے تو کائنات کے وجود اور ظہور کا سورج رات کے وقت آسمان پر جلوہ گر ہوگا۔

marfat.com

وجہ دل جوئی شب

وقال بعض اھل المعارف حکمتہ ایۃ لما محی اللہ ایۃ اللیل وجعل ایۃ النہار مبصرۃ کان اللیل محزونا ومنکسرا فکان الاسراء بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل بعد التہ

(عجیب الورہ صہ ۳۹)

بعض اہل عرفان کا قول یہ ہے کہ رات کو معراج ہونے میں یہ حکمت ملحوظ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رات کی رات نشانی مٹا دی اور دن کی نشانی کو دیکھنے کے لئے باقی رکھا۔ اس لئے رات مغموم تھی اور پریشان تھی۔ بنا بریں اللہ جل شانہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رات کے وقت معراج کرائی تاکہ دن اور رات میں عدالت ہو جائے

(ف) علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان میں لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے سب سے پہلے سورج اور چاند کو یکساں روشن پیدا فرمایا تھا پھر دن اور رات میں پہچان مشکل ہو گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا کہ اس نے چاند پر اپنے پر کے ذریعہ روشنائی زائل کر دی اور اس پر کے اثر سے چاند میں ایک داغ بھی نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ جب چاند کی چاندنی سورج کے مقابلہ میں کمزور ہو گئی تب دن رات میں فرق واضح ہو گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً (پ ۱۵ ع ۲)

اور ہم نے رات اور دن کو قدرت کی دو نشانیاں بنایا جو کہ صانع کی صنعت پر دلالت کرتی ہیں پھر رات کی نشانی کو ہم نے کچھ کالعدم گھٹا دیا اور دن کی نشانی کو باقی رہنے دیا۔

marfat.com

اور لغت میں در اصل محو ایسے ازالہ کو کہتے ہیں۔ جس میں اثبات باقی رہے جیسا کہ روح البیان ج ۲ صفحہ ۴۱۳ پر مرقوم ہے

وجہ تسکین امت

اگر معراج دن کو ہوتی اور حضرت جبریل علیہ السلام فرشتے لیکر حاضر ہوتے تاکہ براق پر سوار کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کے لئے لے جائیں تو صحابہ کرام جو آپ کے حسن وجمال کے پروانہ تھے وہ آپ کے بغیر کسی طرح صبر و سکون نہ کر سکتے بلکہ دامن رسالت سے وابستہ ہو کر التجا کرتے کہ ہم آپ کی فرقت برداشت نہیں کر سکتے حضور علیہ السلام اپنے صحاب کرام کو اپنے دامن وصال سے دور کرنا گوارا نہ فرماتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ (پ ۱۱ ع ۵) اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ایمانداروں پر بہت مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔

چند اور وجوہ

بعض علماء کہتے ہیں کہ رات کو معراج ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چودھویں کے چاند تھے۔ اور چاند رات کو آسمان پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس لئے آپ بھی رات کو آسمان پر تشریف لے گئے۔

یا یہ کہ رات کی پیدائش بہشت سے ہوئی اور دن کی پیدائش دوزخ سے ہوئی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج رات کو کرائی کیونکہ رات کو بہشت سے باین معنی مناسبت ہے۔ یا یہ کہ رات کو دن پر قرآن مجید میں مقدم بیان کیا اور فرمایا۔ وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ (پ ۱۵ ع ۲) اور قرآن مجید میں رات کو دن پر اسلئے مقدم بیان کیا کہ ہم مسلمانوں کا سال اور ماہ کا حساب قمری طریقہ پر ہے نہ کہ شمسی طریقہ پر ہے۔ یا فرقہ ثنویہ کی تردید مطلوب ہے۔ کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ دن بھلائی کو پیدا کرنے والا ہے۔ اور رات برائیوں کو پیدا کرنے والی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں معراج کی کرامت فرما کر بتلا دیا کہ بھلائی اور برائی دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور جس رات معراج ہوئی وہ سوموار کی رات تھی یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ سوموار کی رات کی شان جمعہ کے ہم پلہ ہو جائے یہ مضمون

marfat.com

دو کتابوں سے چن کر بیان کیا۔

(روح البیان ج ۲ ص ۴۱۳ اور ہدیہ ضمیر ص ۳۵)

اسراء اور معراج

علماء کی اصطلاح میں مکہ شریف سے بیت المقدس تک کے سفر کو اسراء اور وہاں سے اُوپر سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیاحت کو معراج کہتے ہیں۔ اور بسا اوقات ان دونوں سفروں کے مجموعہ کو ایک ہی لفظ اسراء یا معراج سے تعبیر کر لیتے ہیں اور حضرت خواجہ نظام الاولیاء قدس سرہ اس مبارک معجزہ کو تین قسم اور تین ناموں سے بیان فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک اسراء ہے۔ اور وہاں سے آسمانوں تک معراج ہے۔ اور آسمانوں سے مقام قاب قوسین تک اعراج ہے (فواد الفواد ج ۴ ص ۳۰۸) حتی کہ کہا گیا ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ میں اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ تک اسراء کا تفصیلی بیان ہے۔ اور لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا میں تمام آسمانی سفر کا اجمالی ذکر ہے۔ اور اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ میں اللہ تعالیٰ کی کلام سننے اور اس کے دیدار دیکھنے کا بیان ہے۔

فالاسراء وهو من المسجد الحرام الى بيت المقدس قطعى اى يقينى ثبت بالكتاب اى القرآن ويكفر منكره والمعراج من الارض الى السماء مشهور اى ثبت بالحديث المشهور فلا يكفر منكره بل يفسق ومن السماء الى	آیت کریمہ کی دلالت مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ کے اسراء میں نص قطعی ہے یعنی کتاب اللہ سے یقینی ثابت ہے حتیٰ کہ اسکا انکار کرنے والا کافر ہوگا۔ اور زمین سے آسمان تک معراج مشہور ہے یعنی حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ اس کا انکار کرنے والا کافر نہ ہوگا۔ بلکہ گنہ گار ہوگا اور آسمان سے بہشت و عرش وغیرہ تک ان احادیث سے

marfat.com

الجنة او العرش او غیر ذلک احاد (نبراس ص۳۴۴)	ثابت ہے جن کو خبر واحد کہا جاتا ہے۔

اور کہتے ہیں کہ سفر معراج کے تین حصے اس لئے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی تین صفتیں ہیں ہر صفت کی معراج کا مستقل ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں مسطور ہے کہ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ کو مواہب الٰہی سے یہ مسئلہ الہام ہوا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتیں ہیں۔ ایک صورت بشری جس کو قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں بیان فرمایا ہے۔ دوسری صورت ملکی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ میں تمہاری کسی ایک کی مثل بھی نہیں ہوں۔ میں اپنے رب تعالیٰ کے پاس رہتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ تیسری صورت حقی جس طرح حدیث شریف میں وارد ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ کا ایک خاص وقت ہے جسمیں مقرب فرشتہ اور نبی مرسل کی بھی اس مقام میں گنجائش نہیں۔ اور تیسری صورت کے لئے اس سے واضح دلیل وہ حدیث شریف ہے جسمیں وارد ہوا ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ جل شانہٗ کو دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کی ہر صورت کو قرآن مجید میں علیحدہ خطاب سے نوازا ہے حتی کہ صورت بشری میں کلمات مرکبہ مثل قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور ملکی صورت میں حروف مفردہ سے کلام کیا جیسے کٓھٰیٰعٓصٓ اور صورت حقی میں کلام مبہم سے سرفراز فرمایا جس کو فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی سے تعبیر فرمایا (تفسیر حسینی ج ۲ ص ۲۱)

آغاز بیان معراج

سوموار کی رات ستائیسویں رجب المرجب۔ (روح البیان ج ۳ ص ۳۹۰)

ہجرت سے ایک سال قبل جب بعثت کا ۱۲ سنہ تھا اور علامہ ابن حزم اندلسی

marfat.com

نے یقین کے ساتھ دعوٰی کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۰۵)
جب کہ آپ کی عمر شریف اکاون برس چار ماہ انیس دن تھی اور سوموار کی رات رجب کے مہینے کی ستائیس اور نبوت کا بارھواں سال تھا۔ جب کہ افق عالم پر گھنگھور بادل چھایا ہوا تھا۔ بادل گرجتے تھے بجلی چمکتی تھی۔ بارش کے قطرات کا ترشح ہو رہا تھا (اخبار القرآن ص ۲۵۴)

اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جسمانی معراج جو کہ بیداری میں ہوئی ہے بعثت کے بعد ہوئی ہے اور بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے

اِنَّ الْاِسْرَاءَ کَانَ قَبْلَ اَنْ یُّوْحٰی اِلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بے شک معراج بعثت سے پہلے ہوئی ہے تو اسکا مطلب یوں ہے ،

لِاَنَّ ذَالِکَ کَانَ فِیْ نَوْمِہٖ بِرُوْحِہٖ

اس لئے کہ بعثت سے پہلے والی معراج بحالت خواب روحانی طور پر ہوئی ہے۔
حضرت ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج سوموار کو ہوئی۔ اور ولادت باسعادت سوموار کو، بعثت سوموار (یعنی غار حرا میں پہلی وحی بھی سوموار کو ہوئی۔ ہجرت کے لئے مکہ سے روانہ ہونا سوموار کو۔ مدینہ منورہ میں پہنچنا سوموار کو اور وفات سوموار کو (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۰۵)

حدائق بخشش میں شب معراج کی شان یوں اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب بیان کرتے ہیں

دو عالم میں سرگوشیاں ہو رہی ہیں
فضاؤں نے چھیڑا سلاموں کا سہرا
زمین سے جناں تک جناں سے مکاں تک!
اُجالا اُجالا، سنہرا سنہرا
افق تا افق چاند تاروں کے لب پر
یہ آواز آتی تھی صلِّ علیٰ کی

اُدائے نظر قدسیوں نے بچھائے
جہت تا جہت چاندنی کا پھریرا،

براق کی زین وری

حضرت جبرئیل کو اللہ جل شانہٗ کا حکم ہوا کہ آج کی رات بہشت سے ایک براق چن کر ستر ہزار فرشتوں کو شامل کر کے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر جاؤ اور ادب ملحوظ رکھ کے اسے بیدار کر کے لے آؤ تاکہ میں اسے قرب و وصال کی دولت سے مشرف کروں جبرئیل علیہ السلام جب بہشت میں آئے دیکھا کہ چالیس ہزار براق جنت کی چراگاہ میں چر رہے ہیں جنکی پیشانی پر لکھا ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

ان میں ایک براق غمگین صورت میں ایک گوشہ میں سر جھکائے ہوئے رو رہا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا تو بتایا کہ میں نے چالیس ہزار سال سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سُنا ہے۔ اس کی محبت اور اس کے شوق میں زندگی بسر کرتا ہوں یہاں تک کہ کھانا اور پینا موقوف کر دیا ہے۔

چہ مے پرسی ز حال من دلِ غم دیدہ است چوں شد
دلم شد خوں و خوں شد آب و آب از دیدہ بیروں شد

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تمام براقوں سے اس براق کو پسند فرمایا کیونکہ اس کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت موجزن تھی پھر براق کو زین ور کر کے دولت سرا کا ارادہ کیا (روض الاظہار ص۲۰۷) شاد عظیم آبادی کا کلام سنئے۔

جاتے ہیں سوئے عرش بریں خاتم رسل
لٹتے ہیں راستہ میں ستاروں کے آج گل
حاضر ہیں انبیا سلف آستاں پہ کُل
ہے قدسیوں میں صلِّ علیٰ مصطفےٰ کا غل

marfat.com

مہتاب رخ سوئے دولت کے ہوئے
استادہ وہ ادب سے مشعل کئے ہوئے
ہر دم فلک پکار رہا ہے زہے عز و شرف!
روحانیوں نے آج جمائی ہے آ کے صف،
خود کہکشاں نے راہ بنادی ہے اک طرف،
زہرہ لئے کھڑی ہے بجانے کو چنگ و دف
رکھا ہے زین روح الامین نے براق پر
جائیں گے آپ گنبد نیلی رواق پر

ادب سے بیدار کرنا

آفتاب عالم تاب اپنی روزانہ مسافت طے کر چکا اور وہ اپنی چمکدار شعاعوں کو سمیٹ کر غروب کر چکا تھا کہ آفتاب نبوت کے جلوہ افروز ہونے کا وقت آیا کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دیکھا کہ آپ ہلکی اور خفیف نیند میں ہیں، جسے سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت کہا جاتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے اَنَا بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ اَتَانِیَ الْمَلَکُ حتیٰ کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تو آپ اس خفیف نیند سے بیدار ہوتے اور بیداری کی حالت میں آپکو معراج پر لے گئے (فتح الباری ج ۱۳ صـ ۴۱۴) عمدۃ القاری ج ۲۵ صـ ۱۷۳)

کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام چونکہ بارگاہ ایزدی سے مامور تھے کہ اے رُوح الامین! میرے ماہ جبین کو خادمانہ آداب ملحوظ رکھ کے بیدار کرنا اس لئے حضرت جبرئیل السلام سوچ رہے تھے۔ کہ آقا کو کس طرح بیدار کروں۔ تو الہام ہوا کہ اے جبرئیل! ٹھہریئے۔ کہ اپنے پیارے دوست کو میں خود بیدار کروں گا جس طرح اسے بیدار کرنا شایان ہے۔ بس الہام ہونے کے بعد دیکھا تو آپ بیدار رہیں نیز حضرت جبرئیل علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے بحکم الہٰی معلوم تھا کہ میرے وجود کی سرشت کافور سے ہے لیکن اسکی حکمت سے بے خبر تھا جو کہ معراج کی

marfat.com

رات مجھے معلوم ہوئی ۔ اور وہ اس طرح معلوم ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیدار کرتے وقت میں تامل کر رہا تھا ۔ کہ آپ کو کس طرح بیدار کر دوں حتیٰ کہ مجھے الہام ہوا کہ آپکے پاؤں مبارک کی تلیوں کو بوسہ دے دوں ۔ جب میں نے اپنے لب آپکے پاؤں مبارک کی کف پر رکھے کافور کی برودت آپکی کف پا کو محسوس ہوئی اور آپ بیدار ہو گئے ۔ میں نے اس وقت معلوم کیا کہ کافور سے میری سرشت کا سبب یہ تھا ۔ تاکہ معراج کی رات آپ کو نہایت ادب سے بیدار کر سکوں ۔

(الف) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکار میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان الفاظ سے درخواست پیش کی

انّ اللّٰہ جلّ جلا لہٗ یقرءُکَ السَّلَام وھو یدعوك وانا حاملك الیٰ اللّٰہ تعالیٰ فانّ اللّٰہ یرید انْ یکرمكَ بکراماتٍ لم یکرم بھا احدًا قبلكَ ولم یکرم بھا احدًا غیرك ولا سمعہ احد ولا خطر علیٰ قلب بشر (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۱۳، ۱۲۴)	بے شک اللہ تعالیٰ آپ پر سلام پڑھتا ہے ۔ اور وہ آپکو بلاتا ہے ۔ اور میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپکو اللہ تعالیٰ کے پاس لے جاؤں آج کی رات اللہ آپ کو ایسے اعزاز کا شرف عطا فرمانے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ جو اعزاز آپ سے پہلے نہ کسی کو حاصل ہوا نہ ہو گا اور آج تک ایسی نرالی شان وعظمت نہ کسی نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں خیال تک گزرا ہے ۔

(ب) "آپ کو کس جگہ سے معراج ہوتی" اس بارہ میں بہت روایات ہیں ۔ ایک حدیث شریف میں ہے ۔ کہ آپ حطیم میں لیٹے ہوئے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں روایت ہے ۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ شعب ابی طالب میں تھے

marfat.com

جیسا کہ واقدی کی روایت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ بی بی اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ جیسا کہ طبرانی نے روایت کی ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ آپ اپنے ہی گھر میں تھے۔ اور مکان کی چھت کھول کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں وارد ہے۔ ان روایات کا تعارض یوں دفع کرنا چاہیئے۔ کہ بی بی امہانی رضی اللہ عنہا کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا۔ آپنے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرمادیا اور وہاں سے آپ مسجد شریف کی حطیم میں گئے۔ اور پھر حطیم سے معراج ہوئی۔

وضو اور طواف

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیدار ہو کر چاہا کہ وضو کر لوں۔ میں نے ابھی آستین نہیں سکوڑی تھی کہ رضوان جنت نے دو یاقوتی کوزے جو آب کوثر سے لبریز تھے پیش کئے اور زمرد اخضر کا ایک طشت بھی حاضر کیا جو عجیب تر تھا۔ اس کے چار گوشے تھے اور اس کے ہر گوشے پر ایک چمکدار موتی جڑا ہوا تھا کہ اس کی روشنی اپنے نورانی پرتو سے آسمان کو منور کرتی تھی۔ اس پانی سے وضو اور غسل فرمایا اس کے بعد نورانی لباس زیب فرمایا اور نورانی عمامہ سر مبارک پر باندھا ایک روایت میں آیا ہے کہ رضوان جنت نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے سات ہزار برس پہلے وہ دستار مبارک نہایت حفاظت سے لپیٹ کر رکھی ہوئی تھی اور چالیس ہزار فرشتے تعظیم کی نیت سے اس دستار مبارک کے اردگرد کھڑے ہو کر تسبیح و تہلیل ادا کرتے تھے اور ہر تسبیح کے بعد درود شریف پڑھتے تھے جب حضرت جبرئیل علیہ السلام وہ دستار مبارک لے آئے چالیس ہزار فرشتے بھی اس کے ہمراہ حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوتے اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نورانی چادر آپکے دوش مبارک پر ڈالی زبرجد کی نعلین پاؤں مبارک میں پہنائی اور ایک یاقوتی پٹکا آپ کی کمر پر باندھا زمرد اخضر کا چابک آپکے ہاتھ میں دیا جو چار سو مروارید ناسفتہ سے جڑا ہوا تھا پھر آپ خانہ کعبہ میں آئے وہاں سات بار طواف کیا اس کے

marfat.com

بعد تھوڑی دیر حطیم میں استراحت فرمائی (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۲۲)
اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آپ حسب معمول عادت اپنا لباس اور اپنی پاپوش مبارک جو پہلے پہنا کرتے تھے وہی پہن کر معراج پر تشریف لے گئے اور یہی درست ہے اور معارج میں جو کچھ لکھا ہے کسی کتاب میں نظر سے نہ گذرا۔

قد رعنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن
سرگیں آنکھ غضب ناز بھری وہ چتون
وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبین روشن
اور مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن
وہ عبائے عربی اور نیچا دامن!
دلبرایانہ رفتار وہ بے ساختہ پن
مردہ بھی دیکھے تو کرے چاک دامن
اٹھ قبر سے بے تاب زبان کو یہ سخن
مرحبا سیدی مکی مدنی عربی
دل وجان باد فدائت چہ عجب خوش لقبی

شرح صدر مبارک

فرشتوں کی ایک جماعت نازل ہوئی جن کے پاس ایک سنہری طشت زمزم کے پانی سے بھرا ہوا تھا اور ایک طشت ایمان اور حکمت سے لبریز تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا سینہ اوپر سے نیچے تک شق کیا گیا (یعنی کھول دیا گیا) اور میرا قلب نکال کر ایک سنہری تھال میں آب زمزم سے دھویا گیا پھر ایک اور تھال آیا جس میں ایمان اور حکمت رکھی ہوئی تھی تب میرے دل کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔ اور دل کو پھر اصلی مقام پر رکھ دیا گیا۔ اور اوپر سے درست کر دیا گیا (مسلم شریف ج ۱ ص ۹۲) الف معہ وجہ استعمال آب زم زم ،، حضرت ابن ابی جمرہ

marfat.com

ایک نکتہ لکھتے ہیں۔ کہ وضو اور غسل کے لئے حوض کوثر کا پانی استعمال فرمایا اور شرح صدر مبارک کے وقت زم زم کا پانی استعمال فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ زم زم کے پانی کی اصل بہشت سے ہے۔ اس کا قرار زمین پر ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت بھی زمین پر باقی رہ جائے یہی وجہ ہے کہ زم زم کا پانی حوض کوثر کے پانی سے افضل ہے۔ اس لئے شق صدر میں یہ پانی استعمال کیا گیا (مواہب لدنیہ ج ۲ ص۱۱ زرقانی شریف ج ۶ ص۳) اب قلبی آنکھوں کا بیان اور جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کا دل مبارک دھو چکے تو کہا۔

قلب سدید فیه عینان تبصران و اذنان تسمعان (شفا شریف ج ۱ ص۱۰۱)	آپ کا دل مبارک عزم اور استقلال والا ہے اسمیں دو آنکھیں ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وجہ استعمال آب زم زم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اتیت فانطلقوا بی الی زم زم فشرح عن صدری ثم غسل بماء زم زم (مسلم شریف ج ۱ ص۹۲)	وجہ استعمال آب زم زم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور وہ زم زم کے پاس لے گیا۔ اور میرا شق صدر کیا اور میرے دل کو آب زم زم سے دھویا۔

شق صدر میں حکمت:

شق صدره الشریف جبریل علیه السلام ای اشار الی ذلك فانشق فلم تکن الشق بآلة ولم یسل دم ولم یجد له علیه الصلوٰۃ والسلام،	حضرت محمد بن اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جو شق صدر مبارک کا کیا ہے اسکی کیفیت صرف اسقدر ہے۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اشارہ کیا آپ کا سینہ مبارک کھل گیا۔ حتیٰ کہ آپکے سینہ مطہرہ کسی ہتھیار سے نہ چیرا اور نہ

marfat.com

اُلٹا (روح البیان) (ج ۲ ص ۲۹۳)	کسی قسم کا وہاں خون بہا اور نہ ہی کسی قسم کا درد محسوس ہوا،

(د) "عظمت شان رسالت" ایمان اور حکمت اگرچہ ذی اجسام اور ذی صورت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔ کہ غیر جسمانی چیزوں کو جسمانی صورت عطا فرمائے اور ایمان اور حکمت کا تمثل ایک طشت میں نمودار ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شق صدر مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کے منافی ہے تو یہ ایک وہم ہے۔ جو غلط ہے۔ اور خیال ہے جو بالکل ہی باطل ہے۔

وَكَوْنُهُ مَخْلُوقًا مِنَ النُّوْرِ لَا يُنَافِيْهِ

اور آپ کا نور سے مخلوق ہونا اس کے منافی نہیں

(نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۳۸)

(ھ) تعداد شق صدر مبارک کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کا شق صدر طفولیت کے عہد میں ہوا جب کہ آپ بنی سعد کے ہاں دائی حلیمہ کے پاس رہتے تھے۔ اور دوسری دفعہ بعثت کے بعد ہوا جس طرح کہ دلائل النبوت میں ابو نعیم اصبہانی نے نے بیان کیا ہے اور تیسری مرتبہ معراج کے آغاز میں ہوا۔ اور بعض نے چوتھی مرتبہ کا قول بھی کیا ہے۔ جب کہ آپ کی عمر مبارک بیس برس کی تھی۔ اور در منثور میں ایک روایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پانچ دفعہ شق صدر ہوا۔ جب کہ آپ کی عمر شریف دس سال کی تھی۔ مگر یہ پانچویں روایت درست نہیں کیونکہ راوی نے غلطی سے بیس کی بجائے دس کا لفظ کہہ دیا۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۲۰)

(و) "سونے کے برتن کا استعمال" اور چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں سونے کے برتن کا استعمال حرام ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ سونے کا استعمال دنیا میں حرام ہے۔ لیکن آخرت میں مومنوں کے لئے خالص استعمال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

marfat.com

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

ھُوَ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَنَا فِی الْاٰخِرَۃِ

کہ سونا کافروں کے لئے دنیا میں ہے اور ہمارے لئے آخرت میں ہوگا۔ اور اسراء کا قصہ درحقیقت عالم آخرت سے ہے۔

(دوسرا جواب یہ ہے کہ سونے کے تھال کا استعمال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ فرمایا بلکہ فرشتوں نے استعمال کیا۔ جو شریعت کے احکام کے مکلف نہیں ہیں

(تیسرا جواب یہ ہے کہ احتمال ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ تحریم سے پہلے ہوا اور اصل واقعہ بھی اسی طرح ہے۔ کہ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مدینہ منورہ میں حرام ہوا۔ اور یہ تحریم کا واقعہ معراج کے بعد ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۹۴)

چوتھا جواب یہ ہے۔ کہ معراج کا سارا قصہ خدا کے حکم سے ہوا جب اللہ تعالےٰ کے حکم سے زریں طشت کا استعمال ہوا۔ تو حرمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس طشت کے لانے میں اور اس کے استعمال میں بحسب عرف وعادت بھی ایک تکریم کا نوع تھا۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام عالم میں مکرم اور معظم ہیں۔

بطحائے مکہ

— حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ شریف کے باہر بطحائے مکہ میں سے لائے۔

وہاں حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام منتظر تھے اور ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مقرب صف بستہ موجود تھے آپ کو دیکھتے ہی تعظیم وتکریم کی اور صلوٰۃ وسلام کے تحفے پیش کئے آپ نے بھی ان کے حالات کے مناسب ان پر کرم فرمایا۔ اس کے بعد فرشتوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رضائے الٰہی اور کرامت غیر متناہی کی خوشخبری سنائی (معارج ج ۲ ص ۱۲۵)

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے۔

marfat.com

براق کے اوصاف

آپ کے سامنے ایک سفید جانور لایا گیا جس کا نام براق ہے جو بجلی کی مانند تیز رفتار اور چمک دار ہے فرشتوں کی طرح تذکیر اور تانیث سے پاک ہے جس کا سینہ مثل یاقوت سرخ کے اور پیٹھ مثل چمکدار سفید موتی کے اور ٹانگیں مثل زمرد سبز کے اور دم اس کی مرجان خالص کی طرح ہے اس کے ماتھے پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ اس براق کی خوبی ہے کہ پہاڑ پر چلتے وقت پاؤں لمبے ہو جاتے ہیں اور اترتے وقت ہاتھ لمبے ہو جاتے ہیں تاکہ سوار کو ہر طرح آسانی ہو جائے۔ سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۰۸

حدیث شریف میں ہے وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ دُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ (مسلم شریف ج ۱ ص ۹۱) اور وہ جانور سفید رنگ کا ہے گدھے سے قدرے بلند ہے اور خچر سے قدرے چھوٹا ہے (یعنی درمیانہ قد رکھتا ہے، نہ بہت پست قامت ہے اور نہ بہت لمبا قد آور ہے۔) جہاں اس کی نظر کی انتہا ہے وہاں اس کا قدم پڑتا ہے۔ بیان میر بھی فرماتے ہیں ؎

آیا براق برق سے رم لے برق بھی جس کے قدم
ہستی سے تا ملک عدم

اس کی روش کی ایک دم تھا زم رو چوں موج یم
گرمی میں بجلی اس سے کم

تھی شان رب ذوالکرم اس کی روش اس کا چلن
توسن میں یہ قدرت کہاں

صرصر میں یہ سرعت کہاں آہوں میں یہ جودت کہاں
شہباز میں رفعت کہاں

marfat.com

جن میں یہ طاقت کہاں، یہ برق میں صولت کہاں
گھوڑوں کی یہ صورت کہاں پریوں کا منہ ریشم سا تن
لے شاہ کو مرکب یوں اُڑا
دل لے کے جیسے دلربا
اور جوہری جوہر اٹھا! پا کر مہوش کیمیا!
لے کر خضر آب بقا،
گوہر کو لے کر شب چرا لے کر اڑے بادِ صبا
بوئے عبیر و یاسمن،
آقا چلا مولےٰ چلا عالی سوئے اعلیٰ چلا!
ماہِ جہاں آرا چلا
وہ عرش کا تارا چلا اللہ کا پیارا چلا!
پیاری ادا والا چلا
نوری سوتے بالا چلا حوریں تکیں جس کی پھبن

ایک روایت میں ہے کہ براق کے دائیں اسّی ہزار فرشتے اور براق کے بائیں اسّی ہزار فرشتے استادہ تھے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں نورانی شمع تھی حتیٰ کہ انکی چمک سے بطحا کا دالان روشن تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے گئے آپ کی ذات بابرکات کے نور کے پرتو سے وہ روشنی نمودار ہوئی کہ ان تمام شمعوں پر غالب آئی بلکہ اگر ہزار ہا سورج اور چاند ہوتے تو آپکے نور کے سامنے ماند پڑ جاتے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اے جبرئیل! ہم نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو نور کو ستر ہزار حجاب میں پوشیدہ کیا ہوا ہے۔ اسوقت صرف ایک حجاب اٹھا لیا جو کہ ان تمام شمعوں پر غالب آیا جو عرش بریں سے روشن کر کے لائے تھے (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۲۷) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلی نے کس ترکیب حسن سے اس کی نقشہ کشی فرمائی ہے۔

marfat.com

اتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا !،
کہ چاند و سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے
وہی تو اب تک جھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے
بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولھا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

اُمت کی یاد

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ وسلم براق حاضر ہے۔ آپ اس پر سوار ہو کر تشریف فرما ہوں کیونکہ ملاء اعلیٰ اور مقربان عالم بالا آپکے قدوم فیض لزوم کی انتظار میں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوار ہونے میں توقف فرمایا اور سر مبارک نیچا کر لیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خطاب ہوا۔ کہ اے جبرئیل! میرے دوست سے اس توقف کا سبب دریافت کیجئے۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس توقف کا کیا سبب ہے۔ تب آپنے فرمایا کہ میں آج کی رات نوازشات الٰہی سے سرفراز ہوا ملائکہ مقربین میرے اعزاز و اکرام کو جمع ہوئے اور براق برق رفتار میری سواری کے لئے ہمراہ لائے۔ اب یہ سوچ رہا ہوں کل قیامت کے دن جب میری اُمت کے لوگ اپنی قبروں سے باہر آئیں گے اور (پل صراط) کی پچاس ہزار سال کی مسافت سواری کے بغیر پیدل کس طرح طے کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ آپ کی اُمت سے جس شخص کو میں اپنی عنایت سے مخصوص کر دوں گا۔ اس کو براق پر سوار کر کے پل (صراط) پر سلامتی سے گذار کر بہشت میں پہنچا دوں گا۔ (ریاض الازہار ص ۲۰۹)

جیسا کہ قرآن مجید میں آیا۔

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (پ ۱۶ ع ۹)

قیامت کا وہ دن ہے جس دن پرہیزگاروں کو براق پر سوار کر کے اپنے پاس لائیں گے۔ جلالین شریف صفحہ ۲۶۰ پر ہے۔

marfat.com

وَفْدٌ جَمْعُ وَافِدِایْ اَیْ رَاکِبٌ

یعنی وفد وافد کی جمع ہے اور اسکا معنی راکب کے ہیں ۔ یعنی سوار ہونے کے ۔

براق کی درخواست

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ براق پر سوار ہوں ۔ تب براق کودنے لگا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اے براق تو کیوں کودتا ہے ۔ حالانکہ تجھ پر ایسا شخص سوار ہونے لگا ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کائنات سے زیادہ مرتبہ والا ہے ۔ براق نے کہا آپنے درست کہا مگر میں حاجت مند ہوں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تیری کیا حاجت ہے ۔ براق نے عرض کیا قیامت کے دن بے شمار براق برق آسا، عالم آراء، فلک پیما، آپکے سامنے حاضر ہوں گے میں چاہتا ہوں کہ اس دن بھی آپ مجھے سواری کا شرف بخشیں ۔ جیسے آج کی رات شرف عنایت فرمایا ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براق کی درخواست کو قبول فرمایا اور سوار ہوئے (معارج النبوۃ ج ۲ ص)

کہتے ہیں کہ براق اس جسارت کے بعد شرمندہ ہو کر لرزہ باندام ہو گیا ۔ اور اسے پسینہ آگیا ۔ اور اپنے کو اسقدر زمین کے نزدیک کر لیا کہ آپ آسانی سے براق پر سوار ہو گئے مولانا بلگرامی فرماتے ہیں

بگیرم دامن عشق سید لولاک در محشر
کہ محشر در نتابد تاب حسن نیم تابش را

شبے در خانۂ زیں آں امام انبیاء آمد
قضا گیر د عنانش راقدر گیرد رکابش را

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لگام تھامی اور میکائیل علیہ السلام نے رکاب پکڑی اور اسرافیل علیہ السلام نے زین پوش اٹھایا ۔ کہتے ہیں کہ سفید گلاب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بغل سے پیدا ہوا اور زرد گلاب براق کے پسینہ سے پیدا ہوا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کے لئے بلایا گیا میرے بعد زمین رونے لگی ۔ تو اس کے رونے سے زرد گلاب پیدا ہوا اور جب میں واپس ہوا اور میرا پسینہ

marfat.com

زمین پر گرا تو اس سے سرخ گلاب پیدا ہوا خبردار ! جو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہے تو وہ سرخ گلاب کو سونگھے (روح البیان ج ۲ ص ۳۹۲) (ف) اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ کہ اس سے پہلے گلاب ہی نہ تھا بلکہ گلاب تھا مگر ان وجوہ مذکورہ سے بھی گلاب پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ حضرت حوا کے آنسو سے تو لوٗ پیدا ہوئے حالانکہ لولوٗ پہلے بھی موجود تھے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام بہشت سے کافور لائے وہ زمین پر ڈالا تو نمک ہو گیا اسکا یہ مطلب نہیں۔ کہ نمک پہلے موجود نہ تھا۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ کہ گنہگاروں کا ایک گروہ بندر ہو گیا اس سے لازم نہیں آتا کہ پہلے بندر موجود نہ تھے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو لاٹھی دی وہ اس صحابی کے ہاتھ میں تلوار بن گئی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تلوار کا وجود اس سے پہلے نہ تھا بلکہ مقاصد حسنہ میں امام سخاوی لکھتے ہیں کہ یہ کمالات نبوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور معجزہ عطا فرمائے۔

قدوسی جلوس

کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو لاکھوں سال کی عبادت کے صلہ میں براق کی زین دری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک لگام پکڑنے کی شرافت ملی اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زین پوش اٹھانے کا انعام عطا ہوا۔ جب آپ کی سواری روانہ ہوئی بطحا کا میدان آپکے نور سے روشن ہو گیا اور بہشت سے خوشبو دار ہوا چلی صلوۃ و سلام کی صدا گونجی ہر طرف سے مرحبا کے نعرے لگے۔ بہشتی حوروں نے اس انداز کے ترانے گائے۔

دونوں عالم ہیں نور علےٰ نور کیوں
کیسی رونق فزا آج کی رات ہے
یہ مسرت ہے کس کی ملاقات کی
عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے

marfat.com

طور چوٹی کو اپنی جھکانے لگا
چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا
عرش سے فرش تک جگ مگانے لگا
رشک صبح وصفا آج کی رات ہے

چار پکاریں

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اگر کوئی راستہ میں آواز سنائی دے تو آپ اس کی طرف توجہ نہ فرماویں حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو داہنی طرف سے پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مگر میں نے اس کی آواز کی طرف توجہ تک نہ کی اس کے بعد بائیں طرف سے اسی طرح ایک آواز آئی مگر میں نے اصلاً اسکی طرف التفات نہ کی اس کے بعد سامنے سے ایک عورت نے سنگار کئے ہوئے پکار کر کہنے لگی آپ ٹھہریئے میں نے آپ سے کچھ دریافت کرنا ہے۔ مگر میں نے اسکی طرف کوئی خیال نہ کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہودیت کا داعی تھا اگر آپ اسکی طرف توجہ فرماتے تو آپ کی اُمت یہودی ہو جاتی اور دوسرا پکارنے والا نصرانیت کا داعی تھا۔ اگر آپ التفات فرماتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی اور آگے پکارنے والی دنیا تھی۔ اگر آپ اس کی طرف خیال مبذول فرماتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دے دیتی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پیچھے سے بھی اس طرح آواز سُنی گئی مگر آپ نے اسکی پرواہ تک کی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ شرک اور آتش پرستی کا داعی تھا۔ اگر آپ اس سے بات کرتے تو آپ کی اُمت مشرک اور آتش پرست ہو جاتی۔ کہتے ہیں کہ ان چار پکاروں میں یہ حکمت پوشیدہ تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل مبارک میں خیال گزرتا تھا کہ میرے بعد میری امت کا کیا حال ہوگا اس لئے ان چار پکاروں کے نتائج کے بعد گویا آپ کو تسکین دی کہ حق تعالیٰ اپنے کرم سے آپ کی امت کو دین اسلام پر ثابت قدم رکھے گا۔ اس طرح نہ ہوگا

marfat.com

جس طرح پہلی امتوں کا حال کہ ایک بھی ان سے اپنے مذہب کا صحیح پیروکار نہیں رہ گیا (ریاض الازہار صہ ۲۱۰)

مدینہ منورہ

آپ کا ایک زمین پر گذر ہوا جس میں کھجور کے درخت بکثرت تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ یہاں اتر کر دوگانہ نفل نماز ادا فرمایئے۔ چنانچہ آپ نے وہاں اتر کر دو رکعت نفل نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ جہاں آپ نے نماز پڑھی ہے یہ آپ کی ہجرت گاہ مدینہ منورہ ہے (زرقانی شرح مواہب ج ۶ صہ ۲۹) چونکہ کعبہ شریف کا دروازہ مشرق کی طرف ہے اس طرح شمالی سمت کعبہ کے بائیں طرف ہوتی ہے۔ اور مدینہ منورہ کا وقوع بھی شمال میں ہے۔ بنا برایں اس راز کی حقیقت سمجھنے کیلئے حدائق بخشش کی رباعی پیش کی جاتی ہے۔ ؎

کعبہ سے اگر تربت شاہ افضل ہے
کیوں بائیں طرف اس کے لئے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان کیا
سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقد دل ہے

طورِ سینا

پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ یہاں اُتر کر دو رکعت نماز نفل ادا فرمائیں حضور علیہ السلام نے وہاں اتر کر دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ طور سینا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کا شرف بخشا تھا (مواہب لدنیہ ج ۲ صہ ۱۴) ؎

کلیم بر جبل طور اعتبار گرفت
مسیح بر فلک چہارم قرار گرفت
غلام ہمت آنم کہ فوق کون و مکان
براق عزم دوانید دست یار گرفت

marfat.com

بیت اللحم

پھر ایک پہاڑ پر گذر ہوا جس کا رنگ سفید اور چمکیلا تھا۔ اس جگہ فرشتوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ یہاں اتر کر نماز ادا کیجئے حضور علیہ السلام وہاں اترے اور دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوتے تھے اور اس جگہ کا نام بیت اللحم ہے (در منثور ج ۲ ص ۱۲۷) اللہ تعالیٰ نے ایک قبلہ آسمان پر بنایا جس کا نام بیت المعمور ہے۔ اور تین قبلے زمین پر بنائے ایک قبلہ کا نام بیت اللہ ہے۔ جو مکہ معظمہ میں ہے۔ اور دوسرے قبلہ کا نام بیت المقدس ہے۔ جو ایلیاء میں ہے۔ تیسرے قبلہ کا نام بیت اللحم ہے جو یروشلم کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ لَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَ مَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ‘‘ ’’ ’’ (پ ۲ ع ۲) القرآن	اے نبی کریم! اگر آپ اہل کتاب کو وہ تمام معجزات دکھائیں جو آپکے کعبہ کیطرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے لئے رہنمائی کریں پھر بھی یہود اور نصاریٰ تیرے قبلہ کیطرف منہ کر کے عبادت نہیں کرینگے اور نہ تو ہی ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والا ہے اور اہل کتاب کا آپس میں اختلاف بھی ہے کہ انکا بعض ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف اتباع نہیں کرتا۔

اس لئے کہ نصاریٰ کا قبلہ مشرق میں واقع ہوتا ہے اور اس کے مغرب میں یہود کا قبلہ ہے یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف منہ کر کے عبادت نہیں کرتے۔

marfat.com

بخت دولت عافیت

اس کے بعد تین شخص سامنے ظاہر ہوئے ان میں سے ایک بوڑھا، اور ایک ادھیڑ عمر کا اور ایک نوجوان تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جوان کی طرف نگاہ کی اور بوڑھے اور ادھیڑ عمر والے کو نہ دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بہت اچھا کیا ہے۔ کہ آپ نے عافیت کو پسند فرمایا۔ کیونکہ بوڑھا بخت اور ادھیڑ دولت اور جوان عافیت ہے، بخت اور دولت ہر دو ناپائیدار ہیں۔ اور عافیت ہر دو جہاں کی نعمت کا سبب ہے۔ اس لئے آپ کو مبارک ہو کہ آپ کی امت عافیت سے بہرہ ور ہو جائے گی (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۲۹) گویا نووارد مہمان کی میزبانی کے لئے یہ ایک قسم کی خوش آمدید تھی جس کو عربی میں اَهْلًا وَّسَهْلًا وَّمَرْحَبًا کہتے ہیں جو عافیت پر نظر فرمانے سے رُنما ہوئی۔ جس کے بعد آپ کو اور آپ کی امت کو دین و دنیا کی بہتری کی خوشخبری سنائی گئی۔

حریص آدمی

ایک شخص پر گذر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھ بنا رکھا ہے۔ اور اس کو سر پر اٹھانا چاہتا ہے مگر نہیں اٹھا سکتا۔ تو اس میں دوسری لکڑیاں جمع کر دیتا ہے پھر جب گٹھ کو نہیں اٹھا سکتا تو اسمیں اور لکڑیاں فراہم کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ کیسا شخص ہے۔ جب لکڑیوں کا گٹھ بھاری ہے تو اسمیں لکڑیاں کم کرے تاکہ سر پر اٹھا سکے۔ مگر یہ شخص گٹھ کو اور وزنی بناتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ آپ کی امت سے ایسا شخص ہے کہ بہت لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ ہیں جب ان کے ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو زیادہ حقوق اپنے ذمہ میں جمع کرتا ہے اور حرص کرتا ہے۔ لوگوں کے حقوق اور انکی امانتیں ایک قسم کا وزنی بوجھ ہے جس کو انسان نہ اٹھا سکے تو اسکے اندر زیادتی نہ کرے۔ (تفسیر ابن جریر ج ۶ ص ۱۵)

marfat.com

بات پر نادم

ایک چھوٹے پتھر پر گذر ہوا جسمیں سے ایک بیل پیدا ہوتا ہے اور وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے۔ لیکن نہیں جا سکتا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ اس شخص کا حال ہے۔ جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے اور شرمندہ ہو جائے مگر اس کے واپس کرنے پر قادر نہیں ہے۔ (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۱۵)

ریا کار

ایک شخص کو دیکھا جو کنوئیں میں ڈول لٹکاتا ہے جب ہی باہر نکالتا ہے اسے پانی سے خالی پاتا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ریاکار ہے۔ جو شخص دکھلاوے کی عبادت کرتا ہے وہ محنت بھی کرتا ہے۔ مگر قیامت کے دن اس کا ثواب نہ پائے گا۔ (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۲۹)

بہشت کو تمنا

ایک جگہ پاکیزہ اور ٹھنڈی ہوا چلی مرجان بکثرت ہو گئے
اب اس وعدہ کو پورا کر جو مجھ سے کیا ہے۔
جس میں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی اور ایک آواز سنی تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی خوشبو ہے۔ اور اسکی آواز ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اے میرے رب! میرے بالاخانہ، استبرق، حریر، سندس اور عبقری بہت ہو گئے۔ چاندی سونے کے گلاس اور برتن اور کوزے زیادہ ہو گئے۔ شہد، پانی، دودھ اور شراباً طہورا بہت کافی ہو گئے ہیں موتی، مونگے اور وہ لوگ بھیج جو ان چیزوں کو استعمال کریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے نیک لوگوں کو مقرر کیا ہے۔ اور وہ ایسے لوگ ہیں جو مرد یا عورت ایمان اور اسلام لائے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور جو میرا خوف دل میں رکھے میں اسے امن دوں گا۔ اور جو کوئی مجھ سے مانگے گا میں اسکو دوں گا۔ اور جو مجھے قرض دے گا۔ میں اسکو اسکا نیک صلہ دوں گا اور جو مجھ پر توکل کرے گا۔ میں اسکی کفایت کروں گا۔ اور میں ایک ہی عبادت کے لائق ہوں میرے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بے شک ایماندارں کو فلاح ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بہت ہی برکت والا ہے۔ بہشت نے کہا کہ

marfat.com

میں رضامند ہوگئی (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸)

دوزخ کی آرزو

ایک وادی پر گذر ہوا جہاں ایک وحشت ناک آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہ وہ کہتی ہے۔ اے رب! جو مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ مجھ کو عطا فرما کیونکہ میری زنجیریں، طوق، شعلے، گرم پانی، پیپ اور عذاب کثرت سے ہوگئے ہیں۔ میری گہرائی بہت وسیع ہوگئی ہے میری گرمی بہت سخت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے ہر شرک کرنے والا مرد اور ہر شرک کرنے والی عورت اور کفر کرنے والا مرد اور کفر کرنے والی عورت اور تکبر وعناد کرنے والے لوگ اور قیامت کا انکار کرنے والے تجویز کئے ہیں۔ دوزخ نے کہا میں راضی ہوگئی (درمنثور ج ۴ ص ۱۴۳)

پتھر گرنے کی آواز

ایک وادی میں وحشت ناک آواز سننے میں آئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے جبرئیل! یہ کیا آواز ہے جس سے انسان گھبرا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ ایک پتھر جو عرصہ ایک ہزار سال ہوتے دوزخ میں ڈالا گیا تھا آج وہ پتھر دوزخ کی تہ میں پہنچا ہے۔ اس کے گرنے کی آواز تھی جو سنی گئی۔ (اخبار القرآن ص ۲۵۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس میرا گذر ہوا جہاں حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اگر کوئی دریافت کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے کس طرح دیکھا ہے؟ حالانکہ عالم برزخ میں عبادت کے وہ مکلف نہ رہے۔ تو مسند ابو یعلیٰ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ

marfat.com

سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ ط

کہ تمام انبیاء سلام ہوان پر اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔

حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ثابت بنانی نے حضرت حمید سے پوچھا کیا آپ نے سنا ہے کہ نبیوں کے سوا کوئی دوسرا شخص اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہے تو حضرت حمید نے فرمایا صرف نبیوں کا خاصہ ہے کہ وہ اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں علامہ عبدالوہاب شعرانی تحریر فرماتے ہیں۔

وقد صحت الاحادیث انه صلی اللّٰه علیه وسلم حی فی قبره یصلی باذان واقامة کما اخبر بذالك فی حق موسیٰ وغیره من الانبیاء علیهم السلام لیلة المعراج (منح المنة صـ ۹۲)	یہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں زندگی کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ اور آپ آذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبیوں کی (سلام ہوان پر) خبر دی ہے کہ آپ نے ان کو معراج کی رات نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

براق کا باندھنا

بیت المقدس کے پاس آسمان کے بے شمار فرشتوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کیا۔ اور عزت واحترام کے ساتھ صلوٰۃ پڑھے (معارج النبوۃ ج ۳ صـ ۱۲۹) وہاں ایک پتھر تھا جس کے ساتھ پہلے نبی (سلام ہوان پر) اپنے براقوں کو باندھا کرتے تھے۔

marfat.com

لیکن اس وقت کافی عرصہ گذرنے کے باعث اس پتھر کا سوراخ بند ہو گیا تھا۔ جس میں رسی ڈال کر براق کو باندھ دیا جاتا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انگلی سے اشارہ فرمایا وہ سوراخ ظاہر ہو گیا۔ ریشم کی ڈوری سے براق کو وہاں باندھ دیا گیا۔ (زرقانی ج ۶ ص ۵۳) (ف۱) اس بارہ میں ترمذی شریف کی دو روایتوں میں تعارض نظر آتا ہے۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں جب براق کو اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیا تھا اس کو باندھنے کی کیا ضرورت ہے؟ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۴۳)

دوسری جگہ یوں لکھا ہے۔ کہ حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اشارہ سے پتھر کا سوراخ ظاہر ہوا جہاں براق کو اس سے باندھا گیا۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۴۱) تو ان دونوں روایتوں میں تطبیق کی یوں صورت ہوگی کہ مثبت حدیث کو نافی پر مقدم مانا جائے گا۔ ویسے بھی حضرت بریدہ کی حدیث مرفوع ہے۔ جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے اور حضرت حذیفہ کی روایت ہے۔ حدیث نہیں ہے۔ تو ان دونوں اقوال میں تعارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس میں تطبیق کی ضرورت ہو۔ اس لئے کہ اصول حدیث کے قاعدہ کے لحاظ سے تعارض کے لئے درجہ میں مساوات ضروری ہے۔

حوروں کا استقبال

تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حور عین دکھلائے آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ ان حوروں کے پاس جائیے کہ استقبال کے لئے حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا تم کس لئے ہو انہوں نے کہا۔ ہم نیک ہیں اور خوبصورت ہیں۔ ایسے نیک مردوں کی بیبیاں ہیں جو پاک ہیں اور صاف ہیں۔ اور میلے نہیں ہوں گے۔ اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اور کبھی نہ مرینگے (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۱۱) حُورٌ عِینٌ کا معنی یاد رہے کہ حُورٌ عِینٌ

marfat.com

لغت عربی میں اس خوبصورت حور کو کہتے ہیں، جو اپنے حسن وجمال کے کمال کے باعث دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے اور اپنی خوبصورتی پر اس کو ناز ہو۔

فرشتوں کا استقبال

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں بیت المقدس میں پہنچا تو میں نے فرشتوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ میرے استقبال کو آتے ہیں۔ اور مجھے رب العزت کی طرف نہایت اعزاز واحترام کی بشارت سناتی اور مجھے یوں سلام کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ یَا آخِرُ یَا حَاشِرُ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا ان ناموں کے ساتھ سلام میں کیوں مخصوص کیا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں اور آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ اور قیامت کے دن مخلوقات کا حشر آپ کے قدموں کے نیچے ہو گا۔ (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۲۹) قصیدہ مراجیہ پہ قربان جائیں کیا شستہ لب ولہجہ ہے

تجلی حق کا سہرا سر پہ صلوٰۃ وتسلیم کی نچھاور\
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کیواسطے تھے\
جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن\
مگر کریں کیا نصیب میں یہ تو نامرادی کے دن لکھے تھے۔

مسجد اقصیٰ میں نماز

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اور جبرئیل علیہ السلام دونوں مسجد میں داخل ہوئے تو انبیاء علیہم السلام کو میں نے پہچانا۔ کوئی صاحب قیام میں ہے کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں ہے۔ پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی گئی۔ اس وقت ہم صفیں درست کر کے اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہیں، سو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے ان سب کو نماز پڑھائی

بیان میرٹھی نے کہا ہے

marfat.com

شاہنشہ امی لقب، مہ پارہ مکی قصب وہ سیدِ عالی نسب، وہ سرورِ والا حسب،
اشہب سے اترا بے تعب، زینت گہ اقصیٰ میں جب
پیغمبران منتخب، بہر نماز مستحب
استادہ تھے باصد ادب، نورِ تجلی کے سبب،
روشن ہوئے روم و حلب، انجم کو ہے ابتک عجب،
وہ روز روشن تھا کہ شب، تھی عرش پر بزم طرب
تھا جلوہ گر حسن طلب، بے پردہ تھے انوار سب
تھا کشف نورِ محتجب، تحت شعاع بہر رب
تھا گردہ ماہ عرب، کیوں چھپ نہ جاتا بے گہن

تفسیر قرطبی میں ہے کہ تمام نبیوں نے "سلام ہوان پر" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امام بنانا چاہا کہ ہمارے اندر بھی اسکی اقتداء کرنے میں خوبی کا اثر ہو جائے اور محبوبیت کی خوشبو حاصل ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی میں ایک خاص تعلق ہوتا ہے جس کی بنا پر امام کی نماز مقتدی کی نماز کو مشتمل ہوتی ہے، حتی کہ امام کی خوبیاں مقتدی میں سرایت کرتی ہیں

نماز اقصیٰ میں یہی تھا سر، عیاں ہو معنی اوّل و آخر، کہ
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے،

اس مقام پر مسلمانوں کو جس بات کا عقیدہ رکھنا لازمی ہے وہ یہ ہے کہ یہ مقدس اجتماع نبیوں کا "سلام ہوان پر" محض روحانی نہ تھا۔ بلکہ جسمانی تھا اور سب کے سب مجسم اور اپنی شکل و شباہت میں تھے جو ان کو دنیا میں عطا ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص روحانی وجود کے ساتھ نماز پڑھے اور اصلی وجود اسکا اسمیں شامل نہ ہو تو شرعاً نماز نہیں ہوتی۔ چنانچہ ملا علی قاری اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۳۲۰ میں فرماتے ہیں

فَاِنَّ حَقِیْقَۃَ الصَّلٰوۃِ وَھِیَ الْاِتْیَانُ بِالْاَفْعَالِ الْمُخْتَلِفَۃِ

marfat.com

اِنَّمَا لِاَجْسَامٍ لَا لِلْاَرْوَاحِ ، اس لئے نماز افعال مختلفہ قیام، رکوع، سجود، قعدہ کی ادائیگی کا نام ہے اور یہ اجسام سے ہو سکتی ہے ارواح مجردہ نماز کے ارکان ادا نہیں کر سکتے

(الف) حیات انبیاء کا بیان -

قال البیہقی ان الانبیاءُ بعد ما قبضوا ردت الیہم ارواحہم فہم احیاء عند ربہم کالشہداء " (زرقانی شرح مواہب لدنیہ)	امام بیہقی نے فرمایا کہ تمام نبی اسلام ہوان پر زندہ ہیں حتی کہ جب انکی روحیں وفات کیوقت نکالی جاتی ہیں تو پھر وہ روحیں ان سب کے جسموں میں واپس لوٹا دی گئی ہیں، پس سب نبی خدا کے نزدیک زندہ ہیں جیسے کہ شہید زندہ ہیں۔

(ج ۵ ص ۳۸۲)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے !
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی وفات
مثل سابق وہی جسمانی ہے،
روح تو سب کی ہے زندہ، ان کا
جسم پُر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

marfat.com

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
رُوح ہے پاک ہے نورانی ہے

(ت) علامہ اقبالؒ کا مکتوب گرامی مطالعہ فرمائیے جو انہوں نے خان نیاز الدین احمد کو بمورخہ ۱۴ ر جنوری ۱۹۲۱ء کو تحریر فرمایا۔ میرا عقیدہ ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی اس طرح مستفید ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرام ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہو گا۔ اس لئے خاموش رہتا ہوں۔"

(ب) دو موتوں کا بیان:- یاد رکھئے! انسان پر دو موتیں وارد ہوتی ہیں۔ ۱۔ ایک وہ موت جو دنیوی حیات کے اختتام پر ہوتی ہے۔ اور متعارف ہے۔ ۲۔ دوسری وہ موت ہے۔ جو قبر میں جسم کو زندگی ملنے اور سوال وجواب کے سلسلے کے بعد واقع ہوتی ہے۔ کفار مکہ اس دوسری موت کا انکار کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ اِنْ هِىَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ	تحقیق کفار کا گروہ کہتے ہیں ہمارا انجام کار صرف پہلی موت ہے۔ جو دنیا میں آتی ہے اس موت کے بعد ہم زندہ ہونے والے نہیں (اور جب دوسری زندگی نہیں تو دوسری موت بھی نہیں)

(پ ۲۵ ع ۱۵)"

اس کے بعد یہ سمجھ لینا چاہئے کہ نبی ہوں یا ولی یا شہیدان کے لئے دوسری حیات دائمی اور ابدی ہو جاتی ہے وہ اس طرح قوی حیات ہوتی ہے کہ دنیوی حیات سے بہت بالا تر ہوتی ہے وہ اس دنیا میں زندہ ہیں مگر ہم اس بات

marfat.com

کا شعور نہیں کر سکتے (بخاری ج ۱ صفحہ ۱۶۶) پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے۔ کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے یوں کہا۔ لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ اَمَّا الْمَوْتَ الَّتِیْ کُتِبَ اللّٰہُ عَلَیْکَ فَقَدْ مُتَّھَا ، اے اللہ تعالیٰ کے نبی ! آپ پر اللہ تعالیٰ دو موتیں جمع نہ کرے گا۔ مگر وہ موت جو اللہ تعالیٰ نے لکھی تھی وہ وہ ہو گذری ۔۔ اس لئے امام منصور بغدادی نے کہا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات کے زندہ ہیں۔ اور آپ امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور ان میں سے گنہ گاروں کے گناہ سے مغموم ہوتے ہیں۔ اور آپ کی امت سے جو شخص بھی درود شریف پڑھتا ہے۔ وہ آپ تک پہنچ جاتا ہے۔[۱]

(ج) کمالات نبویہ کا بیان:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر شریف میں نماز پڑھتے ہوتے دیکھا جب آپ بیت المقدس میں پہنچے تو وہاں بھی ان کو موجود پایا۔ پھر چھٹے آسمان پر بھی موجود تھے اسی طرح آدم علیہ السلام کو بیت المقدس میں دیکھا پھر پہلے آسمان پر پہنچے تو وہاں موجود تھے تو اس میں کمالات نبوت کا اظہار ہے۔ کہ نبی کو یہ طاقت حاصل ہے ایک آن میں جہاں چاہیں موجود ہو سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براق پر وہاں جانے سے بھی خدا کے نبی (سلام ہو ان پر) پہلے پہنچ جاتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبوت کی طاقت براق کی پرواز سے بھی بہت بالاتر ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجاب کبریا کے پاس ایک قدم سے اتنا فاصلہ طے فرمایا جتنا کہ زمین سے حجاب کبریا تک ہے۔ اس لئے علماء کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کے لئے براق کی حاجت نہ تھی لیکن اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَعْتَرُمِنَ الْمَاشِیْ ۔ سوار پیادہ سے زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ بنا بریں آپ براق پر سوار ہو کر معراج کو گئے۔

(د) براق ٹھہرنے کے وجوہ ۔ براق نے تمام سفر طے نہ کیا اور

[۱] آپ درود شریف کو دور سے سنتے بھی ہیں۔ (جلاء الافہام ۔ دلائل الخیرات)

راستہ پر رک کر ٹھہر گیا۔ اس بارہ میں چند وجوہ ہیں ۱ براق پر سوار ہونے سے آپ کی نورانی قوت پر شبہ وارد ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے آپ حجاب کبریا سے آگے براق کے سوا گئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو معراج میں براق کی احتیاج نہ تھی بلکہ براق اس شرف پانے میں آپ کی ذات سے حاجتمند تھا۔ ۲ کریم لوگوں کی عادت ہے کہ جب اپنے پیشوا کے آستانہ پر جاتے ہیں تو اس درگاہ سے کچھ فاصلہ پر اتر جاتے ہیں جس سے درگاہ معلی کا احترام مقصود ہوتا ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس لامکاں درگاہ کے قریب میں براق سے اتر گئے اور بلا واسطہ بغیر کسی سواری کے مقام اوحیٰ کا شرف پایا ۳ : علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسقدر اعلیٰ مقام اور بلند درجہ پر گئے کہ نہ وہاں کوئی مقرب فرشتہ جا سکتا ہے نہ کسی کو پرواز کی مجال ہے۔ اس لئے براق ٹھہر گیا۔ کہ اس سے آگے جانیکی اس کو طاقت ہی نہ رہی۔

(ھ) اجساد مثالیہ کی تحقیق۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب نماز پڑھائی تمام نبیوں نے "وسلام ھوان پر" اقتداء فرمائی تو اس آن میں وہ سب کے سب نبی "وسلام ھوان پر" اپنی قبروں میں بھی موجود تھے۔ پھر جب سب نبیوں کو "سلام ھوان پر" حسب مراتب آسمانوں پر دیکھا تو وہ سب کے سب اس وقت اپنی قبروں میں بھی تھے۔ بلکہ بیت المقدس میں بھی آپ کے واپس آنے تک موجود رہے۔ اس کو شریعت میں اجساد مثالیہ کہتے ہیں۔ ان اجساد میں تغائر اور تباین نہیں ہوتا اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید بے مثل کلام ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اعلان ہے

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (پ۱ ع ۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کو قرآن کے اعجاز میں شک ہے تو وہ قرآن کی ایک سورت جیسی سورت بنا کر پیش کرے۔ اب اگر بالفرض

marfat.com

سامنے کوئی شخص کہدے کہ میں اس کی مثل پیش کر سکتا ہوں۔ پھر آپ نے سورت کوثر پڑھی اور کہا اس کی مثل کیسے ہو سکتی ہے تب اس نے آپ کے سامنے وہی سورت کوثر پڑھ کر یہ دعویٰ کر دیا۔ کہ میں نے جو کچھ تلاوت کی ہے وہ آپ کی تلاوت کے بعد ہے اگر آپ کہیں کہ یہ بعینہٖ وہی ہے تو ایک شیٔ کا اپنی ذات سے تاخیر لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ لہذا آپ کو ماننا پڑے گا۔ جو سورت میں نے تلاوت کی ہے۔ وہ آپ کی پڑھی ہوئی سورت کوثر کے مغائر ہے۔ القصہ جس طرح یہ معارضہ سراسر دھوکہ ہے غلط بیانی اور ناقابل قبول بات ہے بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف کی سورت بے شمار تلاوتوں میں ظاہر ہونے سے ایک دوسرے کے مبائن نہیں ہو سکتی اس طرح نبی ہو یا ولی ہو یا شہید یا بیت المقدس یا بیت اللہ ہو سب کے سب اپنے مثالی اجسام میں ظہور فرمانے سے کوئی ایک دوسرے کے مغائر نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ذات کے تمام اجساد مطہرہ کو آپس میں اتحاد بالذات ہوتا ہے کسی قسم کا تغائر ان میں نہیں ہوتا۔ "کامل ترین دیدار الٰہی"، حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

و لما کان الامر ھکذا علمنا ان رؤیۃ اللہ فی الصورۃ المحمدیۃ فھی اتم رؤیۃ نکون فما زلنا نحرض الناس علیھا مشافھۃ و فی کتابنا ھذا ، (فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۵۲۰)	جب واقعات اسطرح ہیں جیسے کہ گذر چکے ہیں تو ہم نے جان لیا کہ کامل ترین دیدار الٰہی یہ ہے کہ ہم خدا کی تجلی کو صورت محمدی میں رویت محمدی کے ساتھ دیکھیں اس لئے ہم نے لوگوں کو بالمشافہ اس کی رغبت دلائی اور اپنی اس کتاب میں اس کا اہتمام کیا۔

marfat.com

(ف) جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر خدا کی تجلی نظر آئی اسی طرح وہ تجلی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جلوہ گر ہوتی ہے اہل نظر کو اس تجلی کا دیکھنا دوسری قسموں سے کامل ترین نظر آتا ہے۔

خطبات رسل

نماز سے فارغ ہو کر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالےٰ کا شکر اور اس کی ثنا بجا لائے اور فرمایا خدا تعالیٰ کا احسان ہے جس نے مجھے مٹی سے پیدا فرمایا اور خلیفہ بنایا فرشتوں نے میرا سجدہ کیا، حوا کو مجھ سے پیدا کر کے میرا جفت بنایا۔ اور بہشت کی بے شمار نعمتوں سے ہم کو بہرہ ور فرمایا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تقریر فرمائی کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا مجھے صاحب ملت بنایا اور مجھ کو مقتدا، صاحب قنوت بنایا یہاں تک کہ میری اقتدا کیجاتی ہے، اور مجھ کو آتش نمرودی سے نجات دی اور اس کو میرے لئے سلامتی اور ٹھنڈک بنا دیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے کلام خاص کا شرف عطا فرمایا۔ اور مجھے برگزیدہ بنایا اور مجھ پر تورات نازل فرمائی، میرا دشمن فرعون ہلاک ہو گیا اور میری مدد گار بنی اسرائیل کی قوم کو نجات دی میری قوم کو ایسا گروہ بنایا جو حق کے مطابق ہدایت کرتے ہیں اور اس کے موافق عدل کرتے ہیں اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ اور پہاڑوں کو میرے لئے مسخر کر دیا جو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور پرندوں کو میرے ساتھ تسبیح خوانی کے لئے مسخر کر دیا اور مجھ کو علم و حکمت اور خوش الحانی عطا فرمائی، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب

marfat.com

کی حمد و ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں، جس نے ہوا کو میرے لئے مسخر کر دیا۔ اور جنات کو میرے تابع بنایا حتیٰ کہ جو چیزیں مثل عمارات عالی شان کے ان سے بنوانا چاہوں وہ بناتے ہیں۔ اور مجھ کو پرندوں کی زبان سمجھنے کی قدرت عطا کی، اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی ہے کہ میرے سوا کسی اور کو عطا نہ ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد و ثنا کے بعد یہ تقریر فرمائی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے اپنا مسیح بنایا۔ اور مجھ کو حکمت، تورات اور انجیل کا علم دیا اور مجھے وہ طاقت عطا فرمائی حتیٰ کہ مٹی کے پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں تو خدا تعالیٰ کے حکم سے اڑتا ہوا پرندہ بن جاتا ہے، اور زاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہوتا ہوں، اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، سب لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈر کی باتیں بتلانے والا بنایا ہے، اور مجھ پر قرآن شریف نازل کیا جس میں ہر شے کا بیان ہے۔ میری امت کو بہترین امت بنایا۔ میرے نام کے ذکر کو بلند کیا۔ مجھے سب سے اوّل اور سب سے آخر بنا دیا۔ (یعنی نور میں اوّل اور ظہور میں آخر بنایا۔) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تقریر کے بعد سب نبیوں نے اسلام ہو ان کو کہنے لگے کہ اب شک باقی نہیں رہا کہ آپ ہم سب نبیوں سے فضیلت لے گئے مرتبہ اور شان کے لحاظ سے بڑھ گئے۔ (زرقانی ج ۶ ص ۵۰)

ایک آیت کا نزول

بیت المقدس میں آپ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا	اے نبی! آپ ان رسولوں سے یہ دریافت کریں جن کو میں نے آپکے

اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ (پ ۲۵ ع ۱۰)	آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے سوا کبھی بتوں کی عبادت کا حکم دیا ہے۔

(یعنی کبھی یوں حکم نہیں دیا۔ اور آپ ان رسولوں سے پوچھ سکتے ہیں حتیٰ کہ یہ کام کسی ملت و مذہب میں جائز نہیں رہا۔) اس آیت سے توحید پر تمام نبیوں کی (سلام ہوان پر) گواہی مقصود تھی۔ معالم التنزیل میں ہے۔ کہ آپ نے رسولوں سے (سلام ہوان پر) یہ دریافت نہ کیا۔ صاحب عین المعانی کی روایت ہے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے کہا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ مسئلہ نبیوں سے پوچھا تھا۔ حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کا یقین بہت کامل ہے۔ اور آپ کا ایمان بہت محکم ہے یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کو اس بات پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی (بھلا حق الیقین والے کو علم الیقین کی کیا حاجت ہے۔ (تفسیر حسینی ج ۲ ص ۳۰۵)

جنت کے مشروبات

ثم خرجت فجاء نی جبریل باناء من خمر واناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبریل علیہ السلام اخترت الفطرۃ (مسلم ج ۱ ص ۹۳)	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب مسجد اقصیٰ سے باہر آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام دو برتن لائے ایک میں شراب طہور تھی اور ایک میں دودھ لبریز تھا پھر کہا انہیں سے جونسا آپ پسند فرمائیں نوش فرمایئے

تو میں نے دودھ کا برتن اختیار کیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت وہ دین اسلام ،، کو پسند فرمایا۔

marfat.com

امام ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اختلاف ہے۔ کہ جو برتن آپکے سامنے پیش کیے گئے تھے۔ بیت المقدس میں معراج شروع ہونے سے پہلے تھے۔ یا سدرۃ المنتہٰے کے پاس پہنچنے کے بعد تھے۔ پھر برتنوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں دو برتن مذکور ہیں ایک شراب طہور اور ایک دودھ خالص کا اور بعض روایات میں شہد سے بھرے ہوئے برتن کا بیان بھی ہے۔ اور بعض روایات میں پانی کے برتن کا اضافہ ہے۔ وہ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر کی روایت میں چار برتنوں کا ذکر ہے۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ دو دفعہ برتن پیش کیے گئے۔ ایک دفعہ بیت المقدس میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد اور ایک مرتبہ سدرۃ المنتہٰے کے پاس۔ جب کہ آپنے چار نہروں کا مشاہدہ فرمایا اور برتنوں کے عدد میں یہ تطبیق ہے۔ کہ بعض راویوں نے ان برتنوں کا ذکر کر دیا جو دوسرے نے ترک کر دیا۔ اور در اصل چار برتن تھے۔ اور ان چار برتنوں میں بہشت کی چار نہروں کے مشروبات تھے۔ ایک پانی دوسرا دودھ تیسرا شراب طہور اور چوتھا شہد خالص کا برتن تھا (فتح الباری)

پتھر ہوا میں

جب آپ نے براق پر سوار ہونے کا ارادہ فرمایا تو آپ کا قدم اس صخرہ شریف (پتھر) پر پڑا جو بہشت کے پتھروں سے ایک پتھر ہے۔ اور وہ پتھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات میں سے ہے اس لئے کہ وہ پتھر اسوقت تک مسجد اقصیٰ کے صحن میں زمین اور آسمان کے درمیان لٹکا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہوا میں بغیر ستون کے محفوظ رکھا ہے۔ جس طرح آسمان ستون کے سوا موجود ہے۔ اور اس پتھر کے جنوبی حصہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کا نقش ہے۔ جو براق پر سوار ہوتے وقت ظاہر ہوا تھا۔ اب وہ پتھر بوجہ ادب نقش پا شریف کے اس طرف جھکا ہوا ہے۔

(شرح شفا شریف ج ۱ صـ۳۹)

marfat.com

کہتے ہیں کہ جہاں دنیا میں جہاں ہی پانی میٹھا ہے اس پانی کا مخزن اور منبع اس صخرہ شریف کے نیچے ہے۔ اور بنی امیہ کی سلطنت کے دوران اس صخرہ شریف پر گنبد بنا دیا گیا ہے۔

(الف) **"تحقیق ردیف شدن بر براق"** بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی براق پر سوار ہو گئے۔ چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے کہ بیہقی کی روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو براق پر ردیف بنا لیا مستدرک میں حدیث ہے۔ اَتَیْتُ بِالْبُرَاقِ فَرَکِبْتُ خَلْفَ جِبْرِیْلَ میں جب براق کے پاس آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پیچھے سوار ہو گیا۔

"صحیح ابن حبان میں لکھا ہے"

وَحَمَلَہُ جِبْرِیْلُ عَلَی الْبُرَاقِ رَدِیْفًا لَہٗ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے براق پر ردیف بنا لیا شفا شریف میں ہے۔

مَا زَالَا ظَھْرَ الْبُرَاقِ حَتّٰی رَاجِعًا

دونوں براق پر سوار رہے۔ حتی کہ معراج سے واپس آ گئے۔

(ب) **"مخصوص بودن براق"** تحقیق یہ ہے کہ براق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخصوص سواری تھی۔

وَزَیَّفَ بِاَنَّ اَبَا حَمْزَۃَ مَیْمُوْنَ الْاَعْوَرَ تَفَرَّدَ بِہٖ

(نبراس صـ۴۶۲ ـ) اور یہ روایت جس میں براق پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا سوار ہونا مذکور ہے۔ "ضعیف ہے۔ کیونکہ ابو حمزہ میمون اعور نے تمام ثقہ راویوں سے تفرد کیا ہے۔ اور حیات الحیوان میں ہے۔

اِنَّ الظَّاھِرَ عِنْدِی ان جبریل لم یرکب مع النبی صلی اللّٰہ علیہ	امام دمیری فرماتے ہیں کہ بیشک میرے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت

marfat.com

وسلم البراق ليلة الاسراء لانه المخصوص بشرف الاسراء	جبرئیل علیہ السلام کو براق پر سوار نہیں کیا۔ اسئے کہ براق پر سوار ہونا معراج کا شرف تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت تھی۔

نے ترا ممکن تواں گفتن نہ واجب یک حق
بند ذات خویشتن ذاتِ ترا کرد انتخاب
چوں برآئی بر براق برق پیما جبرئیل
گیرداں دستے عنان وزدگر دستے رکاب

سیڑھی کا ظہور

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہاں ایک سیڑھی ظاہر ہوئی خوبصورتی میں اپنی مثل اور نظیر نہ رکھتی تھی اس سیڑھی کے دو بازو تھے ایک یاقوت سرخ کا اور ایک زمرد اخضر کا۔ اور اس کے درمیان بہت ڈنڈے تھے جن میں ایک ڈنڈا سونے کا اور ایک چاندی کا تھا۔ اور اس سیڑھی کے پچاس مقام تھے ہر مقام ستر برس کی راہ تھا۔ اور ہر مقام میں ایک فرشتہ متعین تھا جس کے پاس پچاس ہزار فرشتے خادم تھے اور جب فرشتے آسمان سے زمین پر آتے جاتے ہیں تو اس سیڑھی کے ذریعہ آتے جاتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جب میں براق پر سوار ہو کر اس سیڑھی سے گذرا تو وہاں ایک فرشتہ نے مجھے سلام کر کے کہا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پچیس ہزار برس پہلے یہاں مقرر ہوں تاکہ آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتا رہوں۔ مدت سے آپ کی انتظار میں بے قرار تھا اور آپ کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوئی کہ آپ کی زیارت سے شرف پایا۔

(ریاض الازہار ص ۲۱۱)

marfat.com

(الف) بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کو سیڑھی کے ذریعہ معراج ہوئی اور بعض روایات میں ہے۔ کہ آپ کو بذریعہ براق معراج ہوئی، صحیح یہ ہے کہ آپ براق پر سوار تھے اور سیڑھی کے ذریعہ آسمان پر چڑھے اور بعض روایات میں ہر آسمان کے لئے حتیٰ کہ عرش اور کرسی کے لئے بھی سیڑھی لگی تھی۔ یعنی کل نو سیڑھیاں تھیں اور ہر جگہ آپ کے استقبال کو فرشتے موجود تھے۔ ؎

الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا
نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہے
مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

(ب) لغت عرب میں معراج سیڑھی کو کہتے ہیں۔ ایک نورانی سیڑھی جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے حضور علیہ السلام کے لئے اس سفر میں زمین اور آسمان کے درمیان نصب کی گئی جس کی وجہ سے اس سارے سفر کا نام ہی معراج ہو گیا ہے

جیسا کہ کسی سورت میں دھواں کا ذکر ہے تو اس سورت کا نام دخان ہے۔ اور اگر گائے کا ذکر ہے، تو اس سورت کا نام بقرہ ہے اور کہتے ہیں کہ سکرات کے وقت انسان کو وہ سیڑھی نظر آتی ہے۔ اور اس سے آسمان کے فرشتے چڑھتے دکھائی دیتے ہیں، اس لئے اس وقت انسان کی آنکھیں اس طرح کھل جاتی ہیں۔ جیسے کسی چیز کو تک رہی ہوں۔ بعض بزرگوں نے یہاں ایک نکتہ لکھا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیت المقدس سے اس لئے معراج ہوئی۔ کہ زمین سے آسمان پر جلنے کا راستہ ہی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس سیڑھی سے مقرر ہے۔ جس سیڑھی سے آپ نے براق پر سوار ہو کر صعود و ہبوط فرمایا۔

ہوائی اور ناری کرے

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہوائی کرہ سے گذر ہوا ہے۔ وہ ہوا کا ایک خزانہ ہے۔ جس کو ستر ہزار زنجیروں سے باندھا گیا ہے اور زنجیر اس کی ایک

marfat.com

ایک فرشتے کے پرد پر ہے تاکہ اس کی نگاہ رکھے (معارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۳۲)
اس کے بعد آپنے کرہ ناری سے گذر فرمایا۔ (روح البیان ج ۲ ص ۳۹۷)
کہتے ہیں کہ جب قوم عاد پر عذاب آیا تو صرف انگوٹھی کے سوراخ کے برابر اس ہوا کا راستہ کھولا گیا جس کیوجہ سے قوم عاد کا نام ہوائیہ ہوگیا۔ اور ان کے درخت اور عمارتیں سب نیست و نابود اور تباہ و برباد ہوگئیں

دریائے قاصیہ

ایک دریا پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا گذر ہوا۔ کہ اس کا نام دریائے قاصیہ ہے اس کی موٹائی دو سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔ اس دریا کا رنگ نیلا ہے۔ آسمان کی نیل گونی جو نظر آتی ہے در اصل یہ دریا کا رنگ ہے۔ اس دریا میں سمندروں اور جنگلات کے جانوروں کے مثل سب طرح کے جانور موجود ہیں۔ (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۳۲)

(ف) مامون رشید خلیفہ عباسی کا باز شکار گاہ میں اڑتا ہوا غائب ہوگیا ایک ساعت کے بعد ایک مچھلی منہ میں لے کر واپس آگیا۔ مامون رشید کو مچھلی لانے سے حیرانی ہوئی کہ مچھلی دریا میں ہوتی ہے۔ نہ ہوا میں۔ جب شکار سے واپس ہوا تو راستہ سے گذر ہوا۔ جہاں حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ اس مقام پر موجود تھے۔ مامون نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا سنایا۔ اور اس بات کا راز دریافت کیا۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حیرانی اور تعجب کی بات نہیں کیونکہ اللہ کا دریا ہے۔ جو کہ آسمان کے درے جو (ہوا) میں موجود ہے۔ یہ مچھلی اس دریا کی ہے۔ مامون آپکے بدیہی جواب اور وسعت علم سے متعجب ہوا۔ اور نہایت نیاز کر کے رخصت ہوگیا۔

(ملفوظات طیبہ ص ۹۶ از قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ)

پہلا آسمان

جب آسمان تک پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانے کیلئے آواز دی۔ اس دروازہ کا نام باب الحفظ ہے جو یاقوت سرخ سے ہے۔ اور اس کا قفل موتی کا ہے۔ اس کے دربان کا نام اسمٰعیل ہے جس نے آواز سن کر کہا مرحبا آپ کا آنا بہت اچھا آئیے اور دروازہ کھول

marfat.com

آپ اس دروازہ سے آسمان پر چلے گئے۔ اس آسمان کی موٹائی پانچ سو برس کی مسافت تھی۔ اور اس دربان کے ماتحت ایک لاکھ فرشتے تھے۔ جو سُبحَانَ مَلِكِ الْاَعْلٰی سُبحَانَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبحَانَ مَنْ لَّیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ کی تسبیح پڑھتے تھے۔ (ریاض الازہار ص ۲۱۲)

ثُمَّ عرج بنا الی السماء فاستفتح جبریل فقیل من انت قال جبریل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا،

(متفق علیہ) — (بخاری اور مسلم)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہم کو آسمان دنیا تک لے گئے پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلوانے کو کہا دربان فرشتوں کی طرف سے پوچھا گیا آپ کون ہیں کہا میں جبرئیل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں کہا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس آسمانوں پر بلائے جانیکا پیغام بھیجا گیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں بلائے گئے ہیں پھر ہمارے لیے دروازے کھول دیئے گئے۔

تعجب کے صیغے

اب اس مقام پر اہل علم حضرات کے لئے ایک علمی تحقیق درج کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث شریف کی عبارت سے آپ کو واضح ہو گیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان پر فرشتوں نے کہا۔ مَنْ اَنْتَ آپ کون ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں جبرئیل ہوں۔ پھر فرشتوں نے کہا مَنْ مَّعَكَ آپکے ساتھ کون ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا حضرت محمد

marfat.com

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم - پھر فرشتوں نے کہا وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ اور کیا وہ بلائے گئے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں - ان تمام سوالات اور جوابات کی نوعیت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانے سے پہلے فرشتوں کو کچھ علم ہی نہ تھا - کیونکہ حدیث شریف میں - یہ الفاظ موجود ہیں ، فَیَسْتَبْشِرُ بِہٖ اَھْلُ السَّمَآءِ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشخبری آسمان والے سُنتے تھے (بخاری شریف ص ۱۱۲۰) پھر امام ابن حجر عسقلانی ارقام فرماتے ہیں کہ اَنَّھُمْ کَانُوْا عَلِمُوْا اَنَّہٗ سَیُعْرَجُ بِہٖ وَکَانُوْا مُتَرَقِّبِیْنَ گویا فرشتوں کو بتا دیا گیا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنقریب معراج کرائی جائیگی ، تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی انتظار میں تھے ، (فتح الباری ج ۳ ص ۲۱)

علامہ احمد بن محمد شمنی تحریر فرماتے ہیں ،

وَکَانَ سُؤَالُھُمْ لِلْاِسْتِعْجَابِ بِمَا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ اَوْلِلْاِسْتِبْشَارِ بِعُرُوْجِہٖ (مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء ج ۱ ص ۱۰۳)

فرشتوں کا یہ سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمتوں سے یا آپ کی معراج کی خوشی میں تعجب کے باعث تھا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں

وقیل سألو تعجبًا من نعمة الله علیه بذالك او استبشارًا به وقد علموا ان البشر لا یترقی هذا الترقی الا باذن الله تعالیٰ	اور کہا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو اللہ کی نعمت معراج کے سبب نازل ہوئی یا فرشتوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج سے خوشی ہوئی تو تعجب کے مقام پر یہ سوال کئے اور تحقیق فرشتوں کو اس بات کا علم ہے کہ بشر اس ترقی کے مقام پر اللہ تعالیٰ

marfat.com

وان جبریل لا یصعد بمن لم یرسل الیہ (فتح الملہم ج ا ص ۳۱۸)	کے اذن کے سوا نہیں پہنچ سکتا اور جب تک اللہ تعالیٰ کیطرف سے کسی کو بلایا نہ جائے اس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان پر نہیں لے جاتے۔

جناب منشی حسن دہلوی کے کلام سے تعجب کا محاورہ سنئے ؎

اے تو بحسن بادشاہ بندہ نواز کیستی
پردۂ ما ہیے دری محرم راز کیستی
دُر بدرج قیمتی تاج سر شاہنشہی
سرو بلند قامتی عمر دراز کیستی
بندہ حسن بصد زباں گفت کہ من بندۂ توام
تو بزبانِ خود بگو بندہ نواز کیستی

فرشتے قیام میں

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس آسمان پر فرشتوں کی جماعت دیکھی بوصف بستہ قیام کی حالت میں یہ تسبیح پڑھ رہے تھے

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ

میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ ان فرشتوں کی یہی عبادت ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جب آسمان پیدا ہوا اس دن سے ان کی یہی عبادت ہے۔ اور قیامت تک اسی عبادت میں مشغول رہیں گے، آپ حق تعالیٰ سے درخواست کریں کہ اپنے فضل و کمال سے اس عبادت کا ثواب آپ کی امت کو عطا فرمائے حضور علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا میں نے باری تعالیٰ سے درخواست کی تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ ہم نے نماز میں قیام آپ کی امت پر فرض کیا ہے۔ اس لئے ان کو لازم ہے کہ اسے اچھی طرح بجالائیں میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا

marfat.com

کہ ان فرشتوں کی تعداد کتنی ہو گی ؟ اس نے کہا کہ ان کی تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (پ ۲۹ ع ۱۷) تیرے رب کے لشکروں کی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۳۳)

حضرت آدم علیہ السلام

آپ نے فرمایا کہ میں وہاں گیا تو دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام موجود ہیں حضرت ابوہریرہ سے مسند بز ۔ میں روایت ہے کہ انکی داہنی طرف ایک دروازہ ہے کہ اسمیں سے خوشبودار ہوا آتی ہے ۔ اور بائیں طرف ایک دروازہ ہے کہ اسمیں بدبودار ہوا آتی ہے ۔ جب داہنی طرف دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں مغموم ہوتے ہیں اور بخاری شریف کی روایت میں آیا ہے کہ آسمان دنیا میں ایک کو بیٹھا دیکھا جن کے داہنی طرف کچھ صورتیں نظر آتی ہیں اور کچھ صورتیں بائیں طرف ہیں جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہیں ۔ ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں روتے ہیں ۔ بعض روایات میں آیا ہے ۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ آپکے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ۔ آپ ان کو سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ صورتیں داہنی اور بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں سو داہنی طرف جنتی اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں ۔ اس لئے داہنی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں

(ف) حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں جو صورتیں نظر آتی تھیں ۔ وہ روحیں اسوقت آسمان پر مستقر نہ تھیں بلکہ اپنے اپنے ٹھکانے پر تھیں حتی کہ مومنوں کی روحیں بہشت میں اور کافروں کی روحیں دوزخ میں تھیں ۔ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش ہونے کا موقع اس طرح وقوع میں آیا کہ روحیں گاہے گاہے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے لائی جاتی ہیں جیسا کہ کافروں کی روحیں دن اور رات کے خاص اوقات میں دوزخ میں پیش کی جاتی ہیں ۔ جیسا کہ

marfat.com

قرآن مجید میں ہے۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا (پ۲۴ ع ۱۰)

اور دوزخ میں کافروں کی رُوحیں صبح اور شام پیش کی جاتی ہیں۔ اور جاننا چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ سب رُوحیں آسمان پر چڑھ جاتی ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ باہر سے پیش کیجاتی ہوں اور آسمان چونکہ شیشہ کی طرح صاف ہے اس سے نظر آتی ہوں۔ کیونکہ کفار کے بارہ میں قرآن مجید میں ہے کہ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ (پ۸ ع ۱۲) اور کافروں کے لئے آسمان پر جانے کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے اور یہی جواب علامہ زرقانی نے ارقام فرمایا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ج ۶ ص۵۶)

صدقہ دینے والے

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو کھیتی کا کام کر رہے تھے، مگر اس طرح پر کہ فصل کاشت کی۔ اسی وقت فصل پک گئی۔ پھر اس کو کاٹ کر برداشت کر لیا اور فائدہ بھی اتنا کہ ایک دانے کے عوض میں سات سو گنا اناج حاصل کرتے ہیں اور جب وہ کاٹ لیتے ہیں پھر وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کاٹنے سے پہلے تھا۔ آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں کہ ان کی نیکی سات سو گنا تک بڑھتی ہے۔ اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اچھا عوض عطا فرماتا ہے۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ	مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک دانے سے سات سو خوشے اُگیں اور ہر خوشے میں سو سو دانے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے

marfat.com

وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ ۳ ع ۴)	لئے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہایت ہی وسعت والا اور سب کچھ حالات کے جاننے والا ہے (تفسیر ابن کثیر)

نماز میں سُست

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں۔ اور جب وہ کچلے جاتے ہیں تو پھر سابقہ حالت پر ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا یہ سلسلہ ذرہ بھر دیر کے لئے بھی بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نمازیں سستی کرتے ہیں۔ اور اس کو اپنے اوقات میں ادا نہیں کرتے اور رکوع وسجود بھی پورا نہیں کرتے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (پ ۳۰ ع ۲۲)	پھر دوزخ میں خرابی کا گڑھا ان نمازیوں کیلئے تیار کیا گیا ہے جو اپنی نمازوں میں لاپرواہی کرتے ہیں (درمنثور ج ۱۲۳)

مکتوبات شریف میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس شخص کی خبر نہ دوں جو نماز میں چوری کرتا ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں۔ ارشاد فرمایا جو شخص نماز کے ارکان کو پوری طرح ادا نہیں کرتا۔

زکوٰۃ کے تارک

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا کہ ان کی شرم گاہ کے آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوتے ہیں اور وہ مویشی کیطرح چر رہے ہیں۔ اور زقوم (تھوہر) اور دوزخ کے پتھر کھا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اور فقیروں اور مسکینوں پر رحم نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ

marfat.com

فرماتے ہیں،

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پ ۱۰ ع ۱۱)

اور جو لوگ سونا اور چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں۔ اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو عذاب دردناک کی خوشخبری سُنا دیجئے (تفسیر ابن جریر ج ۵ ص ۱۶)

(الف) ”کشفی واقعات کی تشریح“، یہاں ایک شبہ ہوتا ہے کہ اس وقت نماز اور زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوئی تھی۔ تو پھر اس کی کوتاہی پر عذاب کیسے ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید یہ پہلی امتوں کے لوگ ہوں لیکن آپ کو آنے والے حالات کا انکشاف ہو گیا ہو۔ یا ہر دو طرح کے لوگ ہوں اور کسی امت کی تخصیص نہ ہو۔ بلکہ علاوہ ازیں دیگر کشفی واقعات میں بھی یہی احتمالات ہوں گے۔

(ب) ”نگاہ نبوت کی شان“، جس طرح ہمارے عینی مشاہدہ کے سامنے کثیف چیزیں مثلاً دیوار وغیرہ کے حجاب ہو جاتے ہیں اسی طرح زمانہ ماضی اور استقبال کے واقعات دیکھنے کے لئے زمانہ حال آڑ اور حائل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ہماری نگاہ ان واقعات کو نہیں دیکھ سکتی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کسی نبی کی نگاہ کو یہ طاقت بخشے کہ زمانہ حال اس کے آگے آڑ نہ بنے تو یہ محال نہیں بلکہ قدرت الٰہی کے سامنے یہ امر ممکن ہے۔ اور ایسی بات جس کا خرق عادت کے طور پر شہود ہو جائے تو اس کو کشف یا مکاشفہ کہتے ہیں۔ اور خدا کی توفیق سے ولی کو بھی یہ کشف حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ اس کی کرامت ہے جس طرح نبی کے لیے یہ کشف معجزہ ہوتا ہے۔

زانی مرد اور عورتیں

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے۔ اور ایک ہنڈیا میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے۔ وہ لوگ اس سڑے کچے گوشت کو

marfat.com

کھا رہے ہیں۔ اور پکا گوشت نہیں کھاتے۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت سے وہ مرد ہے جس کے پاس حلال اور پاکیزہ بیوی ہو۔ اور پھر غیر عورت کے پاس جاوے اور شب باشی کرے اس طرح وہ عورت ہے۔ جو اپنے حلال اور پاکیزہ خاوند کے ہوتے ہوئے کسی غیر مرد کے پاس جاوے۔ اور اس کے ساتھ برا کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا (پ۱۵ ع۴)	اور تم لوگ زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ یہ بہت بیحیائی کا کام ہے اور برا راستہ ہے (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۳۲)

یتیموں کے حق خور

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا۔ جن کے ہونٹ اونٹوں کی طرح ہیں۔ وہ آگ کی چنگاریاں کھا رہے ہیں۔ اور وہ چنگاریاں ان کے پیٹ کو جلاتی ہوئی نیچے نکل جاتی ہیں اور اسی طرح سلسلہ جاری ہے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو یتیمی کے مال ناحق کھاتے ہیں۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (پ۴ ع۱۲)	اور جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ لوگ آگ کی چنگاریاں کھا کر اپنا پیٹ بھر رہے ہیں اور یہ لوگ اس کے بعد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۱۲)

پھر خیال

marfat.com

راہ کے موذی

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو شارع عام سولیوں پر لٹکاتے جا رہے ہیں اور سولیاں ایسے کانٹے رکھتی ہیں کہ راہ جانے والے کے جسم اور لباس کو نوچ لیتی ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو راستہ پر بیٹھ کر راہ چلنے والوں کو تکلیف دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ،، (پ ۸ ع ۱۸)	اے لوگو راستہ پر اس طرح مت بیٹھو کہ تم لوگوں کو ڈراؤ اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکو (در منثور ج ۴ ص ۲۴)

خیانتی

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا کہ بہت سا بوجھ انہوں نے اپنی پیٹھ پر اٹھا رکھا ہے حتیٰ کہ بوجھ کے مارے وہ جنبش اور ہلنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر وہ پھر بھی کہہ رہے ہیں کہ ہاں اور بوجھ رکھدو چنانچہ ان لوگوں کے کہنے پر اور بوجھ لادا جا رہا ہے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ان لوگوں کی صورت مثالی ہیں جو امانت میں خیانت کرتے ہیں اور باوجودیکہ اسقدر لوگوں کے حقوق ان کی گردن میں ہیں لیکن وہ حقوق زیادہ اپنے ذمہ میں لیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ	اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو خدا اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو

marfat.com

تَعْلَمُوْنَ (پ ۹ ع ۱۷)	اور تم جانتے ہو (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۳۳)

خوشامدی

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا کہ ان کے ہونٹ اور زبانیں آگ کی مقراضوں سے کاٹی جاتی ہیں۔ جب وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہیں فرشتے پھر کاٹ لیتے ہیں۔ اور ایک ساعت کی مہلت نہیں دیتے آپ نے ان کے بارہ میں پوچھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کی خوشامد کرتے ہیں اور ان کے جھوٹ اور صاف بری باتوں پر ملں سے ہاں ملاتے ہیں اور ان کو ظلم، فسق فجور سے نہیں روکتے اور انصاف واحسان کا فرمان نہیں سناتے اللہ تعالےٰ نے فرمایا

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (پ ۱۲ ع ۱۰)	ایسے لوگوں کی طرف میلان نہ کرو جن لوگوں نے ظلم کر رکھا ہے پھر تم کو بھی آگ کی سزا ملے گی (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۳۳)

غیبت کرنے والے

ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کو مردار جانور کے گوشت کا ٹکڑا کھلایا جاتا ہے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے تھے اور دوسرے بھائی کا گلہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا	ایک دوسرے کے عیب نہ ڈھونڈو اور تمہارا بعض بعض

marfat.com

أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ (پ ۲۶ ع ۱۴)

لوگوں کا گلہ نہ کرے کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند آتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کا گوشت کھاتے جب وہ مردہ ہو بلکہ تمہیں نفرت آئیگی اور اس کے کھانے کو برا جانو گے اس طرح چاہتے کہ غیبت سے تم کو نفرت آتے اور اسکو برا جانو (اخبار القرآن ص ۲۶۲)

شراب نوش

ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کے چہرے کالے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ ان کا نچلا ہونٹ پاؤں پر لٹکتا تھا اور اوپر کا ہونٹ سر کے اوپر جاتا تھا۔ دوزخ کی آگ کا زرد پانی آگ کے پیالوں میں پلاتے جاتے تھے حتیٰ کہ پیپ اور خون ان کے منہ سے ٹپکتا تھا اور گدھے کی طرح ہینچتے اور چلاتے تھے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی میں شراب پیتے تھے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ۷ ع ۲)

اے وہ لوگ جو ایمان لاتے ہو بجز اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطانی کام ہیں ایسے کاموں سے بچ کر رہا کرو تاکہ تم ان سے بچنے کے بسبب عذاب اخروی سے نجات پاؤ (اخبار القرآن ص ۲۶۲)

marfat.com

جھوٹے گواہ

ایسے لوگوں پر گذر ہوا کہ ان کی زبانیں گدی سے نکالی گئی ہیں اور ان کی شکلیں مسخ ہو کر سور جیسی شکلیں بن گئی ہیں سر سے پاؤں تک عذاب میں گرفتار ہیں آپ نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (پ۱۷ ع۱۱)	پس تم لوگ بتوں کی پلیدی سے بچتے رہو اور جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات کہنے سے بھی بچتے رہو۔ (ریاض الازہار ص۲۱۴)

سود خوار

ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کے پیٹ سوج کر کوٹھے کی طرح ہو گئے تھے۔ اور ان کے چہرے پیلے ہو گئے تھے۔ طوق ان کی گردنوں میں اور زنجیر ان کے ہاتھوں میں اور بیڑیاں ان کے پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں جب چاہتے تھے کہ اٹھ کھڑے ہوں تو پیٹ کے پھولنے کے بسبب گر جاتے تھے اوپر اور نیچے عذاب میں مبتلا تھے۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط (پ۳ ع۶)	اور وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر اسے بدحواس بنا دیا ہو۔ (در منثور ج۲ ص۱۰۳)

marfat.com

قاتل ناحق

ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کو فرشتے آگ کی چھریوں سے ذبح کر رہے تھے اور ان کے گلے سے کالا خون بہتا تھا وہ پھر زندہ ہو جاتے تھے۔ تو پھر ذبح کئے جاتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق قتل کرتے تھے۔

اللہ تعالے نے فرمایا

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (پ ۵ ع ۱۳)

جو شخص کسی ایماندار کو عمداً اور قصداً قتل کرتا ہے جب کہ اس قتل کرنے کو حلال بھی جانتا ہو تو اسکی سزا دوزخ مقرر ہے اسمیں ہمیشہ رہے گا، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اس پر اللہ تعالے کی لعنت ہے اور اس کے گناہ کے ارتکاب کے باعث وہ ایسے جرم کا مرتکب ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مجرم کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے (ریاض الازہار صفحہ ۳۴)

نافرمان بیویاں

عورتوں کے ایک گروہ پر گذر ہوا کہ ان کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی ہیں، آگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، فرشتے ان کو آگ کے گرز مارتے ہیں اور وہ گدھوں اور کتوں کی طرح چلاتی ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا، یہ وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کی نافرمان ہیں قرآن مجید میں ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (پ ۵ ع ۳)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں (اور حاکم کی نافرمانی اچھی نہیں (تفسیر ابن جریر ج ۵ ص ۱۱)

marfat.com

ماں باپ کے عاق

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو آگ کے جنگل میں قید تھے ۔ ان کو آگ جلاتی تھی ، پھر وہ درست ہو جاتے تھے اسی وقت پھر ان کو آگ جلا دیتی تھی اور یوں ہی سلسلہ جاری تھا ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ماں باپ کے عاق یعنی نافرمان تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (ربّٰ ع ۳)	اور پروردگار کا حکم ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر تیرے پاس ان میں سے ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے یا وہ دونوں ہی بڑھاپے کی حد میں پہنچ جائیں تو ان کو اُف نہ کہو اور نہ ہی ان کو عتاب کرو اور ان کے ساتھ بھلائی کی بات کرو ۔

دغاباز اور منافق

ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو ہوا میں لٹکتے ہوتے تھے ۔ اور ان کی آنکھ کان ناک سے آگ کے شعلے نکلتے تھے ان میں سے ہر ایک پر دو فرشتے مقرر تھے ۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے ۔ اتنے بڑے گرز تھے کہ ہر ایک گرز کی ستر شاخ تھی اگر ایک شاخ ابو قبیس پہاڑ پر پڑے تو تاب نہ لا کر ریزہ ریزہ ہو جاتے دونوں فرشتے اس گرز سے اسکو سزا دیتے تھے اور یہ تسبیح پڑھتے تھے ، سُبْحَانَ الْقَادِرِ الْمُقْتَدِرِ سُبْحَانَ الْمُنْتَقِمِ عَنْ اَعْدَآءِهٖ سُبْحَانَ الْمَلِكِ

marfat.com

التعظیم :: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ دغا باز اور منافق لوگ ہیں، قرآن مجید میں ہے ۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (پ۵ ع ۱۸)	بے شک وہ لوگ جو خدا اور رسول سے منافقت کرتے ہیں دوزخ کی تہہ میں سب سے نچلے طبقہ میں انکا ٹھکانہ ہوگا ۔

اور دوسری آیت ہے ۔

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (پ۵ ع ۱۵)	اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کے رسول علیہ السلام سے دھوکہ کرتے ہیں خدا تعالےٰ انکو دھوکہ کی سزا دیگا (معارج النبوۃ ج ۴ ص ۱۳۵)

(ف) یاد رہے کہ جلالین میں لکھا ہے، حذف محذوف کے قاعدہ کے موافق لفظ اللہ سے رسول مراد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ غائب الغیب ہے اس سے دھوکہ کیسے ہوسکتا ہے اسلئے آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ یُخٰدِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ (جلالین)

بیہودہ گانے والے

پھر ایک گروہ پر گذر ہوا کہ آگ کے طبق ان کے سینوں پر رکھے ہوتے ہیں ان کے منہ کالے ہیں۔ آنکھیں نیلی ہیں۔ اور قطران (لُک) کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ فرشتے ان کو آتشی گرز مارتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی، کہ یہ مطرب اور بے ہودہ گانے والے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ	بعض ایسے لوگ ہیں جو کھیلنے کی باتوں کو خرید کرتے ہیں تاکہ خدا کے راستہ سے لوگوں کو گمراہ کریں بغیر کسی دلیل

marfat.com

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (پ ۲۱ ع ۷)	اور ثبوت کے اور خدا کی آیات کا استہزاء کریں وہ ایسے لوگ ہیں جن کے لئے اہانت کرنیوالا عذاب تیار کیا گیا ہے۔ (معارج النبوۃ ج ۴)

رعد فرشتہ

پھر ایک فرشتہ کو دیکھا جو آدمی کی صورت رکھتا تھا جس کا اوپر والا جسم کا حصہ آگ کا تھا اور نیچے والا نصف حصہ برف کا تھا۔ آگ برف کو نہیں پگھلاتی تھی اور برف آگ کو نہیں بجھاتی تھی۔ اس فرشتہ کی تسبیح یہ تھی سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَلَّفَ بَیْنَ الثَّلْجِ وَالنَّارِ اَلِّفْ بَیْنَ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو اپنی کمال قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور یہ فرشتہ بادلوں پر متوکل ہے حتیٰ کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے یہ فرشتہ بادلوں کو وہاں لے جاتا ہے۔ اس فرشتہ کا نام رعد ہے، اس لئے کہ رعد کا معنیٰ گرجنے کے ہیں اور یہ فرشتہ بھی جب بادلوں کو چلاتا ہے۔ اور ان کو ہانکتا ہے اس ہانکنے سے جو گرج پیدا ہوتی ہے۔ اس کو بھی رعد کہتے ہیں، قرآن مجید میں ہے۔ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ (پ ۱۳ ع ۸) اور رعد فرشتہ (جب بادلوں کو چلاتے وقت گرجتا ہے) وہ اللہ تعالےٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے، اور تعریف بیان کرتا ہے۔

(الف) فرشتہ کی تعریف :۔ بالفاظ دیگر فرشتہ کسے کہتے ہیں تو عربی کی کتابوں میں لکھا ہے۔ اَلْمَلَكُ جِسْمٌ نُوْرِیٌّ یَتَشَكَّلُ بِاَشْكَالٍ مُخْتَلِفَةٍ لَا یُذَكَّرُ وَلَا یُؤَنَّثُ۔ فرشتہ ایک

marfat.com

نوری جسم ہوتا ہے۔ جو مختلف شکلوں اور صورتوں میں اپنی شکل بنا سکتا ہے۔ وہ مذکر اور مونث نہیں ہوتا۔

(ف) اس تعریف کے بعد یہ سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ رعد فرشتہ آگ اور برف سے کیسے بنا ہوا ہے

(ب) فرشتوں کی شکلیں حدیث کی روشنی میں۔

(۱) حضرت امیر عمر رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے ایک آدمی اس مجلس میں آگیا جس کے کپڑے سفید تھے۔ اور اس کے بال بہت سیاہ تھے۔ (ابن حبان کی روایت میں ہے کہ اسکی داڑھی بہت سیاہ تھی) اور اس پر سفر کا کوئی اثر معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور ہم میں سے کوئی بھی اسکو نہ پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا پھر اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چند مسئلے پوچھے (جن کا ذکر حدیث میں مفصل آتا ہے۔) اور پھر چلا گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس آدمی کو میرے پاس واپس لاؤ۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو واپس لانے کے لئے گئے مگر کچھ نشان نہ پایا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ (مسلم شریف ج ۱)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا۔ پھر جب وہ ان کے پاس آئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ مارا پس وہ اپنے رب کی طرف واپس گیا اور کہا کہ تو نے مجھے ایسے شخص کے پاس بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتے (فتح الباری میں ہے کہ ہمام کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے۔) اور اس نے میری آنکھ نکال دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھ دوبارہ عطا فرمائی اور فرمایا کہ تو اس کو یوں کہہ کہ آپ اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھو جس قدر بال آپ کے ہاتھ کے نیچے ہو جائیں

marfat.com

اتنے ہی سال آپ کی عمر زیادہ ہو گی۔ جب فرشتے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس طرح کہا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔ فرشتے نے کہا موت۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو پھر ابھی موت ہونی چاہیئے (بخاری شریف مع حاشیہ لہ ص۴۸۴)

بحر الحیوان

اس کے بعد آپ ایک دریا پر پہنچے کہ اس دریا کے عجائب و غرائب گنتی سے زیادہ ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ اور اسکی موجیں پہاڑوں سے زیادہ اونچی تھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ یارسول اللہ! اس دریا کو بحر الحیوان کہتے ہیں۔ جب قیامت کے دن لوگوں کا حشر ہو گا۔ تو اس دریا سے زمین پر بارش ہو گی جس کے اثر سے بوسیدہ ہڈیاں اور ریزہ شدہ اجزاء باہم جمع ہو جائیں گے اور انسان کا جسم بحکم خداوندی زندگی حاصل کر لے گا۔ قرآن مجید میں ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ (پ۲۱ ع۷)	اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمکو پیدا کیا پھر تمکو رزق دیا پھر تمکو مارے گا، پھر تم کو زندہ کرے گا (معارج النبوۃ ج۳)

(ف) اس آیت کریمہ سے نشاۃ ثانیہ کا ثبوت مقصود ہے۔ بحر الحیوان کا کا ثبوت مطلوب نہیں۔

دوسرا آسمان

پھر آپ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے۔ تو وہ آسمان نہایت ہی نورانی تھا۔ اس کا نام قیدوم تھا۔ اور اس کا دروازہ موتی کا اور قفل نور کا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ دربان نے کہا کہ آپ کون ہیں۔ حضرت

marfat.com

جبرتیل علیہ السلام نے کہا میں جبرتیل ہوں۔ دربان نے کہا آپ کے ساتھ کون ہیں۔ حضرت جبرتیل علیہ السلام نے کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر دربان نے پوچھا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرتیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں۔ بلاتے گئے ہیں۔ دربان نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ آپ تشریف لائے ہیں۔ اور دروازہ کھول دیا۔ اس دربان کا نام اسرافیل ہے اور اس کے تابع دو لاکھ فرشتے خادم مقرر ہیں ان کو آپ نے سلام کہا۔ تمام نے نہایت عظمت کے ساتھ سلام کا جواب دیا۔ ان کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ كُلَّمَا سَبَّحَ اللّٰہَ مُسَبِّحٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ كُلَّمَا هَلَّلَ اللّٰہَ مُهَلِّلٌ وَاللّٰہُ اَكْبَرُ كُلَّمَا كَبَّرَ اللّٰہَ مُكَبِّرٌ (ریاض الازہار ص۲۱۵)

فرشتے رکوع میں

آپ نے اس آسمان پر فرشتوں کو دیکھا کہ صف بستہ حالت رکوع میں یہ تسبیح کہہ رہے تھے۔ سُبْحَانَ الْوَارِثِ الْوَاسِعِ سُبْحَانَ الَّذِىْ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ سُبْحٰنَ الْعَظِيْمِ الْعَلِيْمِ۔ اور یہ فرشتے جب سے پیدا ہوئے رکوع میں ہیں۔ جبرتیل علیہ السلام سے آپ نے پوچھا کہ دوسرے آسمان کے فرشتوں کی یہی عبادت ہے۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آسمان کے فرشتوں کی یہی عبادت ہے۔ آپ بھی خدا تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اُمت کو اس عبادت کا ثواب عطا فرمائے چنانچہ آپ نے اسوقت دعا کی آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے نماز میں رکوع کو فرض کر دیا (معارج النبوۃ ج ۳ ص۱۳۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام

جب آپ فرشتوں کے گروہ سے گذرے تو آپ نے دو نوجوان دیکھے جو ہمشکل ہیں۔ اور آمنے سامنے دو سونے کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے

marfat.com

تھے۔ جبرئیل علیہ السّلام سے ان کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا یہ دو نوجوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں۔ جو کہ آپس میں رشتہ کے لحاظ سے خالہ زاد بھائی ہیں۔ (یاد رہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہ السلام کی خالہ ہیں۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مجازی طور پر خلیر بھی کہہ سکتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ ان کو سلام کیجئے۔ چنانچہ آپ نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا مرحبا بھائی نیک اور نبی نیک کو۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کو بہت سی خوشخبری سنائی اور ان خصوصیات کا ذکر کیا۔ جو خداوند تعالیٰ کی عنایت سے آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ آپ کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ سُبْحٰنَ الْمُبْدِئِ الْمُعِيْنُ (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۳۷)

رزق تقسیم کرنے والا

پھر آپ ایسے فرشتے پر گذرے جس کے ستر سر تھے۔ اور ایک روایت میں ہے ستر ہزار سر تھے۔ اور ہر سر میں ستر ہزار منہ تھے۔ اور ہر منہ میں ستر ہزار زبان تھی۔ اور ہر زبان کی ستر ہزار بولی تھی۔ اور ہر بولی دوسری بولی سے نہ ملتی تھی۔ اس کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

حضور علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس فرشتہ کا کیا حال ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ فرشتہ آدمیوں کی روزی پہنچانے پر مامور ہے۔ ہر شخص کا جو رزق مقسوم میں ہے ہر روز اس کو پہنچاتا ہے۔ اس فرشتے کا نام قاسم ہے۔ (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۳۷)

تیسرا آسمان

جب تیسرا آسمان آیا تو دیکھا کہ سفید موتی سے زیادہ روشن اور چمکدار نورانی قندیلیں رکھی ہوئی ہیں اس آسمان کا نام زیلون تھا۔ اس کے دربان کا نام کاتیل ہے

marfat.com

تین لاکھ فرشتے اس کے ماتحت ہیں جن کی تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَ الْمُعْطِی الْوَهَّابِ الْفَتَّاحِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ الْمَجِیْدِ لِمَنْ دَعَاهُ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ حسب دستور دربان نے دروازہ کھولا۔

(ریاض الازہار ص ۲۱۶)

فرشتے سجدہ میں

وہاں آپ نے بہت سے فرشتے دیکھے جو صف بستہ سجدہ میں پڑے ہوئے تھے آپ نے ان کو سلام کہا انہوں نے سر اٹھایا اور آپ کے سلام کا جواب دیا، اور پھر سجدہ میں چلے گئے۔ اور سجدہ میں وہ یہ تسبیح کہتے تھے۔ سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْعَلِیْمِ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَقَرَّ وَلَا مَلْجَأَ اِلَّا اِلَیْهِ سُبْحَانَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آسمان کے فرشتوں کی یہی عبادت ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ہاں آپ بھی حق تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ آپ کی اُمت کو بھی اس طرح عبادت عطا فرمائے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ میری امت کو بھی اس عبادت سے حصہ عطا فرمائے۔ اسوقت اللہ جل شانہٗ نے آپ کی اُمّت پر ہر رکعت میں دو سجدے فرض کئے۔ اس واسطے کہ ان فرشتوں نے سلام کا جواب دینے کے لئے سجدے سے سر اُٹھایا اور پھر دوبارہ سجدے میں چلے گئے۔ (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۲۸)

حضرت یوسف علیہ السلام

پھر آپ نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا کہ وہاں عبادت میں مشغول ہیں حضرت جبرئیل نے آپ کو کہا کہ یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجئے آپ نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر معانقہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی خوشخبری سنائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تسبیح یہ تھی سُبْحَانَ الْکَرِیْمِ الْاَکْرَمِ سُبْحٰنَ الْجَلِیْلِ الْاَجَلِّ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الْوِتْرِ سُبْحَانَ الْاَبَدِ الْاَبَدِ

(ریاض الازہار ص ۲۱)

marfat.com

آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اور سب لوگوں پر حُسن میں ایسے فضیلت رکھتا ہے جیسے چودھویں رات کا چاند ستاروں پر فوقیت رکھتا ہے اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ اس سے ظاہر متبادر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے لیکن ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا حَسَنَ الْوَجْہِ حَسَنَ الصَّوْتِ، وَکَانَ نَبِیُّکُمْ اَحْسَنَہُمْ وَجْہًا وَّ اَحْسَنَہُمْ صَوْتًا ؛۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر وہ خوبصورت اور خوش آواز ہوتا ہے اور تمہارے نبی ان سب نبیوں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ خوش آواز ہیں (فتح الملہم ج ا ص۳۱۹)

تکبر کرنے والے

جب آپ آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے ستر ہزار پَر ہیں اگر وہ ایک پَر کو پھیلائے تو مشرق سے مغرب تک تمام جہان کو گھیر لے گا اس فرشتہ کے ارگرد بھی بڑی جسامت والے اور قد آور فرشتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے ایک کا طول وقامت بارہ سو برس کی راہ تھا۔ وہ فرشتے لوگوں کے ایک گروہ کو آتشی گرزوں سے اس طرح عذاب دے رہے ہیں۔ کہ جب ان کو گرز مارتے ہیں۔ تو ان سب کے اجسام ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ پھر اصل حالت پہ ہو جاتے ہیں۔ پھر دوبارہ ان کو مار کر ریزہ ریزہ کیا جاتا ہے۔ آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس فرشتہ کا نام اور ان لوگوں کے عذاب کا سبب دریافت کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس فرشتہ کا نام صنوصائیل ہے۔ اور یہ لوگ وہ ہیں جو جبر اور تکبر کرتے تھے۔ کہ اپنے کیے کی سزا بھگت رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو بمع تمام اس کے خادموں کے مقرر کر دیا ہے۔ تاکہ اس طور پر قیامت تک ان کو عذاب دیتے رہیں۔ اس فرشتہ کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ كَوْنٌ

marfat.com

الْجَبَابِرِيْنَ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ فَوْقَ الْمُسَلَّطِيْنَ لِمَنْ عَصَاهُ
(معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۳۹)

چوتھا آسمان

چوتھا آسمان مثل مروارید سفید کے چمکتا تھا۔ اس آسمان کا نام زاہرہ ہے۔ اس کا دروازہ نور کا ہے اور قفل بھی نور کا لگا ہوا ہے۔ اس پر نور سے لکھا ہوا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس کے دربان کا نام موضائیل ہے۔ چار لاکھ فرشتے اس کے تابع ہیں، جن کی تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَ خَالِقِ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرِ سُبْحَانَ خَالِقِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْمُنِيْرِ سُبْحَانَ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانے کو کہا اور دربان نے حسب دستور سابق کے دروازہ کھول دیا۔

فرشتے قعدہ میں

اس آسمان پر فرشتے دوزانو بیٹھے ہوئے یہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔

سُبْحَانَ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ سُبْحَانَ النُّوْرِ الْمُبِيْنِ سُبْحَانَ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ سُبْحَانَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ آپ نے فرمایا اے جبرئیل یہ بتلائیے کہ چوتھے آسمان پر رہنے والوں کی عبادت یہی ہے۔ اس نے کہا ہاں! آپ بھی اللہ تعالےٰ سے دُعا کریں کہ اس طرح کی عبادت کا حصہ ان کو عطا ہو اس کے بعد آپ نے اللہ تعالےٰ سے دُعا کی اللہ تعالےٰ نے آخری قعدہ نمازیں فرض کر دیا۔ (معارج ص ۱۳۹)

حضرت ادریس علیہ السلام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ادریس علیہ السلام وہاں موجود تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ صاحب حضرت ادریس علیہ السلام ہیں آپ ان کو سلام کیجئے۔ میں نے

marfat.com

سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا مرحبا اے بھائی صالح اور نبی صالح اس کے بعد اس نے میرے حق میں بھلائی کی دعا کی۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۴۹ مسلم شریف ج ۱ ص ۹۱)

حضرت عزرائیل علیہ السلام

اس کے بعد ایک فرشتہ دیکھا جو نہایت غمگین صورت میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کی آنکھ سے انوار چمک رہے تھے۔ اس کرسی کے چار گوشے تھے اور ہر گوشہ میں سات لاکھ پلتے تھے۔ اس کرسی کے آس پاس بہت فرشتے کھڑے تھے۔ جن کی تعداد اللہ تعالٰی کے سوا کوئی نہیں جانتا داہنی طرف ایسے فرشتے کھڑے تھے جو نورانی چہرے والے سبز پوش اور عنبر کی خوشبو والے تھے نرمی سے بات کرنے والے اور بہت ہی خوبصورت اور نیک خصلت تھے جن کو دیکھ کر جی خوش ہو جاتے بائیں طرف ایسے فرشتے کھڑے تھے جن کے چہرے سیاہ تھے۔ بہت ہی تند خو تھے تسبیح کے وقت ان کے منہ سے آگ کے شعلے اسقدر نکلتے تھے کہ کسی کو اُن کی جانب نظر اٹھا کر دیکھنے کی طاقت نہ تھی اس بڑے فرشتے کے سامنے ایک تختہ تھا جسے ہر وقت دیکھتا رہتا ہے۔ اور اس سے نظر نہیں اٹھاتا۔ اور سبز پتوں کا ایک بہت بڑا درخت ہے جس کے اتنے پتے ہیں کہ ان کی گنتی سوائے خدا تعالٰی کے کوئی نہیں جانتا اور ہر ایک پتہ پر ایک آدمی کا نام لکھا ہوا ہے۔ اور اس فرشتہ کے سامنے ایک تھال بھی رکھا ہوا ہے۔ اور وہ فرشتہ ہر ساعت میں ہاتھ کو بڑھاتا ہے اور ہاتھ میں کچھ چیز لے کر کبھی داہنی طرف والے فرشتوں کو دیتا ہے اور کبھی بائیں طرف والے فرشتوں کو دیدیتا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ اس فرشتے کا نام عزرائیل علیہ السلام ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آگے جاکر اس کو مطلع کیا کہ اے عزرائیل! یہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تب اس نے سر اٹھایا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھ کر تبسم کیا اور تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔

marfat.com

اور کہا خوش آمدید ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے زیادہ پیارا پیدا نہیں کیا۔ اور کوئی اُمت آپ کی اُمت سے زیادہ فضیلت والی نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا ارشاد فرمایئے۔ کیا فرمان ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا۔ کہ آپ غمگین صورت میں کیوں نظر آتے ہیں اس نے عرض کیا کہ میرے ذمہ روحوں کے قبض کرنے کا کام سپرد ہے، اور میں ہر وقت ڈر کے مارے غمگین صورت رہتا ہوں، کہ خدا کرے میری خدمت قبول ہو جائے اور اس میں قصور سرزد نہ ہو جائے۔ پھر آپ نے فرمایا تمہارے سامنے یہ تھال کیسا ہے؟ اور یہ تختہ کیسا ہے، اور اس درخت کا کیا مقصد ہے، اس نے کہا کہ یہ تھال مثال تمام دنیا کی ہے۔ کہ قاف سے قاف تک تمام جہان میری قدرت میں ایسے ہے جیسے یہ تھال میرے سامنے ہے، اور یہ تختہ زندگی کی میعاد اور موت کا وقت بتلاتا ہے، اور اس درخت کے ہر پتہ پر نیک یا گناہ گار لکھا ہوا ہے جب وہ بیمار ہو جاتا ہے، تو وہ پتہ جس پر اس کا نام درج ہے، زرد ہو جاتا ہے اور جس وقت اس کی موت آجاتی ہے، وہ پتہ خشک ہو کر اس تختہ پر گر جاتا ہے۔ میں اس کا نام تختہ سے کاٹ کر ہاتھ دراز کرتا ہوں۔ اور اس بندے کی روح قبض کر لیتا ہوں۔ خواہ مشرق میں یا مغرب میں پھر آپ نے پوچھا یہ فرشتے دائیں بائیں کس کام میں لگے ہوتے ہیں، اس نے کہا دائیں طرف والے رحمت کے فرشتے ہیں۔ جب کسی نیک آدمی کی رُوح قبض کرتا ہوں تو ان کے حوالے کر دیتا ہوں۔ اور جب کسی بُرے انسان کی رُوح قبض کرتا ہوں تو بائیں طرف والے فرشتوں کے سپُرد کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتے کس قدر ہوں گے وہ کہنے لگا۔ کہ ان کی گنتی کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ لیکن روح کے قبض کا وقت ہوتا ہے تو چھ لاکھ رحمت کے فرشتے اور چھ لاکھ عذاب کے فرشتے آجاتے ہیں۔ پھر میں نیک کی روح کو رحمت کے فرشتوں کے حوالے کرتا ہوں

marfat.com

اور برُے رُوح کو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کرتا ہوں ۔ پھر قیامت تک ان کو دوبارہ حاضر ہونے اور رُوح کو لینے کی نوبت نہیں آئے گی اس کے بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ ہر جاندار کی رُوح قبض کرنے کو تو خود جاتا ہے ۔ یا کسی دوسرے فرشتے کو بھیج دیتا ہے ۔ اس نے کہا جس دن سے میں یہاں آ کر ٹھہرا ہوں میں کبھی اس جگہ سے ہلا نہیں لیکن ستّر ہزار فرشتے میرے ماتحت ہیں ۔ اور پھر ہر فرشتے کے تابع ستّر ہزار فرشتے ہیں ۔ جب کسی بندہ کی رُوح قبض کرنے کا وقت آتا ہے تو میں ان کو بھیج دیتا ہوں تاکہ وہ اس بندہ کی رُوح کو قبض کر کے اس کے حلق تک لے آئیں ۔ اس کے بعد میں خود ہاتھ بڑھا کر کام پورا کر لیتا ہوں ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے مقرب فرشتے میں تجھ سے ایک درخواست کرتا ہوں ۔ اگر قبول کرے تو کہوں ؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا ۔ آپ فرمایئے میں بدل و جان اس بات کو قبول کروں گا ۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے ساتھ سہولت اور آسانی کا معاملہ کیا کرو ۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کے جلال کی قسم ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر رات دن میں ستّر ہزار مرتبہ حکم فرماتا ہے ۔ کہ اے عزرائیل ! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر سختی نہ کرنا اور بہت نرمی کرنا ۔ بنا بریں عرض ہے کہ میں ان پر بہت مہربان ہوں ۔ (ریاض الازہار ص ۳۱۸)

سُورج

پھر آپ نے سورج کو ملاحظہ فرمایا ۔ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے ۔ کہ سورج کا طول و عرض اسّی ہزار برس کی راہ ہے ۔ ہر روز تین لاکھ ساٹھ ہزار فرشتے اس کو مشرق سے مغرب میں لاتے ہیں ۔ پھر وہ فرشتے عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں ۔ اور دوسرے دن اور فرشتے اسقدر آجاتے ہیں ۔ اور یہی کام کرتے ہیں ۔ اور قیامت تک انکی نوبت نہیں آتی ۔ جب رات کا وقت ہوتا ہے تو سورج کو عرش کے نیچے لے جاتے ہیں ۔ حتیٰ کہ وہاں سجدہ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے ۔ وہیں

marfat.com

رہتا ہے۔ تا آنکہ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو جانب مشرق میں لاتے ہیں۔ اور اسی طرح یہ کام رہتا ہے۔ حتیٰ کہ قرب قیامت کے وقت اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا تو سورج کو فرشتے مغرب کی طرف سے لائیں گے۔ اور ادھر ہی سے طلوع کرے گا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (پ۲۳ ع ۱) اور سورج اپنی جائے قرار (یعنی عرش کے نیچے سجدہ کیلئے) چلتا رہتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ جو کہ سب پر غالب اور ہر بات کے جاننے والا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی	حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن صحابہ سے خطاب فرمایا۔ کیا تم بتلا سکتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول اچھا جانتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سورج چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ اپنی قرار گاہ تک پہنچ جاتا ہے جو کہ عرش کے نیچے مقرر ہے وہاں یہ سجدہ میں پڑا رہتا ہے حتیٰ کہ اسکو کہا جاتا ہے کہ سر کو اٹھا اور جہاں سے آیا ہے وہاں پھر لوٹ جا پھر وہ مشرق

marfat.com

يُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي
مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ
فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ
مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِي
حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا
تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ
سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ
حَتَّى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي
ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ
جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ
طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا
ثُمَّ تَجْرِي لَا يَسْتَنْكِرُ
النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا
حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى
مُسْتَقَرِّهَا ذَلِكَ تَحْتَ
الْعَرْشِ فَيُقَالُ
لَهَا ارْتَفِعِي أَصْبِحِي
طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ
فَتُصْبِحُ طَالِعَةً
مِنْ مَغْرِبِهَا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ
مَتَى ذَاكُمْ حِينَ

سے طلوع کرتا ہے، اور پھرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اپنے ٹھکانہ تک پہنچ جاتا ہے، جو کہ عرش کے نیچے ہے۔ پھر وہاں سجدہ میں پڑا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو کہا جاتا ہے سجدہ سے سر کو اٹھا اور جہاں سے آیا واپس لوٹ جا۔ پھر وہ لوٹ کر صبح کے وقت حسبِ دستور مشرق سے طلوع کرتا ہے اور اس بات کو لوگ نئی بات نہیں سمجھتے اسلئے کہ غروب اور طلوع سورج کی عادت کے مطابق یکساں اور باقاعدہ جاری ہے کہ ہر روز مشرق سے طلوع کرتا ہے اور ہر روز مغرب میں غروب کرتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اپنی قرارگاہ میں پہنچے گا۔ اور سجدہ میں سر جھکا کر طلوع کا اذن مانگے گا اس وقت اسکو کہا جاویگا کہ سجدہ سے سر کو اٹھا اور مغرب سے طلوع کیجیے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ مغرب سے طلوع کریگا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کب ہوگا پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ یہ اس وقت مغرب سے سورج کا طلوع ہوگا جب کسی شخص کو ایمان لانا

marfat.com

فائدہ نہ دے گا جو شخص پہلے ایمان نہیں لایا۔ اور نہ ہی کسی شخص کو توبہ فائدہ دیگی جس شخص نے اس سے پہلے توبہ نہیں کی۔	لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا (بخاری شریف و مسلم شریف)

تحقیق سجود شمس (۴)

چونکہ جدید تعلیم اور مغربی تہذیب یافتہ لوگوں کو یہ مسئلہ سمجھنا بہت دشوار ہے۔ کیونکہ ہر رات شام سے صبح تک سورج کا عرش کے نیچے اپنی قرار گاہ میں متواتر سجدہ کرنا کس طرح تسلیم ہو سکتا ہے۔ حالانکہ سورج جب ایک ملک سے غروب کرتا ہے۔ دوسرے ملک میں طلوع کرتا ہے اور رات کسی جگہ لمبی ہوتی ہے، اور کسی جگہ تھوڑی ہوتی ہے اور دن رات میں بڑا اختلاف ہے۔

حتیٰ کہ فن لینڈ (FINLAND) بلغاریہ میں بعض اوقات شام کی شفق زائل ہونے سے پہلے صبح صادق ہو جاتی ہے قطب شمالی اور قطب جنوبی میں رات اور دن چھ چھ ماہ کے برابر ہوتے ہیں۔ نوے درجہ کے طول بلا کا بھی یہی حال ہے۔ اور یہ بات دلائل سے ثابت ہے۔ کہ غروب کے اور سورج کسی جگہ نہیں ٹھہرتا کیونکہ غروب کے بعد کسی نہ کسی ملک میں طلوع کریگا۔ اگر غروب کے بعد سورج کچھ وقفہ کے لئے ٹھہر جائے تو ضروری ہے کہ دوسرے ملک میں طلوع ہونے میں توقف ہو جائے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ سورج اپنے محور سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتا۔ ہر آن اور ہر زمان میں وہ کسی نہ کسی ملک میں موجود رہتا ہے۔ اگر ایک ملک سے غائب ہے تو دوسرے ملک میں ظاہر ہے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ احادیث صحیحہ کی تشریح کی جائے جس سے عیاں اور برہان سے مطابقت ہو جائے۔ حاصل جواب ہے کہ نفوس قدسیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت بخشی ہے۔ کہ وہ ایک وقت میں چند جگہوں پر موجود ہو سکتے ہیں اور یہ ان کے غائت تقدس کے بسبب ہو سکتا ہے۔ اس کی مثالیں یہ ہیں۔ حضور

marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات شریفہ کے بعد ایک وقت میں متعدد جگہ پر دیکھا گیا ہے ، حالانکہ قبر شریف میں بھی آپ نماز پڑھ رہے ہیں ، جیسا کہ حضرت موسٰی علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے ، اور بیت المقدس میں بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور چھٹے آسمان پر بھی تشریف فرما تھے ، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جتنے نبیوں کو دیکھا ہے ’’وسلام ہو ان پر‘‘ دیکھا ہے ۔ وہ اپنی قبروں میں موجود تھے ۔ اور جہاں دیکھے گئے وہاں بھی موجود تھے ، اسی طرح حضرت ابراہیم بن ادھم کے بارہ میں منقول ہے ۔ کہ آپ کو آٹھویں ذی الحج کے دن لوگوں نے بصرہ میں دیکھا اور اسی دن لوگوں نے مکہ میں ان کو دیکھا ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کرامات میں منقول ہے کہ بیک وقت پورے چالیس مقامات مختلفہ ہیں آپ کو دیکھا گیا ۔ بیت المقدس کا مسئلہ واضح ہے ۔ کہ جب آپ معراج سے واپس آئے اور لوگوں نے بیت المقدس کے نشانات پوچھے تو بیت المقدس کو فرشتوں نے اٹھا کر آپ کے سامنے پیش کر دیا ۔ اور آپ نشانات بتاتے رہے حالانکہ بیت المقدس اپنے اصلی مقام سے بھی غائب نہ ہوا تھا ۔ بہر حال معجزات اور کرامات کی کیفیت کا ادراک تو ہم عوام کیلئے محال ہے ، صرف اسقدر جانتے ہیں کہ قدسی روح والا خواہ عالم علوی کا ہو یا عالم سفلی کا ہو ۔ نبی ہو یا ولی ہو ، بیت اللہ ہو یا بیت المقدس ہو ۔ سورج ہو یا چاند ستارے کچھ ہوں ۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے قدرت عطا کی ہے ، کہ ایک وقت میں متعدد مقامات میں موجود ہو سکتے ہیں ۔ اب اس تقریر سے یہ استحالہ نہ رہا کہ سورج اپنے محور میں بھی موجود رہے ، اور عرش کے نیچے سجدہ بھی کرے اور خدا کی تسبیح بھی کہتا رہے اور ہر طلوع کے لئے اذن بھی چاہتا رہے ۔ ایک مقدس ہستی کے لئے اس قسم کا تعدد کوئی محال نہیں ہے ۔ گو نئی روشنی کے لوگ اس بات کو بعید از عقل کہہ دیں تو سورج کی کرامت متصور ہو گی ، کیونکہ کرامت اس کو کہتے ہیں ، جو عادت اور عقل کے خلاف اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت سے ظاہر ہو جائے ۔ اور یہ سوال وجواب کی تقریر تفسیر روح المعانی میں سے

marfat.com

نقل کی گئی ہے۔ باقی رہا یہ اشکال کہ سورج اپنے مدار پر حرکت کر رہا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے، کہ غروب ہونے کے بعد سورج الٹی حرکت کر کے مغرب کی طرف سے طلوع کریگا۔ تو اس کا جواب اسقدر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے، یہ سب اس کا کارخانہ ہے۔ اپنے کارخانہ عالم کو جس طرح اسکی مشیت ہو چلاسکتا ہے۔ اور کئی بار ایسا بھی ہو چکا ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ سورج نے غروب ہونے کے بعد واپس طلوع کیا۔ حتیٰ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز عصر ادا کی اور پھر سورج کو غروب کیا۔ اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خیبر کے موقعہ پر عصر کی نماز قضا ہوگئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا ڈوبا ہوا سورج مغرب سے طلوع کر کے نمودار ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا کی اور پھر سورج نے غروب کیا۔ اسی طرح ایک واقعہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو کہا کہ میرا خدا مشرق سے روزانہ سورج کو لاتا ہے۔ اگر تو خدا ہے۔ تو آج مغرب سے سورج کو نکال کہتے ہیں کہ نمرود کے دل میں خیال گذرا کہ میں اس کو یوں جواب دوں کہ ہر روز میں سورج کو مشرق سے لاتا رہا آج تمہارا خدا مغرب سے سورج ظاہر کرے۔ اس کے بعد فوراً ہی یہ خیال کیا کہ نبوت کو بہت وسیع اختیارات ہوتے ہیں۔ اگر یہ اپنے اللہ تعالیٰ سے کہہ دے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔ اور اسوقت میری پوزیشن بہت خراب ہو جائیگی کیونکہ اسکی صداقت کی دلیل قائم ہو جائے گی۔ تو نمرود اس مناظرہ میں اس خیال کے بعد مبہوت ہوگیا۔ اور اس سے کوئی جواب نہ بن سکا۔ جیسا کہ تفسیر خازن میں لکھا ہے۔

پانچواں آسمان

بعد ازاں پانچویں آسمان پر گذر ہوا۔ اس آسمان کا نام صافیہ ہے۔ اور دربان کا نام سقطائیل ہے۔ آپنے سلام کیا، اور اس نے سلام کا جواب دیا۔ جب حسب دستور دروازہ کھلوا کر

marfat.com

آپ آسمان کے اوپر تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ اس دربان کے ماتحت پانچ لاکھ فرشتے مقرر ہیں۔ تسبیح ان کی یہ ہے۔ قُدُّوْسٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْاَرْبَابِ سُبْحٰنَ رَبِّنَا الْاَعْلٰی الْاَعْظَمِ قُدُّوْسٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ

فرشتے خشوع میں

آپ نے وہاں فرشتوں کو دیکھا کہ سب خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اور بلند آواز سے یہ تسبیح کہہ رہے ہیں۔ سُبْحَانَ الْقَاضِیْ الْاَکْبَرُ وَ سُبْحَانَ الْعَدْلِ الَّذِیْ لَایَجُوْرُ آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کیا ان کی یہی عبادت ہے اس نے کہا ہاں! آپ بھی اپنی امّت کے لئے دعا کیجئے کہ آپ کی امت کو بھی یہ عبادت نصیب ہو تب آپ نے دعا کی پھر اللہ تعالٰے نے آپ کی امت کیلئے بھی نماز میں خشوع کا حکم نازل فرمایا۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (پ۱۸ ع ۱)	وہ ایمان لانے والے عذاب سے نجات اور فلاح پاگئے جو اپنی نماز میں خشوع خضوع اور نیاز سے عبادت کرتے ہیں (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۴۳)

حضرت ہارون علیہ السلام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ہارون علیہ السلام وہاں موجود تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ آپ ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ مرحبا یعنی خوش آمدید اے برادر صالح اور نبی صالح (بخاری شریف)

marfat.com

ج ا ص۹۱ مسلم شریف ج ا ص۹۱)

شرک کرنے والے

پھر آپ ایک فرشتے پر گذرے کہ اس کا قد اتنا بڑا تھا کہ اگر چاہے تو تمام مخلوق کو ایک لقمہ بنا کر کھالے۔ اس کے آس پاس بہت فرشتے تھے جن کے سر عرش کے نیچے اور پاؤں تحت الثریٰ تک پہنچے ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں آتشی گرز تھا۔ ان فرشتوں کے سامنے لوگوں کا ایک گروہ تھا جن کے جسموں پر آگ کا لباس تھا۔ یہ فرشتے ان لوگوں کو گرز مارتے تھے۔ جس کے صدمہ سے ان کے گوشت، پوست پر آگ کے شعلے بھڑکتے تھے۔ پھر جل کر نیست و نابود ہو جاتے تھے۔ پھر وہ اصل حالت میں آجاتے تھے۔ اور فرشتے ان سے اسی طرح کرتے تھے۔ جیسے پہلے تھا۔ آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ شرک کرنے والے لوگ ہیں۔ جو بتوں سے اپنی حاجتیں مانگتے تھے۔ خداتعالےٰ نے اس فرشتہ کو بمع اس کے تابعداروں کے ان پر مسلط کیا ہے۔ تاکہ اس قسم کا عذاب ہمیشہ دیتے رہیں۔ اس فرشتے اور اس کے تابعداروں کی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ سُبْحَانَ الصَّمَدِ الْغَفَّارِ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ (معارج النبوۃ)

چھٹا آسمان

پھر چھٹے آسمان پر گذر ہوا۔ حسب دستور دروازہ کھلوانے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز دی اور دربان نے دروازہ کھولا اس آسمان کا نام حاروس ہے اور دربان کا نام ردمائیل ہے۔ آپ نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دے کر یہ دعا دی

بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ حَسَنَاتِکَ وَزَادَ فِیْ کَرَمَاتِکَ

اللہ تعالےٰ تمہاری نیکیوں میں برکت دے اور تمہاری بزرگی زیادہ کرے آپ نے اس دعا کے بعد آمین کہی اس فرشتہ کے مطیع چھ لاکھ فرشتے تھے

marfat.com

جن کی تسبیح یہ تھی۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ سُبْحَانَ النُّوْرِ الْمُبِيْن سُبْحَانَ اِلٰهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَاِلٰهُ مَنْ فِي الْاَرْضِ (معارج النبوۃ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں وہاں گیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبی صالح جب میں نے ان سے چل کر آگے چلا تو وہ رو دیئے ان سے پوچھا آپ کیوں رو دیئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میرے بعد ایک نوجوان نبی مبعوث ہوئے۔ جنکی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے بہشت میں زیادہ داخل ہوں گے (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۵۵ مسلم شریف ج ۱ ص ۹۳)

علمائے کرام کہتے ہیں کہ آپ کے رونے کا سبب یہ تھا۔

اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ مِثْلُ اَجْرِ كُلِّ مَنِ اتَّبَعَهٗ

نبی کے جتنے پیروکاروں کو درجہ ملتا ہے۔ اسقدر اس امت کے نبی کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا یہ تھی کہ مجھے بھی اس طرح درجات حاصل ہوتے۔ اور آپنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوجوان اس لئے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو تیئس ۱۲۳ برس ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف بوقت معراج ترپن ۵۳ سال تھی۔

حضرت میکائیل علیہ السلام

اس کے بعد حضرت میکائیل علیہ السلام پر گذر ہوا کہ وہ ایک بڑی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے سامنے ایک بہت بڑی ترازو ہے جن کا ایک پلہ آسمان و زمین کے چودہ اطباق سے بھی بڑا ہے اس ترازو کی ڈنڈی مشرق سے مغرب تک پہنچی ہوئی ہے۔ رزق کے بے شمار ٹیلے ان کے پاس جمع ہیں۔ آپ نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور اُٹھ کر تعظیم کی اور پھر معانقہ کیا۔ پھر دُعا دی۔

marfat.com

زَادَكَ اللّٰهُ كَرَامَةً وَّفَرْحًا

اور آپ کو بشارت سنائی کہ کسی امت کی خیر و برکت آپ کی امّت کے برابر نہیں ہے۔ وہ آدمی بہت ہی خوش نصیب ہے جس نے آپ کی پیروی کی اور آپ سے محبت کی اور وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جس نے آپ کی نسبت دل میں بُغض رکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کہ حضرت میکائیل علیہ السلام کے ماتحت سات لاکھ فرشتے مقرر ہیں۔ ہر ایک کے پاس ایک جھنڈا ہے، اور ہر جھنڈے کے نیچے سات لاکھ فرشتے ہیں، اور وہ تمام کے تمام حضرت میکائیل علیہ السلام کے سامنے صف بستہ ہیں، ان کے حکم کی انتظار میں ہیں۔ ان تمام ملائک نے کہا، کہ ہم سب آپکے خادم ہیں، اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پچیس ۲۵ ہزار برس پہلے سے آپ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بارش کے ہر قطرہ۔ ہوا کے ہر ذرّہ۔ سورج اور چاند کی ہر کرن اور نباتات سے جو پودا زمین سے پیدا ہوتا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ ایک فرشتہ موکل ہوتا ہے، تاکہ اسکی تربیت کر کے کمال تک پہنچائے اور حضرت میکائیل علیہ السلام کی تسبیح یہ تھی، سُبْحَانَ رَبِّ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّكَافِرٍ سُبْحٰنَ مَنْ تَضَعُ مِنْ هَيْبَتِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهَا الْحَوَامِلُ (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۳۶)

ساتواں آسمان

اس کے بعد ساتواں آسمان دیکھا اسکا نام اسماقائیل تھا جو کہ سفید شیشہ کی مانند چمکتا تھا جب دروازہ کھلوا کر اُوپر جانا ہوا۔ تو روحائیل دربان نے سات لاکھ فرشتوں کے ساتھ آپ کو سلام کیا۔

یہ سب فرشتے یہ تسبیح پڑھ رہے تھے، سُبْحٰنَ الَّذِىْ بَسَطَ السَّمٰوٰتِ فَرَفَعَهَا سُبْحَانَ الَّذِىْ اَطْلَعَ الْكَوَاكِبَ وَاَزْهَرَهَا سُبْحَانَ الَّذِىْ اَرْسَى الْجِبَالَ فِيْهَا،

(ریاض الازہار ص ۲۲۴)

marfat.com

آفرینش ملائکہ

ایک فرشتہ پر گذر ہوا، کہ اس کے سات سر ہیں، اور ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرہ میں ستر ہزار منہ ہیں اور منہ میں ستر ہزار زبان ہے۔ اور ہر زبان میں سات لاکھ بولی ہے جو ایک بولی دوسری بولی سے بلحاظ نوعیت کے مختلف ہے۔ اس کے سات لاکھ بازو ہیں۔ ہر روز نہر میں غوطہ لگاتا ہے۔ اور باہر نکل کر اپنے پر و بال جھاڑتا ہے اور ہر قطرہ سے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک یہ تسبیح کہتا رہے گا۔ سُبْحٰنَ مَا اَعْظَمَ شَانُکَ سُبْحَانَکَ سَیِّدِ مَا اَعْلٰی مَکَانَکَ سُبْحٰنَکَ سَیِّدِیْ مَا اَرْحَمَ بِخَلْقِکَ (ریاض الازہار ۲۲)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار اور ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں۔ اور چہرے میں ستر ہزار دھن (منہ) ہیں۔ اور دہن (منہ) میں ستر ہزار زبانیں ہیں۔ اور ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہے۔ یُسَبِّحُ اللّٰہَ تَعَالٰی بِتِلْکَ اللُّغَاتِ کُلِّھَا یَخْلُقُ مِنْ کُلِّ تَسْبِیْحَۃٍ مَلَکًا یَطِیْرُ مَعَ الْمَلٰئِکَۃِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وہ فرشتہ ان سب لغات سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے، کہ قیامت تک ملائکہ کے ساتھ پرواز کرے گا۔ عمدۃ القاری میں کتاب التفسیر میں یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ کے تحت یوں ہی لکھا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ اور معالم التنزیل میں امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ کہ رُوح ایک عظیم فرشتہ ہے۔ جو آسمان۔ زمین وجبال اور ملائکہ سب سے بڑا ہے اس کا مقام چوتھے آسمان پر ہے۔ ہر روز بارہ ہزار مرتبہ تسبیح کہتا ہے۔ اس کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ بنتا ہے۔ یہ رُوح نامی فرشتہ قیامت کے دن ایک صف میں ہوگا۔ اور باقی سب فرشتوں کی ایک صف ہوگی (الہدایۃ المبارکہ فی خلق الملائکہ ص ۵۲)

(ف) یہاں صرف اسقدر واقعہ لکھا گیا ہے جسکو معراج سے تعلق ہے ورنہ فرشتوں کی پیدائش کے بارہ میں اٹھارہ اقوال ہیں اور ان میں کئی طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

marfat.com

حضرتِ اسرافیل علیہ السلام

پھر ایک فرشتہ پر گذر ہوا جس نے دو زانو بیٹھے ہوئے عرش کی طرف نگاہ لگا رکھی تھی وہ اپنے منہ میں صور لئے ہوئے کسی کی انتظار میں محو تھا۔ اس صور میں تمام مخلوق کے روحوں کی مقدار میں سوراخ تھے اور اس کے سامنے ایک لوح یعنی تختی لٹکی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے پہچان لیا کہ یہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ آپ نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا۔ اَبْشِرْ فَاِنِّیْ اَرٰی الْخَیْرَ فِیْکَ وَ فِیْ اُمَّتِکَ آپ کو مبارک ہو کہ میں آپ میں اور آپ کی اُمت میں بھلائی دیکھ رہا ہوں۔ اور اسکی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ (اخبار القرآن ص۲۶۵)

حضرتِ ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گذر ہوا۔ آپنے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا مرحبا۔ یَا نَبِیَّ الصَّالِحِ وَ ابْنَ الصَّالِحِ نیک نبی اور نیک بیٹے کو خوش آمدید ہو۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا اپنی امت کو میری طرف سے کہنا اور یہ پیغام دینا کہ بہشت کی زمین بہت عمدہ ہے۔ اسمیں بے شمار درخت لگاؤ۔ اور پھر اس کے باغات کے میوہ جات چنو اور ان درختوں کے لگانے کی تسبیح یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ،

(معراج شریف از عبد الباسط فاخوری مفتی بیروت ص۱۱۱) حضرت جامی فرماتے ہیں

؎ یاد کن آنگاہ کہ در شب اسریٰ
حبیب خدا خلیل خدا
گفت گو از من اے رسول کرام
امت خویش را بعد از سلام
کہ بود پاک خوش زمین بہشت
لیک آنجا کسے درخت نہ کشت

marfat.com

خاک د پاک د طیب افتادہ
لیک ہست از درختہا سادہ
غرس اشجار آں بہ سعی جمیل
بسملہ حمد لہ ہست بس تہلیل
ہست تکبیر نیز ازاں اشجار
خوش کسے کش جزیں نبایدکار
باغ جنات تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
سیر د خورم شود ازاں اشجار

اس کو حدیث غراس کہتے ہیں کیونکہ غراس کے معنی درخت لگانے کے آتے ہیں۔ اور یہ حدیث ترمذی شریف وغیرہ کتابوں میں بھی موجود ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (پ۲۷ ع۱۲) جو کوئی اپنے رب سے ڈر گیا۔ اس کے لئے دو طرح کے بہشت ہیں۔

نبیوں کے ملنے میں نکتے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کے واقعہ میں سب نبیوں سے "سلام ہوا ن پر" حضرت آدم علیہ السلام کو اس لئے دیکھا کہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو دشمن نے بہشت سے نکالا تھا۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دشمن نے مکہ سے نکالا تھا۔ اس کے بعد جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے ستایا تھا اسی طرح ہجرت کے بعد یہودیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستایا۔ حتیٰ کہ کبھی زہر آلودہ گوشت کھلانے کی اور کبھی ناگہانی طور پر ایک بڑا پتھر اوپر سے ڈالنے کی سازش کی گئی۔ پھر جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بخت اور تخت دیا۔ اور تمام بھائی اس کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور دل میں شرمندہ تھے کہ یہ ہمارے ساتھ

marfat.com

کیا سلوک کریگا، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ (پ ۱۳ ع ۴) آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اس طرح جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے جنگ بدر میں فتح عطا فرمائی قریش بہت شرمساری سے قیدی ہوکر آپ کے سامنے پیش کئے گئے تو آپ نے ان کو احسان کرکے فدیہ لیکر آزاد فرمایا۔ اور جب فتح مکہ کے بعد وہ سب پیش ہوئے اور اپنی کارگذاریوں پر نادم تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تم کو وہی کہوں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو کہا تھا۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ آج تم لوگوں پر کسی قسم کی ملامت نہیں ہے۔ تم نے اپنے کئے کا انجام دیکھا اور میں نے اپنے رب کی مہربانی کا ظہور دیکھا۔ اس کے بعد جس طرح حضرت ادریس علیہ السلام کو سب سے پہلے لکھنا عطا کیا اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی مبارک کا چوتھا کارنامہ یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کی طرف خطوط لکھے حتی کہ نجاشی اور مقوقس اور عمان کا بادشاہ اسلام لائے اور قیصر وکسریٰ جیسے نڈر بادشاہ آپکے رعب سے کانپ گئے۔ اس کے بعد جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام اپنی قوم میں محبوب تھے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت قریش کے دل میں گھر کرگئی۔ کہ جو لڑتے جھگڑتے تھے۔ سرنگوں ہوکر اسلام لائے اور آپکے عشق میں جانثار ہوگئے اس کے بعد جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شام کے لوگوں سے غزوات کا حکم ہوا۔ اور وہاں سے عمالقہ جیسی جابر قوم کو شکست فاش ہوئی۔ اور بنی اسرائیل غالب آئے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات سے چھٹی حالت یہ ہے۔ کہ آپنے ملک شام میں غزوات کئے حتیٰ کہ غزوہ تبوک میں فتح ہوئی صاحب دومۃ الجندل نے شکست کھاکر جزیہ قبول کیا۔ اور مکہ شریف فتح ہوا۔ اور صحابہ کرام نے نہایت آرام وسکون سے اپنے وطن کو جاکر دیکھا۔ اس کے بعد جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا اور لوگوں کو حج کی اطلاع دی۔ اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احوال بابرکت اشتمال سے آخری احوال یہ تھا کہ اپنے ستر ہزار (اور بروایت دیگر ایک لاکھ چوبیس ہزار) صحابہ کرام کی معیت کے ساتھ بیت اللہ

marfat.com

شریف کا طواف کیا۔ اور وہاں حج کیا۔ (نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۵۷) زرقانی ج ۶ ص ۹۰ روح البیان ج ۲ ص ۳۹۹ الروض الانف ج ۱ ص ۲۵۰) گویا نبیوں کے ملنے میں یہ نکتے ہیں۔ کہ آپ کی تمام زندگی کے حالات سے ان تمام نبیوں کے حالات (سلام ہو ان پر) سے مناسبت کی بنا پر موقعہ بہ موقعہ ملاقات ہوتی رہی۔

(ف) اصل عربی عبارت کے لئے مذکورہ حوالہ جات مطالعہ فرمادیں۔

استفہام کی حقیقت

عالم برزخ کے واقعات مشاہدہ فرماتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کرنا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بتانا۔ اور نبیوں کی ملاقات (سلام ہو ان پر) کے موقعہ پر کہنا کہ یہ فلاں نبی ہے یہ فلاں نبی ہے۔ آپ ان سے ملے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاعلمی کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ استفہام ہمیشہ بے علمی کیوجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کبھی استفہام باوجود علم کے بھی کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى = اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرا عصا ہے۔ کہ اس سے سہارا لگا لیا کرتا ہوں اور بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اسمیں میرے اور بھی منافع ہیں۔ اسی طرح حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جب کراماً کاتبین فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ تم کہاں سے آئے ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم زمین سے آئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ كَيْفَ وَجَدْتُمْ عِبَادِيْ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں پایا۔ وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ہم آئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ دیکھئے صاحب! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو صرف ایک ہی رات ایک ہی سفر معراج کے موقعہ پر ایک جبرئیل علیہ السلام سے کچھ دریافت فرماتے رہے۔ اللہ جل شانہٗ ہر آئے دن فرشتوں سے جو لاتعداد اور بے شمار ہیں۔ کہاں سے آئے ہو۔ اور میرے بندوں کو تم نے کس حالت

marfat.com

میں پایا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ اور کہتے ہیں ۔ کہ حضرت مولانا غلام حسن صاحب سواگ رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ جو کسی موقعہ پر عام اجتماع میں آپ سے بیعت ہو چکا تھا۔ اور پھر چھ سال متواتر حاضر ہوا۔ بمقام روڈہ کہنہ پھر عام اجتماع میں بیعت ہونے لگا۔ حضرت صاحب نے اسے روکا کہ تو فلاں جگہ پہلے ہی بیعت ہو چکا ہے۔ کیا ایک ولی کی فراست اتنی ہے؟ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت المقدس میں ان سب نبیوں سے وہ سلام ہوا ن پر" ملتے ہیں اور پھر آسمانوں پر ان کو اگر نہیں پہچان سکتے تو یہ کہنا کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ یہ ایک بہت بُری بات ہے۔ جو ان لوگوں کی زبان سے سرزد ہوتی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے ؎
خصوصًا بے ادب کی ہر ادا سے

کہتے ہیں کہ ہر نبی سے ہر آسمان پر آپ کو واقف کرنا۔ اس لئے نہیں کر آپ ان سے متعارف نہیں تھے۔ بلکہ خادم اپنے خادمانہ آداب ملحوظ رکھ کر اس طرح عرض کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی ضمیر الدین لکھتے ہیں جیسے دولہا سے کہتے ہیں کہ یہ تمہارا باپ ہے۔ تم ان کو سلام کرو اور یہ تمہارا بھائی ہے۔ آپ ان سے ملیئے۔ اور سلام کیجئے۔ اس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ فلاں نبی ہیں اور یہ فلاں نبی ہیں۔ آپ ان سے ملیئے۔ اور سلام کیجئے۔ (وعظ بے نظیر ص۱۶۲)

بیت المعمور منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت المعمور کو دیکھا جو آسمانوں پر ملائکہ کا قبلہ ہے۔ وہاں ستر ہزار فرشتے روزانہ آکر زیارت کرتے ہیں۔ اور پھر قیامت تک ان کو حاضری کی نوبت نہیں مل سکتی۔ (مسلم شریف ج ۱ ص۹۳) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیت المعمور ساتویں آسمان پر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چھٹے آسمان میں ہے۔ طبرانی نے حضرت قتادہ سے روایت کی ہے کہ بیت المعمور پہلے آسمان پر ہے اسکی تطبیق کے لئے ایک حدیث شریف ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

marfat.com

إِنَّ فِي كُلِّ سَمَاءٍ بَيْتًا يُحَاذِي الْكَعْبَةَ وَكُلٌّ مِنْهَا مَعْمُورٌ بِالْمَلَائِكَةِ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۰) تحقیق ہر آسمان میں ایک گھر ہے۔ جو کعبہ کے سامنے ہے۔ اور سب کے سب فرشتوں سے آباد ہے۔ کہتے ہیں کہ اس مکان کی دیواریں یاقوت سرخ کی ہیں۔ اور اس کے دروازے زمرد سبز کے ہیں اور اس میں دس ہزار نورانی قنادیل روشن ہیں جنکی روشنی آفتاب سے زیادہ چمکدار ہے۔ اور ہر روز ستر ہزار فرشتے دریا نور میں غسل کر کے نورانی چادر اوڑھ کر احرام باندھ کر لبیک کہتے ہوئے بیت المعمور کا طواف کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔ اور قیامت تک پھر دوبارہ انکو موقعہ نہیں مل سکتا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو بیت المعمور میں لے گئے۔ اور عرض کی کہ جسطرح آپنے بیت المقدس میں تمام نبیوں کی "سلام ہو ان پر" امامت کی ہے۔ اسی طرح آپ یہاں فرشتوں کی امامت کرائیں۔ پھر آپنے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی۔ اور ساتوں آسمان کے فرشتوں نے اقتدار کی۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آرزو کی اور دعا میں کہا اے خداوندا! میری امت کو بھی اس عبادت سے حصہ عطا فرما۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور نماز جمعہ کی فرض کی گئی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جمعہ کے دن سب مقرب فرشتے بیت المعمور میں جمع ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اذان دیتے ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام خطبہ پڑھتے ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام امامت کراتے ہیں۔ اور تمام فرشتے ان کی اقتدار کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں۔ کہ میں نے اذان کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو بخش دیا ہے۔ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے خطبہ کا ثواب بخش دیا ہے۔ اور حضرت میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے امامت کا ثواب بخشا ہے۔ اور سب فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے اس نماز کا ثواب بخش دیا ہے۔ (ریاض الازہار ص ۲۲۰)

(ف) نماز جمعہ کی فرضیت شب معراج میں ہوئی۔ اور اسکی فرضیت کا ظہور مدینہ منورہ میں ہوا۔ کیوں کہ دار الحرب میں جمعہ فرض نہیں ہوتا اور مکہ ان دنوں دار الحرب

marfat.com

تھا۔ فتح مکہ ۸ھ کے بعد مکہ شریف دار السلام بنا

سدرۃ المنتہیٰ

پھر آپ کا سدرۃ المنتہیٰ پر گذر ہوا۔ وہ ایک بیری کی شکل کا درخت ہے۔ اس کا تنا سونے کا ہے۔ ڈالیاں موتی اور یاقوت اور زمرد کی ہیں۔ اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح ہیں۔ اور اس کے پھل ہجر کے مٹکے کی طرح ہیں۔ اس کی ڈالی سے جڑ تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے۔ اس پر پروانوں کی مانند اتنے فرشتے رہتے ہیں۔ کہ جنکی گنتی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔۔ قرآن شریف میں ہے۔ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی (پ۲۷ ع ۵) اور جب سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانک لیا۔ اس چیز نے کہ ڈھانک لیا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے جمع ہوئے تھے۔

(روح المعانی ج ۲۷ ص ۴۴) در منثور ج ۶ ص ۱۲۶)

اور آپ کو سلام کیا۔ اور رحمت الٰہی کی خوشخبری سنائی۔ اور آپ کی زیارت سے بہت خوش ہوئے اس کے بعد سدرۃ کی ایک شاخ دیکھی جس کی بلندی ایک لاکھ برس کی راہ تھی۔ اس کے اوپر سات آسمان اور سات زمین کے برابر ایک پتہ تھا۔ جس پر نور کا بچھونا بچھا ہوا تھا۔ وہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نام سے مقرر شدہ ایک کرسی پڑی تھی جس کے سامنے چالیس ہزار فرشتے تورات پڑھ رہے تھے اور چالیس ہزار فرشتے پیچھے کی طرف انجیل پڑھ رہے تھے۔ اور چالیس ہزار فرشتے دائیں طرف زبور پڑھ رہے تھے۔ اور چالیس ہزار فرشتے بائیں طرف قرآن مجید پڑھ رہے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے درخواست کی کہ یہ میری رہائش گاہ ہے۔ آپ یہاں دو رکعت نماز پڑھائیں تاکہ اس مقام کو برکت حاصل ہو جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی۔ اور فرشتوں نے اقتدار کی (ریاض الازہار ص ۲۲۲)

نیل اور فرات

اَنَّہٗ رَاٰی اَرْبَعَۃَ اَنْہَارٍ یَخْرُجُ مِنْ اَصْلِہَا نَہْرَانِ ظَاہِرَانِ وَنَہْرَانِ بَاطِنَانِ فَقُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ مَا ہٰذِہِ الْاَنْہَارُ قَالَ اَمَّا النَّہْرَانِ

اَلْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِی الْجَنَّۃِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّیْلُ وَالْفُرَاتُ (مسلم شریف)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں سدرۃ المنتہٰے کے بن سے چار نہروں کو نکلتے دیکھا۔ دو نہریں ظاہری تھیں۔ اور دو نہریں باطنی تھیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبریٔیل یہ کون سی نہریں ہیں۔ اس نے عرض کی جو دو نہریں باطنی ہیں وہ بہشت کی ہیں۔ اور جو نہریں ظاہری ہیں۔ وہ نیل اور فرات ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ جو باطنی ہیں ان کے نام کوثر اور نہر رحمت ہیں۔ ظاہری کا معنی یہ ہے۔ کہ یہ نہریں سدرہ سے نکل کر جہان دُنیا میں عام لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور باطنی کا معنی یہ ہے۔ کہ وہ عام نظروں سے پوشیدہ ہیں کیونکہ بہشت میں موجود ہیں اور سدرہ کو منتہیٰ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ تمام علماء کا علم یہاں تک پہنچتا ہے۔ اس کے آگے خدا کے سوا کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ فرشتوں کے معلومات کی وہاں انتہا ہو جاتی ہے۔

(لطف) **نیل اور فرات کے دہانہ کی بحث:** احادیث میں وارد ہے کہ نیل اور فرات سدرۃ المنتہٰے کی جڑ سے جاری ہو رہی ہیں۔ حالانکہ مشاہدہ اس کے متعارض ہے۔ تو اس تعارض کے دفع کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ اصل مرکز ان کا آسمان پر ہو اور ان کا منبع بظاہر زمین پر ہو۔ جس طرح سورج چوتھے آسمان پر ہے۔ مگر اس کی حرارت زمین پر بھی موجود ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ تحت الثریٰ تک ہو۔ اور نیل اور فرات کا اس سے بہنا کوئی حیرت کی بات نہیں کیونکہ جہاں ان کا منبع ہے۔ وہاں سدرہ کی جڑ ہے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ حدیث بلا تاویل حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سدرۃ المنتہٰے کی جڑ سے نیل اور فرات کو نکلتے دیکھا۔ اور یہ دونوں دریا وہاں سے ہی نکلتے ہیں چنانچہ

مَدَّ الْفُرَاتُ فِی بَعْضِ السِّنِیْنَ فَوُجِدَ فِیْہِ رُمَّانٌ مِثْلُ

marfat.com

اَلْبَعِيرِ فَيُقَالُ إِنَّهُ رُمَّانُ الْجَنَّةِ (روح البیان ج ۲ ص۲۰۱)

بعض سالوں کا قصہ ہے۔ کہ دریائے فرات بہہ رہا تھا۔ تواسمیں ایک انار پایا گیا۔ جو اونٹ کے برابر بڑا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ بہشت کا انار تھا۔ بلکہ سیرت حلبیہ میں ہے کہ وہ کئی انار تھے۔ اور سب ہی اونٹ کے برابر بڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ سب انار بہشت کے تھے۔ عبرت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دکھلائے تاکہ ان کو حدیث کی صحت پر یقین ہو جائے۔ چوتھا طریقہ یہ ہے کہ نیل اور فرات کا دہانہ اصل سدرۃ المنتہیٰ میں موجود تھا جسکو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے جناح شریف کے ذریعہ آسمان سے زمین پر اتارا اور پہاڑوں میں ودیعت رکھ دیا جس طرح قرآن مجید میں ہے۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ = اور ہم نے آسمان سے اندازہ کے مطابق پانی نازل فرمایا اور اس کو زمین پر ٹھہرایا۔ پھر جب زمین سے قرآن اور ایمان اٹھایا جائیگا تب یہ دہانہ بھی اٹھایا جائیگا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ؕ اور اسمیں شک نہیں کہ ہم اس پانی کو لے جانے پر بھی قادر ہیں۔ (نکتہ چوتھا منقول از سیرت حلبیہ ج ۱ ص۴۳۲)

اُونٹوں کی قطار

سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹوں کی قطار کو گذرتے دیکھا جس کے ہر ایک اُونٹ پر دو صندوق دھرے ہوئے تھے آپ نے پوچھا کہ یہ قطار کتنے عرصہ سے گذر رہی ہے۔ اور کہاں جا رہی ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ جب سے میں پیدا ہوا۔ اس طرح اس قطار کو گذرتے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ قطار کتنے عرصے سے گذر رہی ہے اور کہاں جا رہی ہے۔ اس کی ابتداء اور اسکی انتہا خدا ہی بہتر جانتا ہے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس قطار کے ایک اُونٹ سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر ایک صندوق اتار دجب صندوق اتار

marfat.com

پھر فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ پڑھ کر اس کا تالا کھولو جب تالا کھول چکے تو صندوق انڈوں سے پُر تھا۔ اور سب انڈوں پر قفل لگے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر انڈے کا تالا کھول دو۔ جب یہ تالا کھول چکے تو دیکھا تو وہ انڈہ خشخاس کے دانوں سے پُر تھا۔ اور خشخاش کے سب دانوں پر قفل تھا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ پڑھ کر تالا کھول دو جب اسکا تالا کھولا تو اسمیں ایک جہان تھا۔ اور اس جہان میں ایک شہر آباد تھا اس شہر میں وعظ ہو رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت جبرئیل علیہ السلام وہاں شامل ہو گئے۔ حتیٰ کہ واعظ نے کہا۔ ایک جگہ پانی ہے۔ اور پانی پر مٹی کا ڈھیلہ ہے اس ڈھیلہ پر نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں۔ اس پر ایمان لانے کے بغیر ہماری نجات نہیں ہو سکتی۔ وہاں ایک شخص نے سوال کیا کہ یہ مسئلہ غلط ہے۔ کیونکہ پانی پر مٹی کا ڈھیلہ کس طرح ٹھہر سکتا ہے اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے اُٹھ کر کہا کہ میں جبرئیل (علیہ السلام) ہوں۔ اور یہ وہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جس کی تعریف ہو رہی ہے۔ تب سب لوگوں نے کلمہ پڑھا اور آپ پر ایمان لائے۔ پھر آپ وہاں سے باہر آئے اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حسب دستور سابق جس طرح گذرا ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر خشخاس کا تالا لگایا پھر انڈہ کو تالا لگایا۔ اور پھر صندوق کو بند کیا۔ اور اسکو اونٹ پر لادا اس کے بعد اونٹ کو قطار میں شامل کر دیا۔ (رہبر راہِ حق صفحہ ۲۰)

(ف) حضرت شاہ حمزہ صاحب جنکی مزار پر انوار مارہرہ شریف میں زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔ آپ حضرت اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار ہیں جو کہ سلسلہ قادریہ میں نامی گرامی بزرگ گذرے ہیں۔ آپ ان بزرگوں سے ہیں جنکے اقوال و افعال بطور حجت پیش کر سکتے ہیں۔ آپ نے

marfat.com

ایک مثنوی شریف میں یوں واقعہ لکھا ہے ؎

در شب معراج دیدہ مصطفیٰ
صد ہزاراں اشتراں بے انتہا
مے روند ایشاں قطار اندر قطار
لانہایت روز و شب بے انتظار
ہست دو صندوق بار ہر شتر
یک ازیں سو دیگر آں سو سر بسر
کرد از جبریل استفسار شاہ
چیست ایں راز نہاں بر گور راہ
جبرئیل گفت اے شاہ جہاں
من نہ دانم چہ اسرار است آں
آں زماں کہ کرد پیدا حق مرا
ہم چنیں مے بینم ایں حالت ورا
روز و شب ایں اشتراں صندوق بار
بے نہایت مے روند اندر قطار
نیست مارا از وجود شاں خبر
راز حق را کے بدانم زیں گذر
دنگ و حیرانم دریں درگاہ او!!
بے بدایت بے نہایت راہ او!!

توبہ کرنے والے

اس کے بعد آپ کا ایک نہر پر گذر ہوا جہاں کالے لوگ غسل کر کے باہر نکلتے ہیں جو نورانی شکل والے بن جاتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ نہرِ رحمت ہے۔ جن لوگوں نے گناہ کیے، اور پھر تائب ہو گئے۔ گویا وہ اس نہر

marfat.com

سے غسل کر کے گناہوں کی سیاہی دھو رہے ہیں۔ (معارج ج ۳ ص ۱۲۹)

روزہ داروں کے برآت نامے

اس کے بعد ایک باعظمت فرشتہ پر گزر ہوا جسکی قامت دس لاکھ برس کی راہ تھی۔ اس کے ستر ہزار سر تھے اور ہر سر کے ستر ہزار چہرے تھے۔ اور ہر چہرے میں ستر ہزار منہ تھے۔ اور اس فرشتے کے سر پر ستر ہزار زلفیں تھیں۔ ہر زلف پر ستر ہزار موتی معلق تھا۔ ہر موتی میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سمندر تھا۔ ہر سمندر میں بے حساب مچھلیاں تیرتی تھیں جن کا طول دو سو برس کی راہ تھا۔ ہر ایک مچھلی کی پشت پر لکھا تھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ،

آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے اس کی کیفیت دریافت فرمائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے۔ اور بہشت کے مرغزار میں اس کے ٹھہرنے کا مقام ہے۔ اب اس کو یہاں لاتے ہیں۔ آپنے اسکو سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا۔ دیکھا تو اس کے سامنے دو صندوق رکھے ہوئے تھے۔ جن پر ستر ہزار نورانی قفل لگے ہوئے ہیں۔ آپنے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا۔ اس نے کہا آپ خود یہ بات اس سے دریافت فرمائیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کہا کہ یہ کیسے صندوق ہیں۔ اس نے کہا ان صندوقوں میں آپکی امت کے روزے داروں کے برات نامے لکھے ہوئے ہیں۔ جن کے ثواب کی میں گواہی دیتا ہوں۔

نماز پر خوش ہونے والا

پھر ایک فرشتہ پر گذر ہوا۔ جس کے دائیں بازو سات لاکھ تھے۔ اور بائیں بھی اسی قدر تھے۔ ہر بازو پر مروارید کے ستر ہزار پَر اور یاقوت کے ستر ہزار پَر اور زمرد سبز کے ستر ہزار پَر اور زر سرخ کے اور نقرہ سفید کے اور کافور و زعفران

marfat.com

کے ستر ہزار پر تھے۔ جب وہ اپنے بازو کو ہلاتا تھا تو اس سے عجیب طرح کے نغمے ظاہر ہوتے۔ ان نغموں کو حوریں سنکر بالاخانوں پر ایک دوسرے کو مبارک باد دیتی تھیں۔ کہ اے حورو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے نماز کا وقت آگیا۔ اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ کہ تو کیوں خوش ہوتا ہے۔ تب فرشتہ کہتا ہے۔ کہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سب لوگ کاروبار ترک کرکے نماز کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ اسوقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم گواہ رہو میں نے اپنی رحمت سے ان سب کو منظور نظر بنالیا ہے۔ (معارج النبوۃ ج ۳ صنہ ۱۵۰)

صُورَتِ مُرغِ سُفَید

ایک فرشتہ پر گذر ہوا۔ جو مرغ سفید کی شکل و شباہت رکھتا ہے۔ اور مور سے زیادہ خوبصورت ہے۔ جس کے پاؤں سنہری ہیں۔ اور گردن یاقوت اور لعل سے مرصع ہے۔ جس وقت وہ فرشتہ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ کہتا ہے جہان دنیا کے مرغ بھی اس کی آواز سن کر سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ کہتے ہیں۔ اور جب یہ چپ ہو جاتا ہے۔ تو جہاں دنیا کے مرغ بھی چپ ہو جاتے ہیں۔ (اخبار القرآن صنہ ۲۶۶)

حجابِ زابغت

جب آپ حجاب زابغت تک پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پردہ کو ہلایا۔ اندر سے آواز آئی آپ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں۔ اور میرے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسوقت حجاب کے اندر سے آواز سنی کہ فرشتہ نے کہا اللہ اکبر اس کے بعد کہا گیا۔ میرے بندہ نے سچ کہا میں سب سے بڑا ہوں۔ پھر فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا گیا میرے بندہ نے سچ کہا۔ عبادت کے لائق ایک میں ہوں پھر فرشتے نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا گیا میرے بندہ نے سچ کہا۔ میں نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پھر فرشتے نے کہا

marfat.com

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فرشتہ کی بابت حضرت جبرئیل السلام سے دریافت فرمایا۔ تو اس نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے کہ میں تمام مخلوق سے خدا کے زیادہ قریب ہوں، مگر جب سے پیدا ہوا ہوں میں نے اس سے پہلے اس فرشتہ کو نہیں دیکھا۔

(درمنثور ج ۴ صـ ۱۵۴۔ نووی شرح مسلم ج ۱ صـ ۹۳)

خصائص کبریٰ میں لکھا ہے۔ کہ یہ اقامت تھی جو معراج کی رات آپ نے سنی۔ لہذا یہ سوال نہ ہوگا۔ کہ مدینہ منورہ میں اذان کے لئے مشورے کیوں ہوئے۔

(ف) جس جگہ معراج کے واقعہ میں اذان ہونے کا بیان وارد ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ الفاظ معروفہ سے اذان ہوئی ہو۔ کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ اذان کی مشروعیت بعد از ہجرت مدینہ منورہ میں ہوئی (سیرت حلبیہ ج ۱ صـ ۴۱۲)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ٹھہرنا

اس وقت اس فرشتہ نے پس پردہ سے ہاتھ باہر کر کے آپکو مع براق اٹھا لیا۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے۔ آپ نے فرمایا اے جبرئیل آپ مجھے اس جگہ کیوں اکیلا چھوڑتے ہو۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی میں کیا کروں مجھے آگے پرواز کرنے کی طاقت نہیں اس لئے کہ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (پ ۲۳ ع ۹) اور ہم سب فرشتوں سے کوئی ایسا فرشتہ نہیں۔ جسکا خاص مقام معلوم نہ ہو کہ اس سے آگے ہمیں تجاوز کا حق حاصل نہیں یہاں بھی آپ کی بدولت آگیا۔ ورنہ میرا اصلی مقام وہ ہے جہاں سدرۃ المنتہیٰ پر ملاحظہ فرمایا تھا۔ جو کہ بہت دور رہ گیا ہے۔ اسوقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قابو کر کے ایک قدم چلے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے جلال سے حضرت جبرئیل علیہ

marfat.com

السلام چڑیا کے برابر ہو گئے۔ لرزہ براندام اور آبدیدہ ہو کر عرض کیا
لَوْ دَنَوْتُ اَنْمِلَۃً لَاَحْتَرَقْتُ بَالِیْ (مشکوٰۃ شریف)
اگر انگلی کے پورے کی مقدار بھی قریب ہوں تو میرے پر جل جائیں گے۔ اس
کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا۔ اور ایک اشارہ میں اس کو اپنے مقام پر
پہنچا دیا۔ روایت ہے کہ اس ایک قدم میں پانچ سو سال کی راہ طے ہو چکی تھی
(معارج النبوۃ ج ۳ صا ۱۵۱) حضرت فریدالدین عطارؒ ارشاد فرماتے ہیں ؎

تو اے روح القدس پیش جنابے
کہ ذات او ستودہ آفتابے
چرا چندیں غم زنپر گرفتی
کہ بانگ لَوْ دَنَوْتُ برگرفتی
ترا اندر درون پردہ راہ نیست
کہ ہر سرہنگ مرد بارگاہ نیست
ہزاراں جاں ہمے سوزد دریں راہ
ترا گو پر بسوز اے پیک درگاہ

حضرتؒ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے پتے کی بات فرمائی ہے

بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اَے حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی!
عنانم زصحبت چرا تافتی!
بگفتا فراتر مجالم نماند
بچہ پرم کہ نیرو ئے بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

marfat.com

جناب[۳] اثر صہبائی ارقام فرماتے ہیں۔

آئی تھی پہلے نہ آئے گی کبھی
اللہ اللہ کیا مبارک رات تھی

طائر سدرہ کے پر جلنے لگے
آگے تو تھا یا خدا کی ذات تھی

[۴] اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کی پرواز تخیل ملاحظہ فرمایئے۔

چلا وہ سرو چمن خراماں نہ رک سکا سدرہ سے داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کوکب کے سب ایں واں سے گذر چکے تھے

جھلک سے اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ لائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

بیاں[۵] میرٹھی ارشاد فرماتے ہیں۔

خورشید روشن کر گیا ماہ ضیا گستر گیا
ہمراہ وحی آور گیا، تا گنبد اخضر گیا
ترک ادب سے ڈر گیا، تو گام آگے دھر گیا
تا خلوت داور گیا، بے منت راہبر گیا
یوں کون پیغمبر گیا، ساتوں فلک طے کر گیا
اس سے بھی بالا تر گیا، کیا کیا کہوں کیا کر گیا
رفرف تیرا فر فر گیا، اوپر سے بھی اوپر گیا
پردہ جو سدرہ پر گیا، تو عرش پہ بے پر گیا
تا ہفتمیں منظر گیا، شکل نظر یک سر گیا
لے لا دلن، بے ما دمن، ہر پردہ کے اندر گیا

حضرت جبرئیل علیہ السلام کو رخصت کرتے وقت آپ نے دریافت فرمایا اے رفیق! اگر خدا کی دربار میں تیری کوئی درخواست ہو تو میں پیش

marfat.com

کردوں گا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ آقا بس ایک عرض ہے
یَا مُحَمَّدُ سَلِ اللّٰهَ اَنْ اَبْسُطَ جَنَاحِيْ عَلَى الصِّرَاطِ لِاُمَّتِكَ
حَتّٰى يَجُوْزُوْا عَلَيْهِ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں کہ قیامت کے دن پل صراط پر میں آپ کی امت کے لئے دو نو پر بچھاؤں تاکہ وہ پل سے بآسانی گذر جائیں۔ روح البیان ج ۲)

کہتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالنا چاہا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے ابراہیم علیہ السلام کوئی حاجت ہو تو بتلایئے۔ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اسکی حاجت دریافت کر کے اپنے جد کریم کا بدلہ اتار دیا۔

(الف) "حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ٹھہرنے کے اسباب"

۱۔ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَةً لَاحْتَرَقْتُ اگر میں اس پورے کی مقدار اوپر جاؤں تو جل جاؤں گا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر فرشتہ کا مقام معین ہے کہ وہ اس حد سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ہم میں سے کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے۔ مگر اس کا ٹھکانہ مقرر ہے جس کے آگے نہیں جا سکتا

۲۔ بعض نے یوں کہا ہے کہ معراج کے وقت اللہ اور رسول کی خاص باتیں ہوتی ہیں جس میں کسی کو شامل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی حتیٰ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج ہوئی کوہ طور سے سات فرسخ (۱۰۱ میل) ادھر ادھر تمام جانوروں اور فرشتوں کو ہٹا دیا گیا حتیٰ کہ کراماً کاتبین بھی دور ٹھہر گئے (اس لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام پہلے ہی دور ٹھہر گئے کہ اصول معراج سے واقف تھے۔)

(ب) فرشتے افضل ہیں یا بشر؟ یہاں بعض لوگ بے ربط سی بحث چھیڑ دیتے ہیں جس کا تعلق اس مقام سے نہیں ہے۔ اس بارہ میں اقوال ذکر کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمایئے

marfat.com

(۱) علامہ تفتازانی فرماتے ہیں۔ وَلَاخِفَاءَ فِیْ اَنَّ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةَ ظَنِّیَّةٌ یُکْتَفٰی فِیْهَا بِالْاَدِلَّةِ الظَّنِّیَّةِ ہٰکَذَا فِی (شرح عقائد نسفی)

اور اسمیں کوئی خفا نہیں کہ یہ مسئلہ ظنی ہے اور اسمیں ظنی دلائل پر قناعت کی گئی ہے۔

(۲) امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وَمَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَخْطُرْ بِبَالِهٖ تَفْضِیْلُ الْمَلٰئِکَةِ اَوْ عَکْسُهٗ رَجُوْتُ اَنْ لَّا یَسْئَلَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ (نبراس ص۶۰۲)

اور جو شخص مر گیا۔ اور اس کے دل میں یہ خیال نہ گذرا کہ فرشتے افضل ہیں یا مفضول ہیں۔ تو مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سے باز پرس نہ فرمائیں۔

(۳) اور امام اعظمؒ سے روایت ہے۔ اِنَّهٗ تَوَقَّفَ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ لِتَعَارُضِ الْاَدِلَّةِ (نبراس ص۶۰۲)

انہوں نے اس مسئلہ میں توقف فرمایا کیونکہ دلائل کا تعارض ہے۔

(۴) شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ مِنْ قِسْمِ مَالَمْ یَنْطِقْ بِهِ الْکِتَابُ وَلَمْ یَسْتَفِضْ بِهِ السُّنَّةُ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ فِیْهَا الصَّحَابَةُ (نبراس ص۶۰۲ حاشیہ)

یہ مسئلہ اس قسم سے ہے جس کے بارہ میں نہ قرآن میں نص ہے اور نہ حدیث میں کوئی ثبوت ملتا ہے اور نہ صحابہ نے اس بارہ میں کوئی بات کی ہے۔

رَفْ رَفْ

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام رف رف ہے اس کے ساتھ ایک فرشتہ تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو رفرف والے فرشتے کے سپرد کیا (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۶)

ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ تدلّیٰ کا فاعل رفرف ہے۔ اور دنیٰ کے فاعل حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ دَنٰی فَتَدَلّٰی کا ترجمہ یوں ہوگا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے رف رف نیچے اتر آئی۔ حتیٰ کہ آپ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر حضور

marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے قریب ہوئے۔ اور اقرب درجہ سے شرف پایا (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۴۴)

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ من تنہا رواں شدم وحجابہا قطع مے کردم تا ہفتاد ہزار حجاب بگذشتم کہ ہر حجابے پانصد سالہ راہ بود وما بین ہر حجاب پانصد سالہ راہ دیگر در روایتے آنست تا آنجاکہ براق مرکب بود چوں ایں جا رسید براق بماند وآنگاہ رفرف سبزے ظاہر شد کہ ضیائے وے بر ضیائے آفتاب غالب آمد (معارج۔ ج ۲۔ ص ۱۵۲)

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اکیلا روانہ ہوا۔ اور بہت حجاب طے کئے۔ یہاں تک کہ ستر ہزار حجابوں سے گذر ہوا۔ کہ ہر ایک حجاب کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ تھی۔ اور دونوں حجابوں کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری براق یہاں پہنچ کر تھک گیا۔ اسوقت سبز رنگ کا رفرف ظاہر ہوا۔ جسکی روشنی سورج کو ماند کرتی تھی۔ آپ اس رفرف پر سوار ہوئے۔ اور چلتے رہے حتیٰ کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گئے اس کے بعد بہت سے حجابات سامنے آئے۔ ازاں جملہ ان میں سے ستر ہزار حجاب سونے کے تھے ستر ہزار چاندی کے۔ ستر ہزار مروارید کے۔ ستر ہزار زمرد سبز کے۔ ستر ہزار یاقوت سُرخ کے۔ ستر ہزار حجاب نور کے۔ ستر ہزار حجاب ظلمت کے۔ ستر ہزار پانی کے۔ ستر ہزار خاک کے۔ ستر ہزار حجاب آگ کے۔ ستر ہزار حجاب ہوا کے تھے۔ کہ ہر حجاب کی موٹائی ایک ہزار سال کی راہ تھی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رفرف ان حجابوں سے گذرتی ہوئی پردہ دراں عرش تک لے گئی۔ وہاں ستر ہزار پردہ دیکھا۔ ہر پردہ کا ستر ہزار زنجیر تھا۔ اور ہر زنجیر کو ستر ہزار فرشتے نے گردن پر اُٹھا رکھا تھا۔ کہ وہ فرشتے اسقدر قد آور تھے کہ ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک ستر ہزار برس کی راہ تھی۔ اور پردے بعضے مروارید کے۔ بعضے یاقوت کے۔ بعضے ہوا کے تھے۔ اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ ملازم تھا۔ کہ ستر ہزار

marfat.com

فرشتے جنکا ذکر ابھی گذر رہا ہے۔ سب اس کے تابع تھے۔ اس رفرف نے آپ کو حجابات سے پار پہنچایا۔ اور پھر غائب ہوگیا۔ اس کے بعد ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی جو کہ دانۂ مروارید سفید کی طرح تھی۔ تسبیح کہتی تھی۔ اور اس کے منہ سے نور کے فوارے نکلتے تھے۔ اٹھایا اور ان ستر ہزار پردوں سے گذار جو عرش کے درے تھے۔ اور ساق عرش تک پہنچایا۔ (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۵۳)

یاد رہے کہ نزہۃ المجالس میں امام صفوری پانچ سواریوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اور کسی نے دو سواریوں کا ذکر کیا ہے۔ اور کسی عالم نے تین سواریوں کا ذکر کیا ہے۔ جتنی روایات جس کے پاس تھیں۔ اسقدر بیان کیا ہے۔

حاملین عرش

عرش کو اٹھانے والے چار فرشتوں پر گذر ہوا۔ جس کو حاملین عرش کہا جاتا ہے۔ ہر ایک کے سر پر چوبیس ۲۴ کلگیاں تھیں۔ ہر ایک کی موٹائی پانچ سال کی مسافت تھی۔ ان کا وظیفہ یہ تھا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہا گیا آپ ان کے پاس جا کر انکو سلام کیجئے۔ آپنے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا کہ ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہیں اِنَّا نَرَى الْخَيْرَ وَفِيْ اُمَّتِكَ ہم آپ میں اور آپ کی امت میں بھلائی دیکھتے ہیں (انجار القرآن ص ۲۶۶)

عرش مجید

امام قسطلانی نے مواہب شریف میں لکھا ہے وَلَمَّا انْتَهٰى اِلَى الْعَرْشِ تَمَسَّكَ الْعَرْشُ بِاَذْيَالِهٖ (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۲) جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش پر پہنچے تو عرش الٰہی کو آپ کے دامن سے وابستگی تھی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِرَجُلٍ مُغَيَّبٍ فِيْ نُوْرِ الْعَرْشِ (زرقانی ج ۶ ص ۱۰۶)	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر گذرا جو عرش کے نور میں غائب تھا۔

اور سنئے حیث کان العرش اعلیٰ مقام تنتھی الیہ من اسری بہ من الرسل علیھم الصلوٰۃ والسلام قال وھذا یدل علی ان الاسراء کان بجسمہٖ صلی اللہ علیہ وسلم (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۷) جس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے استوار بر عرش کو اپنی تعریف کا سبب بنایا اس طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلند کر کے ان کی عظمت کا اظہار فرمایا کیونکہ عرش وہ برتر مقام ہے جہاں معراج کرنے والے تمام نبیوں کی سیر ختم ہو جاتی ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کی معراج جسمانی تھی۔ اس لئے جسمانی معراج ہی سے عظمت ظاہر ہوتی ہے،

قال الشیخ ابو الحسن الرفاعیؒ صعدت فی الفوقانیات الیٰ سبع ماۃ الف عرش فقیل لی ارجع ولا وصول لک الی العرش الذی عرج بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (نبراس ص ۴۷)

حضرت ابو الحسن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں (حالت مراقبہ میں روحانی طور پر) عالم بالا میں چڑھتا رہا حتیٰ کہ سات لاکھ عرش سے گذر گیا۔ پھر مجھے کہا گیا آپ واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ جس عرش پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی وہاں تو نہیں پہنچ سکتا۔ امام احمد رضا کے تخیل پر قربان جائیں ؎

سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہا لے مبارک اے تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف ترے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضور خورشید کیا چمکتے چراغ اپنا منہ دیکھتے تھے،

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما	حضرت ابو الحمراء سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

marfat.com

اسرای بی الی السماء اذا علی العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (شفا شریف ج ۱ ص ۱۰۳)	جب مجھے آسمان پر معراج ہوئی تو عرش پر لکھا ہوا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

نعلین پاک کی روایت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب عرش کے قریب پہنچے تو جناب الٰہی سے خطاب آیا کہ اے میرے حبیب! آگے چلے آؤ۔ تب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین مبارک اتارنی چاہی تو عرش مجید لرزہ میں آیا اور آواز آئی کہ آئیے میرے حبیب! اور نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھیے۔ تاکہ آپ کے قدم کی دولت سے میرا عرش قرار پائے حضور علیہ السلام نے عرض کی یا الٰہی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا۔ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (پ ۱۶ ع ۱۰) پس آپ جوتے اتار دو اس لئے کہ تحقیق آپ اس مقدس وادی میں ہیں جس کا نام طویٰ ہے۔ جب تیرا عرش کوہ طور سے کئی درجے افضل ہے۔ میں کس طرح بمع نعلین عرش پر چلا آؤں تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا اس لئے حکم ہوا تھا۔ کہ طور سینا کی خاک اس کے قدموں کو لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہو۔ اور آپ کو بمع نعلین عرش پر آنے کا حکم اس لئے ہوا ہے تاکہ آپ کی نعلین کی خاک عرش کو لگے۔ اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔ (قصص الانبیاء صفحہ ۲۸۷)

حضرت امیر خسرو طوطی ہند فرماتے ہیں

ہر کہ از خدا خواہد فردوس دل کشا را
دین رسول شرط است از بہر ایں جزا را

نعلین پائے اورا برعرش گو نگاہ کن
جاہل کہ در نیابد معنیٰ استوار را

اُردو میں ایک صاحب کی نظم ملاحظہ فرمایئے ۔ ؎

جب قریب عرش پہنچے شافع روزِجزا
دل میں خیال آیا ہو نعلین پاؤں سے جُدا
پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا
کیوں جھجکتے ہو بمع نعلین آؤ مصطفےٰ!
عرض کی محبوب نے اے خالق جن و بشر
کیا سبب تھا طور پہ جب تو ہوا تھا جلوہ گر
حکم موسےٰ کو ہوا نعلین پا نہ طُور پر
حکم مجھ کو یہ ہوا نعلین پا آؤ ادھر
پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو،
تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو
تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو
بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغ نور ہو

(ف) نعلین بپا عرش پر جلوہ گر ہونے کی یہ روایت کہ "آپ نے نعلین اتارنی چاہی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اتاریئے۔ علماء سلف میں سے امام ابن ابی جمرہ اس کے قائل ہیں۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کو نعلین اتارنے کا حکم نہ ہوا جسطرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا۔

جیساکہ علامہ نبہانی رح کی رباعی ہے ۔ ؎

علی رأس ھٰذا الکون نعل محمد
علت فجمیع الخلق تحت ظلالہٖ

marfat.com

ندی الطور موسیٰ نودی اخلع واحمد
علی العرش لم یؤذن بخلع نعالہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کی یہ شان ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک سب کائنات کے اوپر تھی۔ اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سائے کے نیچے تھی۔ اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے اور حضرت احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ملا۔

(۳) قال بعض اکابر الصوفیۃ مجیبًا عَنْ ذٰلک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمّا خاطبہ اللہ تعالٰے عرق لعظیم الھیبۃ حتی تنازل الجزءُ البشری من جسدہ الشریف حتی صار کالنعلین فی رجلیہ فہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخلعہما فناداہ اللہ تعالیٰ لا تخلع الیٰ اخرہٖ وذلک لانہ لو خلعہما صار نوراً روحانیًا لا

اسکا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ بعض اکابر صوفیاء نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے (ان سے پوچھا گیا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کیا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے نعلین مبارک اتارنی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین کو نہ اتاریئے تو اس بزرگ نے اس روایت کی یہ تاویل بتائی کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا تو آپکو عظمت ہیبت کی وجہ سے پسینہ آگیا حتیٰ کہ آپ کی بشری جزء آپکے جسم اقدس پر سے اتری یہاں تک آپکے دونوں پاؤں میں نعلین کی طرح ہوگئی۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتارنے کا قصد فرمایا تو اللہ تعالے نے آپکو

marfat.com

ينزل الى الارض والله سبحانه وتعالى اراد نزوله ليدعو لتوحيده فافهم فان هذا من الاسرار الخفية التى ما اطلع عليها الا الخواص من الاولياء رضى الله عنهم اجمعين۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۱۲۱۳)

فرمایا کہ "آپ اتارتیے" اور یہ حکم اس لئے ہوا کہ اگر آپ کو اتار دیتے تو آپ محض روحانی نور رہ جاتے اور زمین پر نہ اترتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ زمین پر نازل ہوں تاکہ آپ خدا کی توحید کی دعوت دیں پس اے مخاطب! اس مسئلہ کو سمجھ کیونکہ یہ ایک پوشیدہ بھید ہے جس پر سوائے خاص اولیاء کے کسی کو اطلاع نہ ہوئی "اللہ تعالیٰ ان تمام اولیاء سے راضی ہو ختم شد

ترجمہ از جواہر البحار ص ۱۲۱۳

(ف) یہاں دو فصل بیان کی جاتی ہیں۔ اور ہر فصل میں اس روایت پر تبصرہ لکھا ہے۔

فصل اوّل:۔ (الف) "جواہر البحار کا تعارف" علامہ نبہانی نے علماء سلف کی کتابوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کے متعلق چیدہ مضامین فراہم کر کے ترتیب دے کر جو کتاب لکھی ہے۔ اس کا نام جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمایا۔ اور انہوں نے یہ مضمون ایک کتاب مسمیٰ بہ "النور الوہاج فی الکلام علی الاسراء والمعراج" سے نقل کیا جس کو علامہ علی اجہوری مالکیؒ متوفی ۱۰۶۶ھ نے تصنیف فرمایا ہے۔

(ب) "علامہ نبہانی کا تعارف" تیرھویں صدی ہجری میں شام کے ملک میں تین شخص پیدا ہوئے ایک(۱) فقہ میں ماہر جو کہ علامہ ابن عابدین شامیؒ ہیں۔ دوسرے(۲) علامہ محمد آلوسیؒ جو کہ روح المعانی کے مصنف ہیں۔ یہ تفسیر میں ماہر تھے تیسرے(۳) فن سیرت میں ماہر تھے۔ جو کہ علامہ نبہانیؒ مصنف جواہر البحار ہیں۔

marfat.com

(ج) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت مطہرہ | شرح نعمت کبریٰ میں لکھا ہے کہ رسولا من انفسھم ای من جنسھم لان الملک وکذلک الجن لعدم جنسیتہ ولکونہ غیر مدرک بالحواس الخمس لا ینتفع بہ فاحتیج الی واسطۃ جنسیۃ ذات جھتین جھۃ التجرد لتمکن الاستفاضۃ من باب القدس وجھۃ التعلق لتمکن الاضافۃ الیٰ جانب الخلق وھو الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (جواہر البحار ص ۱۱۳۱)

اللہ تعالیٰ نے رسول علیہ السلام کو ان کے نفسوں سے بھیجا ہے۔ یعنی ان کی جنس سے بھیجا ہے اس لئے کہ فرشتہ اور جن سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جنس ایک نہیں ہے اور وجہ یہ ہے کہ حواس خمسہ سے ان کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اب ایسی جنس کے واسطہ کی احتیاج ہوئی جو ذو جہتین ہو من وجہٍ مجرد ہو (نور ہو) تاکہ باب قدس سے استفاضہ پر قادر ہو سکے۔ اور من وجہٍ عالم مادیات سے تعلق ہو۔ (بشر ہو) تاکہ مخلوق کی طرف فیض پہنچا سکے اور وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(ف) باقی رہا مسئلہ تَقَوُّل اور تفوّہ بشریت (بشریت کی رٹ لگانا) اور لوازمات بشریت کا ثابت کرنا تو اس بارہ میں امام ربانی قدس سرہ کا مکتوب گرامی ملاحظہ فرمائیے۔ محجوبان کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بشر گفتند در رنگ سایہ بشر تصور نمودند چار منکر آمدند و صاحب دولتاں کہ او را علیہ الصلوٰۃ والسلام بعنوان رسالت و رحمت عالمیاں دانستند و از سائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند و از اہل نجات آمدند (مکتوبات شریف دفتر ۳ حصہ ۹ ص ۱۲۵)‘‘ جو لوگ رحمت خداوندی سے محجوب تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہتے تھے۔ اور آپ کے لئے تمام لوازمات بشریت ثابت کرتے تھے اور شان رسالت کا انکار کرتے تھے۔ اور بختور لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت اور رحمت کے عنوان سے دیکھا اور تمام لوگوں سے آپ کو ممتاز

marfat.com

سمجھا وہ لوگ ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے اور اہل نجات ہو گئے۔
شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے۔ وَالرَّسُوْلُ اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَی الْخَلْقِ لِتَبْلِيْغِ الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ۔ اور رسول وہ ہوتا ہے جو انسان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اسکو مخلوق کی طرف بھیجتا ہے۔ تاکہ احکام شرعی کی تبلیغ کرے۔ (از روئے عقائد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت مطہرہ کا یقین رکھنا صحت ایمانی کے لئے شرط ہے۔ اور یہی حق ہے۔ لاریب فیہ)
بیدم شاہ وارثی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے
انسان ہے وہ لیکن انسان نرالا ہے
تزئین شب اسریٰ دیکھی تو ملک بولے
کیا آج خدا کے گھر مہمان نرالا ہے
اقلیم محبت کی دنیا بھی نرالی ہے
دربار انوکھا ہے۔ سلطان نرالا ہے

(د) عقیدہ نص سے ثابت ہوتا ہے۔ "بعض اکابر صوفیاء کا قول چونکہ نص نہیں۔ ہاں ایک حدیث کی شرح ہے۔ کہ اگر بہت اونچا ہو تو ایک بزرگ کا الہام ہے جس کا ماننا کسی پر لازم نہیں۔ جیسا کہ شرح عقائد میں ہے۔
والالهام المفسر بالقاء المعنى فى القلب بطريق الفيض ليس من اسباب المعرفة بصحة الشئ عند اهل الحق۔ اور الہام جو ولی کے دل میں بطریق فیض معنی کا القاء ہوتا ہے وہ یقین کے اسباب میں سے نہیں ہے۔ کہ اہل حق کے نزدیک شئی کی صحت کا یقین ہو جائے۔
(ھ) طرق ثبوت احادیث "، حدیث شریف ہونے کے لئے صحاح ستہ میں محصور ہونا بھی درست نہیں۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ بعض شخصوں میں کوئی اور طریقہ پیدا کر دے۔ جو مشاہدہ اور تواتر کے ماسوا ہو جس سے

marfat.com

ان کو علم یقینی ہو جائے ۔ مثلاً الہام صحیح ہو یا سچا خواب ہو ۔ (ابراس ص۸) اس لئے چاہیئے کہ جب کوئی حدیث سنو یا بزرگ کا الہام سنو تو اس کے انکار کیلئے فوراً لب کشائی کرنا اچھا کام نہیں ہے ۔ (الہام دوسرے شخص کے لئے حجت نہیں ہے ۔ اور اس شخص کے لئے جس کو الہام ہو حجت ہے ۔ لہذا ان دونوں اقوال میں تعارض نہ رہا ۔) ہر بات پر انکار کی عادت اچھی نہیں ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نفی ثبوت (کسی شئے کا ثبوت نہ ملے) کو ثبوت نفی (اس شئے کے وجود کی نفی) لازم نہیں ۔ مثلاً اگر ایک شخص دعوے کرے کہ چاہ بابل ، سد سکندری ، دجال اور یاجوج و ماجوج دنیا میں موجود نہیں ۔ کیونکہ ہم کو اس کا ثبوت نہیں مل سکا پھر اسکا جواب یہ دو گے ۔ کہ شئی کا ثبوت نہ ملنے سے اس کے موجود ہونے کی نفی لازم نہیں آتی ۔

(۲) "فصل دوسری" ، بعض مناسب مسائل کے بیان میں ،

(الف) ذاتی نور ہونے کی دلیل چونکہ علوم نقلیہ اور عقلیہ کا قاعدہ ہے ۔ کہ ذاتی کا اپنی ذات سے انفکاک (جدا ہونا) محال ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ذات مقدسہ کے لحاظ سے نور ہیں ۔ اور بشریت آپ کی صفات مقدسہ سے ایک صفت ہے ۔ جیسا کہ جواہر البحار شریف کی عبارت اس پر دلالت کرتی ہے ۔

لِاَنَّہٗ لَوْ خَلَعَہَا لَصَارَ نُوْرًا رُوْحَانِیًّا کیونکہ اگر آپ بشریت مطہرہ کو اتار دیتے تو محض روحانی نور رہ جاتے ۔

(ب) تفسیر سے نور ذاتی کا ثبوت وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (پ۳۰ ع ۱۱) اور بے شک پچھلی حالت بہتر ہے ، تیرے واسطے اگلی حالت سے ۔ یہاں تک کہ تیری بشریت اصلاً نہ رہے گی ۔ اور نور حق کا غلبہ ہمیشہ تجھ پر رہا کرے گا ۔ (فتح العزیز ص۳۴۲) طرز استدلال اسطرح ہے کہ موصوف ایک ذات ہے جس کا وجود فی نفسہٖ مستقل ہوتا ہے ۔ اور اس

کے وجود کے قیام کو غیر کی احتیاج نہیں ہوتی۔ اور صفت ایک عرض ہے جس کے قیام کو ذات کی حاجت ہے۔ اور اس کا بقا بدون موصوف کے محال ہے۔ آپ کی ذات میں نور غالب ہے۔ جو اپنے وجود میں بشریت کا محتاج نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ اصلاً نہ رہے تو ذات بدستور باقی ہے۔

(ج) ذات صفت پر مقدم ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اسوقت نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے مابین تھے اور جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالےٰ کے علم میں مقرر تھا کہ آپ نبی ہونگے اس نے حدیث کو نہیں سمجھا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو جمیع ماکان مایکون کو ازلاً وابداً محیط ہے۔ صرف آپ کی نبوت کی کیا تخصیص ہے۔؟ لہذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اسوقت ثابت تھی جب کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ خصائص الکبری ج ۲

طرز استدلال اس طرح ہے کہ نبوت صفت ہے اس کے لیے موصوف چاہیے اور موصوف ذات ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی ذات اسوقت موجود تھی۔ جب بشریت پیدا کرنے کے ارادے ہو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ (پ ۲۳ ع) میں مٹی سے بشر پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اس وقت موجود تھی اور نبوت کی صفت سے موصوف تھی۔ جب کہ بشریت کا وجود ہی پیدا نہیں ہوا تھا آپ کی ذات سابق ہے۔ اور بشریت مسبوق ہے۔ آپ مقدم ہیں اور بشریت موخر ہے۔

(د) سیرت نگاروں کی روایت" کہتے ہیں کہ جب مصر میں قحط پڑا اور ساتویں سال سب اناج ختم ہوگیا۔ اس وقت لوگ حضرت یوسف علیہ السلام

marfat.com

کے سامنے ہر ساتویں دن جمع ہوتے آپ اپنے چہرہ انور سے پردہ اٹھاتے آپ کے جمال کو دیکھ کر سب لوگوں کی بھوک دفع ہو جاتی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ستر ہزار حجاب میں چھپا ہوا تھا۔ ان میں سے اگر آپ ایک حجاب دور فرماتے تو تمام کائنات آپ کو دیکھنے کی تاب نہ لا سکتی۔ اور چاند اور سورج بے نور ہو جاتے۔

جگر مراد آبادی کہتے ہیں۔ ؎

اے مثل تو در جہاں نگارے
یزداں دگر نہ آفریدہ،
اے آنکہ بامتزاج کامل
در جملہ صفات برگزیدہ،
تو پرتوِ حسن ذات، از تو
یک شمہ بہ دیگراں رسیدہ

(ھ) نورِ ھدایت کا شبہ" یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن مجید نور ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (پ ع) اور ہم نے تمہاری طرف ظاہر کرنے والا نور نازل کیا۔ اور تورات بھی نور ہے جیسے کہ فرمایا وَاَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِیْهَا هُدًی وَّنُوْرٌ (پ ع۱۱) اور ہم نے تورات کو نازل کیا۔ اور اسمیں نور اور ھدایت ہے۔ تو یہاں شبہ ہوتا ہے کہ جس طرح یہاں نور ہدایت ہے۔ اس طرح قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (پ ع ۷) میں بھی نورِ ہدایت مراد ہو گا۔ اس شبہ کا حل یہ ہے کہ تمام کتب سماویہ پیغامات الٰہیہ کی حیثیت سے ذوات داعیان نہیں۔ بلکہ محض معانی اور صفات ہیں۔ اس لئے نورانیت معانی سے تجاوز کر کے ذوات داعیان کے حدود میں نہ آسکے گی۔ اور نور سے نورِ ہدایت ہی مراد ہو گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ بھی ہے۔ اور آپ کے صفات مقدسہ بھی ہیں۔ آپ عین ذات ہیں

marfat.com

آپ کے صفات معانی اور اعراض ہیں۔ اس لئے نور اعیانی اور معانی دونوں ہوں گے آپ نور معنوی (نور ہدایت) بھی ہیں۔ اور آپ نور ذاتی (نور حسی) بھی ہیں۔

خدا کا درود

امام شعرانی فرماتے ہیں۔ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اکیلا پن محسوس ہوا۔ تو آپ نے ایک آواز سنی جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز کے مشابہ تھی وہ آواز یہ تھی۔

یا محمد فان ربک یصلی

اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ توقف فرمائیے۔ آپ کا رب صلوٰۃ فرما رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل مبارک میں خیال گذرا کہ میرا رب نماز پڑھتا ہے حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس خطاب سے تعجب ہوا اور اکیلے پن کا خیال جاتا رہا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ پ۲۲ ع۳) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ فَعَلِمَ عِنْدَ ذٰلِکَ مَا ھُوَ الْمُرَادُ بِصَلٰوۃِ الْحَقِّ۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جان لیا کہ صلوٰۃ سے درود شریف مراد ہے۔ (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۵) پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (پ۲۲ ع۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ تاکہ آپ کو اندھیرے سے اجالے میں لائے۔ ابوبکر بن فورک سے روایت ہے کہ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ اَیْ فِیْ صَلٰوۃِ اللہِ تَعَالٰی عَلَیَّ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَاَمْرِہٖ بِذٰالِکَ (شفا شریف ج ۱ ص ۴۷) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک صلوٰۃ میں ہے یعنی درود شریف میں ہے۔ وہ درود جو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے مجھ پر پڑھتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے اس درود کے پڑھنے کا حکم فرمایا

marfat.com

اسمائے حسنٰی کا شہود

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اذا مر علی حضرات الاسماء الالہیۃ سار متخلصًا بصفاتھا فاذا مر علی الرحیم کان رحیما او علی الغفور کان غفورًا او علی الکریم کان کریمًا او علی الحلیم کان حلیما او علی الشکور کان شکورًا او علی الجواد کان جوادًا وھکذا فما یرجع من ذالک الا وھو فی غائۃ الکمال (الیواقیت والجواھر)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسماء باری تعالٰی کی بارگاہ سے گزر فرمایا تو آپ ان صفات کے پرتو سے متصف ہوتے رہے۔ حتی کہ جب رحیم سے گزرے تو آپ رحم کرنے والے بن گئے۔ اور جب غفور سے گزرے تو مغفرت کرنے والے بن گئے اور جب کریم سے گزرے تو کرم کرنے والے بن گئے اور جب شکور سے گزرے تو شکر کرنے والے بن گئے۔ اور جب جواد سے گزرے تو آپ جود کرنے والے بن گئے۔ حتی کہ اسی طرح باقی اسمائے حسنٰی سے جب گزرتے تو وہ حسن صفات سے متعلق ہیں۔ انہیں صفات سے متصف ہوتے گئے۔ آپ جب معراج سے واپس تشریف لائے۔ تو انتہائی کمال کے حال میں جلوہ گر تھے۔

قلموں کی آواز

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرج لی حتی ظھرت مستوی اسمع فیہ صریف الاقلام (مسلم شریف ج ا ص ۹۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر مجھے اور بلند کیا گیا حتی کہ میں ایک بہت بلند مقام پر چڑھ گیا جہاں میں نے قلموں کی آواز سنی۔ حضرت شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں۔ انہ بلغ من الرفعۃ بمقام اطلع فیہ علی التکوین وما یراد ویؤمر لہ من تقریر اللہ عزوجل (نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۶۹) آپ ایسے بلند مرتبہ پر پہنچے تو آپ نے تکوین اور اللہ تعالٰی

کے احکام اور اس کی مراد پر اطلاع پائی۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
ان الاقلام اثنا عشر قلماً وانہا متفاوتۃ فی المراتب
فاعلاھا واجلہا قدراً قلم التقدیر السابق الذی
کتب اللہ بہ مقادیر الخلائق (مواہب الدنیہ ج ۲ ص ۲۸)
تحقیق یہ بارہ قلمیں ہیں اور وہ سب کی سب مراتب کے لحاظ سے متفاوت
ہیں۔ پس ان میں سے بلند اور بزرگ شان والی قلم تقدیر ہے جس نے سب سے پہلے خلقت
کی تقدیر کو لکھا ہے۔ (مدارج ج ۱ ص ۱۶۷) پر لکھا ہے کہ وہ قلم تقدیر ہے جس کی اللہ
تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم اٹھائی ہے۔ اور فرمایا: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا
یَسْطُرُوْنَ (پ ۲۹ ع ۳) نون حروف مقطعات سے ہے اس کا معنی اللہ
تعالیٰ ہی جانتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ اسمار الٰہی نور اور ناصر کا ابتدا مراد ہے
اور بعض نے کہا کہ الرحمٰن اور مومن کا آخر مراد ہے بعض نے اس کا معنی وہ مچھلی کیا
جس نے زمین کو اٹھایا ہوا ہے بعض نے اس نے کا معنی دوات لیا ہے۔
جس سے لوح محفوظ پر لکھا جاتا ہے۔ پھر فرمایا مجھے قلم کی قسم ہے۔ اور ان فرشتوں
کی قسم ہے۔ جو لکھنے والے ہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قال
القاضی وفی علو منزلۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وارتفاعہ
فوق منازل سائر الانبیاء صلوۃ اللہ وسلامہ
علیہم اجمعین وبلوغہ حیث بلغ من ملکوت السمٰوٰت
دلیل علی علو درجتہ وابانۃ فضلہ (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۹۳)
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ
کی بلندی اور تمام نبیوں کے "درود صلوٰۃ وسلام ہو ان سب پر" منازل سے آپکی
بلندی کا بالاتر ہونا اور آپ کا ملکوت سمٰوٰت تک پہنچنا اس بات کی دلیل
ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ اعلیٰ تر اور آپ کی فضیلت
واضح اور روشن ہے۔

marfat.com

حجاب کبریا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تنہا رہ گیا۔ اور سوائے پروردگار کے کوئی مونس و مددگار نہ تھا۔

وہاں خدا کے جلال کی ہیبت میرے دل پر چھائی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک قطرہ ٹپکا۔ اور میں نے اس کو منہ میں لے لیا۔ خدا کی قسم میں نے زندگی بھر اس سے زیادہ چیز نہ چکھی تھی۔ پھر اس قطرہ کی برکت سے تنہائی کا تصور خیال سے دور ہو گیا اور اولین و آخرین کا علم مکشوف ہو گیا۔ (مواہب لدنیہ ج ۶ ص ۱۲۸ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۶۹) تفسیر روح البیان میں ہے۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان وما یکون اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا معراج کی رات میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے مجھے گذشتہ اور آئندہ سب امور کا علم ہو گیا۔

تفسیر حسینی میں زیر آیت عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ کے ماتحت لکھا ہے۔ کہ بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ اس سے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم مراد ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ معراج شریف کی حدیثوں میں روایت ہے۔ کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا۔ اس کے وفور فیضان سے مجھے مَا کَانَ اور مَا یَکُوْنُ کا علم ہو گیا۔

(ف) علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَ تحریر فرمایا ہے۔ کہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ کہ معلومات الٰہی لا انتہا ہیں۔ اور سمٰوٰت اور زمین کے غیوب اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور جو وہ چھپا اس میں سے ایک قطرہ ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ ہمارے شیخ علامہ نے رسالہ رحمانیہ میں تحریر

marfat.com

ہے۔ کہ اولیار کا علم انبیار کے علم سے وہ نسبت رکھتا ہے۔ جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے۔ اور انبیار کا علم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔ وقع عصفور علی حرف السفینۃ غمس منقارۃ فی البحر فقال الخضر لموسیٰ ما علمک وعلمی وعلم الخلائق فی علم اللہ تعالیٰ الا مقدار ماغمس ھذا العصفور منقارہ حاصل یہ ہے کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا بیٹھ گئی۔ اور اپنی چونچ دریا میں تر کرلی تو خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ کہ میرا اور تمہارا علم اور تمام مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سامنے ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ سمندر کے مقابلہ اس چڑیا کا چونچ تر کرلینا ہے۔ علمار کرام نے لکھا ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین سب کے علوم جمع کرلئے جائیں۔ تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی۔ جو ایک بوند کے بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے ہے۔ اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور ذخار بھی متناہی ہیں۔ اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے الدولۃ المکیہ ص۱۹۰

جہان کا مکشوف ہونا

مواہب لدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر مروی ہے۔ کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ (مواہب لدنیہ ج۲ ص۱۹۲)

حضرت ابن عمر نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لئے زمین کو مکشوف فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ علامہ زرقانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ

marfat.com

اللہ جل شانہٗ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دنیا کا جہان ظاہر فرمایا، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا احاطہ فرمالیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ سب کو مثل اپنی کف دست کے مشاہدہ فرمارہا ہوں اس طرف اشارہ ہے کہ حدیث شریف میں نظر کے معنی آنکھ سے دیکھنا مراد ہے۔ نہ کہ کوئی مجازی معنی ہے (زرقانی ج ۷، صـ ۲۳۴) حتی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نفخۂ اولی تک، جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے۔ وہ سب کچھ حضور علیہ السلام کے سامنے مکشوف ہوگیا حتی کہ اول سے آخر تک تمام احوال آپ کو معلوم ہوتے۔ اور ان میں سے بعض احوال کی آپ نے اپنے صحابہ کرام کو اطلاع فرمائی۔ (مدارج النبوۃ ج ص)

(ف) جس شخص نے بحالت اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات نہ کی صحیح یہ ہے کہ ان کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ خواہ ان میں سے کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مسلمان ہو جیسے کہ نجاشی (بادشاہ حبشہ کا) یا نہ۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے معراج کی رات تمام زمین مکشوف ہوگئی۔ اور آپ نے سب کو دیکھا پھر مناسب ہے کہ وہ شخص صحابی شمار کیا جائے جو کہ آپ کی حیات شریف میں اسلام لایا، اسلئے کہ اس شخص نے اگرچہ (لوگوں کی نظر میں) آپ سے ملاقات نہ کی لیکن چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے روئیت حاصل ہو گئی ہے۔ چاہیئے کہ اس شخص کو صحابہ میں شمار کیا جائے (کیونکہ صحابی ہونے کے لئے رؤیت ایک طرف کافی ہے۔ حتی کہ جو صحابہ کرام نابینا تھے وہ بھی صحابی ہیں۔ (نزہتہ النظر شرح نخبتہ الفکر صـ ۸۵)

اُدْنُ مِنِّیْ کا خطاب

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حجاب کبریا کے جب نزدیک پہنچا تو آواز آئی اے میرے حبیب گزر جائیے۔ اس آواز کے سنتے ہی میں نے خیال کیا تو حجاب کبریا سے پار ہو گیا تھا اس کے بعد میں خطاب سنتا تھا۔

marfat.com

اُدْنُ مِنّی میرے نزدیک آجائے ،، جب ہی اس خطاب سے مخاطب ہوتا تھا
ایک قدم اُٹھاتا تھا۔ اور ہر قدم سے اتنا فاصلہ طے ہوتا تھا۔ جتنا کہ زمین سے
وہاں تک طے کیا۔ اور ہزار بار اُدْنُ مِنّی کا خطاب سنا اور ہر خطاب
پر قدم اُٹھایا۔ اور زمین سے وہاں تک جتنی مقدار مسافت تھی ایک قدم سے
ترقی کرتا تا آنکہ دَنیٰ کے مرتبہ سے مشرف پایا۔ اس کے بعد فَتَدَلّٰی پر ترقی
پائی۔ اور وہاں سے فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ کے خلوت خانہ میں پہنچا اور
اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے اسرار اور راز رموز سے محرم راز ہوا
(معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۵۳)

امام احمد رضا کس دل موہ انداز میں لکھتے ہیں۔

سراغ این ومتی کہاں تھا۔ نشان کیف الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی، نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے
ادھر سے پیہم تقاضے آنا، ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال ہیبت کا سامنا تھا۔ جمال و رحمت ابھارتے تھے
بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے، حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہی کی روش پہ رکھتے، تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے
پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا، حقیقتاً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دَنیٰ تَدَلّٰی کے سلسلے تھے

دَنیٰ فَتَدَلّٰی کا مقام

شیخ ابو الحسن نوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ان کے معانی تک
سمجھ کا پہنچنا دشوار ہے۔ کیونکہ دَنیٰ بُعد اور دوری کے بعد آتا ہے۔ اسوقت
وہاں بعد اور دوری کہاں تَدَلّٰی مکان میں ہوتا ہے۔ وہاں مکان
کی کیا گنجائش ہے۔ کَانَ ماضی پر دلالت کرتا ہے۔ اس مقام پر زمانہ
خود کہاں ہے۔ قَابَ سے مقدار اور اندازہ ہے۔ وہاں مقدار کا کیا اعتبار

marfat.com

ہے۔ قوسین میں مثال کی طرف اشارہ ہے۔ وہاں مثال ہی معدوم ہے
اَوْ شک پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ یہاں شک کرنے والا محروم ہے
اَدْنیٰ لفظ دنوّ سے مبالغہ ہے۔ اور یہاں قریب ہونے والا کون ہے
اور بندہ تو جس کے قریب ہوتا ہے۔ کہاں؟ خلاصہ یہ کہ تمام عالموں کے علم
اس کی تفسیر کماحقہ سے عاجز ہیں اگر کوئی اسمیں لب کشائی کرے تو اس
قدر کہہ سکتا ہے۔ دَنیٰ عبدًا فتدلی فردا دنی ملکیًا دنی فرشیا فتدلی
عرشیا دنی مجاهدًا فتدلی مشاهدا دنی طالبًا فتدلی مطلوبا دنی
افتقارًا فتدلی افتخارا دنی منادیا فتدلی مناجیا دنی مادحا فتدلی
ممدوحًا دنی شاکرًا فتدلی مشکورًا

جس کا ترجمہ یوں ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے قریب ہوئے۔
حالانکہ وہ عبد تھے۔ اور بہت زیادہ قریب ہوئے دراں حالیکہ آپ فرد تھے۔
قریب ہوئے تو ملکی تھے۔ زیادہ قریب ہوئے تو ملکی تھے۔ قریب ہوئے تو فرشی تھے
زیادہ قریب ہوئے تو عرشی تھے۔ قریب ہوئے تو مجاہدہ کرنے والے تھے زیادہ
قریب ہوئے تو مشاہدہ کرنے والے تھے۔ قریب ہوئے تو طالب تھے زیادہ قریب
ہوئے تو مطلوب تھے۔ قریب ہوئے تو محتاج تھے زیادہ قریب ہوئے تو خدائی
نعمتوں پر فخر کرنے والے تھے۔ قریب ہوئے تو ندا کرنے والے تھے زیادہ قریب
قریب ہوتے تو مناجات کرنے والے تھے۔ قریب ہوئے تو تعریف کرنیوالے
تھے۔ زیادہ قریب ہوئے تو تعریف کیے ہوئے تھے۔ قریب ہوئے تو شکر کرنے
والے تھے زیادہ قریب ہوئے تو شکر کیے ہوئے ہو گئے۔ مگر یاد رہے یہ تمام
مراتب کا بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ حالات کے مقابلہ میں اس طرح
ہے۔ جیسا کہ لاکھوں ناپیدا کنار سمندروں کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہوتا ہے"
(معارج النبوۃ ج ص۱۵۵) بعض بزرگوں نے یوں فرمایا ہے۔ کہ دَنیٰ کے یہ معنی
ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم خلق کے تمام آثار و علامت کو اپنی ذات

marfat.com

مقدس سے جدا کر ڈالا اور منزل فتدلّٰی میں بنی نوعِ انسان کے ساتھ اشتراک کو دور کر دیا۔ اور اجازت غیبی سے حجاب کبریا تک پہنچے اور اُدْنُ مِنّی کا حکم ہوا بارگاہِ الٰہی سے بار بار حکم ہوتا رہا آؤ۔ اور آگے آؤ۔ چنانچہ آپ بموجب ارشادِ ربانی اتنا قریب ہوئے کہ حدوث و قدوم میں کوئی مناسبت نہ رہی۔ (معارج النبوۃ ص ۳)

اُٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اوّل و آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

از امام احمد رضا

قابَ قوسینِ

قاب کے معنی مقدار کے ہیں اور قوسین کے معنی کمان کے ہیں۔ اس کی اصلی حقیقت تو اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے۔ مُلّا معین الدین صاحب چوتھے لطیفہ میں رقمطراز ہیں کہ عرب میں دستور تھا جب دو سردار آپس میں معاہدہ کرتے تھے۔ تو دونوں اپنی کمانوں کے زہ بدل کر ایک تیر پھینکا کرتے تھے۔ جو اس بات کی دلیل ہوتا تھا کہ دونوں کا آپس میں اس حد تک اتفاق ہے۔ کہ جو تیر ایک کی کمان سے نکلا ہے۔ وہی دوسرے کی کمان سے قرار پایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب! تیری کمان شفاعت کی ہو اور میری کمان شفاعت کی ہو۔ تو رحمت کی زہ شفاعت کی کمان سے باندھ اور میں شفاعت کی زہ رحمت کی کمان سے باندھ لوں۔ تاکہ تیری اور میری محبت اس درجہ ظاہر ہو جائے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ط (پ ۵ ع) جس نے رسول کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ یاد رہے کہ جس طرح تفسیروں میں اس کی ضمیروں کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف راجع کرتے ہیں اسی طرح ان ضمائر

marfat.com

کو اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنا بھی درست ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے
ودنا الجبار رب العزت فتدلی حتی کان منہ قاب قوسین
او ادنیٰ ۔ (بخاری شریف ج ۲ صفحہ ١١٢٠ مسلم شریف ج ا صفحہ ۹۲) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
اللہ تعالےٰ کے قریب ہوتے اور بہت قریب ہوئے۔ حتی کہ دو کمان کی مقدار بلکہ
اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ وقد نقل
القرطبی عن ابن عباس انہ قال دنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ (فتح الباری
ج ۱۳ صفحہ ۴۱۴) اور امام قرطبی سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے
روایت کی ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک ہوا۔ بعض نے اس آیت
کا معنی یوں بیان فرمایا کہ دنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ جل شانہ کے قریب ہوئے
فَتَدَلّٰی بر پاسِ ادب وہاں سجدہ کیا فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ پھر آپ اتنا
قریب ہو گئے جتنا کہ دو بھوؤں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔ اَوْ اَدْنیٰ بلکہ
اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔ جتنا کہ آنکھ کی سفیدی کو سیاہی سے قرب حاصل
ہے۔ اتنا قرب حاصل ہو گیا اور تفسیر حسینی صفحہ ۳۵۸) پر لکھا ہوا ہے۔ کہ محققین نے
نزدیک دنیٰ سے نفس مقدس کی طرف اشارہ ہے۔ اور تدلیٰ سے دل مطہر کی
طرف اور فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ سے روح طیب کی طرف اور اَدْنیٰ سے
سر مبارک کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی آپ کا نفس مقدس خدمت کے مقام میں تھا
اور دلِ مطہر محبت کے مقام میں اور روح شریف قربت کے مقام میں اور سر مبارک
مشاہدہ کے مقام میں۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ اس آیت شریف کی تفسیر میں
کہا گیا ہے۔ جز ایں نیست کہ یہ مضمون اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ
علیہ وسلم کے مابین تقسیم ہوتا ہے۔ پس دنیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قریب ہوئے
فتدلیٰ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ قریب ہوئے۔ " چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی شان
میں جہت کا ہونا محال ہے۔ اور قرب جہت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے
اس میں یوں تاویل کرنی لازمی ہے۔ " پھر حضور علیہ السلام کے قریب ہونے سے

marfat.com

آپ کی عظمت و قدر و منزلت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ آپ وہاں پہنچے جہاں کوئی نہ پہنچ سکا اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہونے سے یہ مطلب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کو ظاہر فرمایا۔ اور قَابَ قَوْسَیْنِ نہایت قریب ہے۔ اور حقیقت پر مطلع ہونے سے کنایہ ہے۔ اور یہاں وہ تاویل کرنی چاہیے جو اس حدیث قدسی میں ہے۔ من تقرب الی شبرا تقربت منہ ذراعاً ومن اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہو جاتا ہے میں اس سے ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے۔ میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی

(۱) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ وحی کی جو وحی کی علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں بلا واسطہ فیما بینہ وبینہ سرا الی قلبہ (روح البیان ج ۲ ص) اللہ تبارک نے اپنے مقدس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا واسطہ وحی فرمائی۔ جو پوشیدہ طور پر ان کے قلب اطہر پر واقع ہوئی اور اس وحی کو اللہ تعالیٰ نے لفظ مَا سے بیان فرمایا۔ جو ابہام پر دلالت کرتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اس وحی کی حقیقت کو یوں ظاہر فرماتا ہے۔ کہ وہ ایسی عظیم الشان وحی تھی جو تفصیل سے بے نیاز ہے۔ حضرت حافظ جمال اللہ صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ جب حضور فداہ ابی وامی صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو انواع اقسام کے علوم تعلیم کئے اور فرمایا کہ پوشیدہ رکھنا جب آپ معراج سے تشریف لائے تو ایک دن کسی دیوانے کو دیکھا کہ وہی علوم بازاروں میں کہتا پھرتا ہے۔ آپ نے جناب باری میں عرض کی کہ یہ کیا بات ہے۔ مجھے تو چھپانے کی وصیت ہوئی اور یہ دیوانہ ظاہر کرتا پھرتا ہے۔ پھر یوں وحی ہوئی کہ یہ ہمارے اسرار ہیں آپ سے نہ پوچھے اگر آپ بتلاتے تو فتنہ و فساد کا ڈر تھا۔ اس دیوانہ کی باتوں کا کون اعتبار کرے گا۔ (گلزار جمالیہ ص ۳۰)

marfat.com

(۲) عرش سے تحت الثریٰ تک اللہ تعالےٰ کی جتنی مخلوق ہے اس تمام مخلوق کی عقلوں سے اللہ تعالےٰ نے اس پوشیدہ وحی کے بھید کو مَا اَوْحٰی فرما کر مبہم کر دیا اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی کی اس کو کسی نے نہ سنا جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ محب اور محبوب کے درمیان جو راز ہوتا ہے اس پر ان دونوں کے سوا کوئی اور مطلع نہیں ہوسکتا۔ واظن ان لو بین کلمة من تلك الاسرار لجميع الاولين والاخرين لما توا اجمعا لثقل ذلك الوارد الذی ورد من الحق علیٰ قلب عبدهٖ احتمل ذالك المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بقوة الربانية ملكوتية لاهوتية البس الله اياهٗ اور میرا گمان یہ ہے اگر تمام اولین وآخرین کے ان اسرار سے کوئی ایک کلمہ تک بیان کیا جائے تو وہ تمام مر جائیں گے اور اس بھید کا بوجھ نہ اٹھا سکیں گے۔ کیونکہ یہ بھید جو حق تعالےٰ سے اس کے خاص بندے کی قلب مبارک پر وارد ہوا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تھا کہ آپ اس کے متحمل ہوئے اور یہ بوجھ ربانی ملکوتی اور لاہوتی قوت کے ہے۔ جو آپ کو عطا کی گئی۔ ورنہ تو ان کے اسرار سے ایک ذرہ کا تحمل بھی نہ فرما سکتے۔ کیونکہ اس وحی مخصوص کی شان یہ ہے۔ کہ وہ خبریں عجیب ہیں اور اولین کے راز ہیں اگر ان میں سے ایک کلمہ ظاہر ہو جائے۔ تو احکام معطل ہو جائیں روح اور جسم فنا ہو جائیں۔ تمام رسوم (نشانات) مندرس ہو جائیں (مٹ جائیں) تمام عقل، فہم اور علم مضمحل (نیست ونابود) ہو جائیں (عرائس البیان ج ۲ ص ۲۸۷)

(۳) ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بهم فقلت ما شئت هم خلقك وعبادك فاستشارنی فی الثانية فقلت له كذالك فاستشارنی الثالثة فقلت لهٗ كذلك فقال تعالیٰ انی لن اخزيك فی امتك يا احمد وبشرنی ان اول من يدخل الجنة معی من امتی سبعون الفا ليس عليهم حساب ثم ارسل الی ادع

marfat.com

تجب وسل تعط فقلت لرسولہ او معطی ربی سؤلی قال ما ارسل الیک الا لیعطیک (کنز العمال ج ۶ حدیث ۱۰۳۹) خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۱ مسند امام احمد ج ۵ ص ۳۹۳) بے شک میرے رب کریم نے میری امت کے بارہ میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔ میں نے وہی عرض کیا۔ پھر میرے رب کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوانہ کروں گا۔ اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں جنت میں داخل ہوں گے اُن میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے جن سے حساب نہ لیا جائیگا پھر میرے رب نے (اس واقعہ کے بعد کسی دوسرے وقت میں) میری طرف قاصد بھیجا۔ کہ اے حبیب! تو دعا کر تیری دُعا قبول کی جائے گی اور مانگ تجھے دیا جائے گا پھر میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا۔ کیا میرا رب میری مانگی ہوئی چیز مجھے دے دیگا۔ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کیا کہ حضور اسی لیے تو رب تعالےٰ نے قاصد بھیجا ہے۔ کہ آپ جو کچھ اس سے مانگیں آپکو عطا فرمائے۔

(۴) علامہ حسین بن علی بن اقراسیاب اپنی کتاب اخبار القرآن میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے (حضرت) آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اور فرشتوں سے اس کا سجدہ کرایا۔ پس اگر تو نہ ہوتا تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا۔ اور نہ دنیا کو اور میں نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام کیا جب کہ وہ زمین پر تھے۔ اور فراش پر میرا خطاب ہوتا ہے۔ اور میں نے (حضرت) ادریس (علیہ السلام) کو بلند جگہ پر اٹھالیا۔ اور تجھے قاب قوسین او ادنیٰ کا درجہ دیا۔ اور میں نے (حضرت) داؤد (علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی۔ پس تحقیق تجھے

marfat.com

قرآن عظیم عطا فرمایا۔ اور اسمیں دو سورتیں ہیں کہ ہر ایک ان میں سے دنیا اور آخرت میں سے اچھی ہے۔ کوئی شخص دن رات ان دونوں سورتوں کو وظیفہ نہیں بنائے گا مگر میں اس کے لئے دنیا میں حصہ (بخشش کا) اور آخرت میں بہشت کا دخول جزا دونگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے کہا اے میرے سید! اے میرے مولا۔ وہ کونسی سورتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ دو سورتیں سورت بقرہ اور سورت آل عمران ہیں۔ پھر فرمایا اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جان لے کہ جو شخص آپ کی امت سے رمضان کا مہینہ پائے پھر دن کو روزے رکھے اور رات کو نوافل پڑھے تو میں اس کو پہلی تہائی ماہ رمضان میں اپنی خوشنودی عطا کروں گا۔ اور دوسری تہائی ماہ رمضان میں اپنی بخشش عطا کروں گا اور تیسری تہائی میں دوزخ سے نجات دُوں گا۔ اور میں نے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کے لئے ہوا اور پرندوں کو مسخر کر دیا۔ پس تیرے لئے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنایا۔ اور تیرے لئے بادشاہوں کی گردنوں کو جھکا دیا اور میں نے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) میں روح پھونکی پس تیرا نام اپنے نام سے مشتق کیا حتیٰ کہ میں محمود ہوں اور تیرا نام محمد ہے اور میں کسی مؤذن کی اذان نہیں قبول کرتا اور نہ کسی دعا کرنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں حتیٰ کہ وہ اس بات کی گواہی دے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں نے عرض کی اے میرے رب! یہ سب کچھ میرے لئے ہے میری امت کے لئے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری امت سے ستر ہزار ایسے شخصوں کو بخش دوں گا جن کے لئے عذاب واجب ہو چکا ہے۔ اور وہ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہیں۔ پھر میں نے عرض کی اے میرے رب! کچھ زیادہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تیری امت سے اگر کوئی شخص موت سے ایک سال پہلے توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کرلوں گا۔ پھر میں نے عرض کی کچھ اور زیادہ

marfat.com

فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان میں سے کوئی شخص موت سے ایک مہینہ پہلے توبہ کریگا اس کی توبہ قبول کرلوں گا پھر میں نے کہا اے میرے رب کچھ اور زیادہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان میں سے ایک جمعہ پہلے توبہ کریگا تو اس کی توبہ قبول کر دوں گا میں نے کہا کچھ زیادہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان میں سے کوئی شخص موت سے ایک ساعت پہلے توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کرلوں گا۔ میں نے کہا کچھ زیادہ فرمائیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان میں سے کوئی شخص غرغرہ کے وقت توبہ کرلے تو میں اس کی توبہ قبول کروں گا میں نے کہا کچھ اور زیادہ فرمائیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ جب تک جسم میں روح باقی ہے۔ میں نے کہا کچھ زیادہ فرمائیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تیری امت کے ہر جمعہ کو ایک لاکھ شخص دوزخ سے آزاد کئے میں نے کہا کچھ اور زیادہ فرمائیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ جب رمضان کا مہینہ ہو اس مہینہ کی ہر رات میں ایک لاکھ آدمی دوزخ سے آزاد کر دیتے ہیں میں نے کہا کچھ اور زیادہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب رمضان شریف کی آخری رات ہوگی اس رات میں اسقدر لوگوں کو دوزخ سے آزاد کردوں گا۔ جتنے کہ اوّل سے آخر تک سب رمضان میں آزاد کئے ہیں نے کہا کچھ اور زیادہ فرمائیے پھر اللہ تعالیٰ نے تین چلو بھرے اور فرمایا لے لو اور لے لو اور لے لو میں نے کہا اس کی کیا تفسیر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پہلا میرا کرم ہے۔ دوسرا میرا عفو ہے۔ تیسری میری رحمت ہے۔ پھر میں نے کہا میرے رب کی حمد اور شکر ہے۔

(ف) اب وہ مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ جن کو تائیداً یا تنقیداً روایت مذکورہ سے کسی قسم کا تعلق ہے۔

(الف) "امت کا مصداق سواد اعظم ہے۔" مسلمانوں میں جو بڑی جماعت ہے۔ وہ اہل حق ہیں۔ حتی کہ سید زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں "باقی یہ لوگ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ تاکہ اپنے

marfat.com

اغراض کو پہنچ جائیں۔ اور یہ اس کو موحد کہتے ہیں۔ جو ان کی باتوں کا اتباع کرے۔ اس لئے محمد بن عبدالوہاب سے کسی نے کہا۔ ارکان اسلام کتنے ہیں۔ اس نے کہا۔ پانچ تو سلیمان بن وہاب نے کہا (جو اس کا بھائی تھا، اہل علم میں سے تھے اس کے ہر قول پر انکار کرتے تھے۔ کہ تو نے چھ (ارکان) کر دیئے۔ کیونکہ تیرے کہنے کے مطابق جو تیری اتباع نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ یہ تیرے نزدیک چھٹا رکن ہے۔ ایک دن ایک شخص نے کہا کہ رمضان شریف کی ہر رات کو اللہ تعالے کس قدر بندے آزاد کرتا ہے کہا ایک لاکھ اور آخر رات میں اتنے آزاد کرتا ہے جتنے کہ تمام مہینہ میں کیے اس شخص نے کہا تیرے متبعین تو اس کا عشر عشیر نہیں سو میں سے ایک حصہ بھی نہیں تو وہ کونسے مسلمان ہیں۔ جن کو اللہ تعالے آزاد کرتا ہے پس وہ مبہوت اور حیران رہ گیا۔ (الدرر السنیۃ از مفتی زینی دحلان ص۲۲۵)

(ب) غرغرہ کی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوتی۔

یاد رکھئے قرآن مجید کی صریح نص سے ثابت ہے کہ غرغرہ کی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوتی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ط (پ۴ ع۳) جز ایں نیست کہ اللہ تعالے ان لوگوں کی توبہ قبول کرتے ہیں جو لوگ بے علمی کی وجہ گناہ کرتے ہیں اور پھر موت آنے سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں ان لوگوں کی توبہ کو اللہ تعالے قبول فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالے تائبان کی توبہ کو جاننے والے ہیں۔ اور اس کی نجات کا حکم دینے والے ہیں حدیث شریف میں ہے۔ ان اللہ یقبل التوبۃ عبد مالم یغرغر بے شک اللہ تعالے بندے کی توبہ کو اس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک وہ غرغرہ کی حالت میں نہیں جاتا۔ (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۴۶۳)

التحیات کے لطائف

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب رب العزت سے کلام کا شرف حاصل ہوا۔ تو آپ نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ادا کی اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ

marfat.com

وَالطَّيِّبَاتُ (تمام عبادات قولی اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام عبادات بدنی اور تمام عبادات مالی بھی اسی اللہ کے لئے ہیں) پھر حق تعالیٰ کی طرف سے یوں سلام ارشاد ہوا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (اے پیارے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کا جواب بارگاہِ الٰہی میں یوں پیش کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (اے خداوندا! آپ کا سلام ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر نازل ہو) پھر ایک فرشتہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان مرتبہ کو دیکھ کر یہ کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں گواہی دیتا ہوں عبادت کے لائق ایک ہی خدا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقدس بندے اور اس کے رسول ہیں (نہایہ شرح ہدایہ ج ۱ ص ۱۷۶ کبیری شرح منیہ ص ۳۲)

(۱) (ویقصد بالفاظ التشهد معانیها مرادة له علی وجه الانشاء کانه یحیٔ الله تعالیٰ ویسلم علیٰ نبیه وعلیٰ نفسه واولیاءه لا الاخبار عن ذالک)

ای لا یقصد الاخبار والحکایة عما وقع فی المعراج منه صلی الله علیه وسلم ومن ربه سبحانهٗ ومن الملائکة علیهم السلام (شامی ج ۱ ص ۳۷۶) دو قوسوں کے مابین درمختار ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ تشہد کے الفاظ سے اس کے ان معانی کا قصد جو کہ جملہ انشائیہ کی صورت میں ارادہ کئے جاتے ہیں گویا کہ نمازی اب اللہ کے دربار میں تحفہ پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھ رہا ہے۔ اور نمازی اپنے وجود پر اور اپنے دوستوں پر سلام بھیج رہا ہے۔ اور اسے جملہ خبریہ بنا کر نہ پڑھے (اس کے بعد اسکی شرح میں لکھا ہے) یعنی جملہ خبریہ کا قصد نہ کرے۔ اور معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ

marfat.com

والسلام کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے جو تحفہ اور سلام اور گواہی کا واقعہ ہے۔ (نمازی کو چاہئے کہ) اس سے حکایت کا قصد نہ کرے۔

فیقصد المصلی انشاء ھٰذہ الفاظ مرادۃ لہ قاصدا معنا الموضوعۃ لہ من عندہ (مراقی الفلاح ص۱۵۱)

قولہ الموضوعۃ بالجر صفۃ الفاظ ای الموضوعۃ ھذہ الفاظ لھذہ المعنی (طحطاوی ص۱۵۱) ان الفاظ سے نمازی انشاء کا قصد کرے۔ اور مراد لے اور اپنی طرف سے اس کا معنیٰ موضوع لہٗ مراد رکھے یعنی جس معنیٰ کے لئے یہ الفاظ وضع کئے گئے وہ معانی ملفوظ رکھے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابداں است و در جمیع احوال و اوقات خصوصًا در حالت عبادت و آخر آنکہ وجود نورانیت و انکشاف در محل بیش تر و اقوی تر است و بعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در سائر موجوات و افراد ممکنات پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ذات مصلیاں موجود حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ بود تا بنور قرب و اسرار معرفت متنور و فائض گردد (اشعۃ اللمعات ج ص) حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ (تشہد میں جملہ انشائیہ کس طرح بنتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایمانداروں کیلئے نصب العین ہیں اور عبادت کرنے والوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور یہ تمام حالات اور تمام اوقات میں عمومًا ہے۔ اور عبادات کے درمیان اور اس کے آخر میں خصوصًا ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت کا وجود اور انکشاف بہت زیادہ اور قوی تر ہے۔ اور بعض عارفوں کا قول ہے کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کو ہے۔ جس نے تمام موجودات اور افراد کائنات میں سریان کیا ہوا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے۔ اور اس مشاہدہ سے غافل نہ رہے۔ تاکہ معرفت کے نور اور قرب اور اسرار سے نور حاصل کرنے والا اور فیض پانے والا ہو جائے۔

marfat.com

(۴) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

واحضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(احیاء العلوم ج ا ص ۱۷۵) نماز پڑھتے وقت اپنے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی شخصیت کریمہ کو حاضر کر لو۔ اور کہو اے نبی آپ پر سلام نازل ہو اور اللہ تعالٰے کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

(۵) امام ابن حجر عسقلانی اور حافظ بدر الدین عینی ارقام پذیر ہیں۔

ویحتمل ان یقال علی طریق اھل العرفان ان المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن لھم بالدخول فی حریم الحی الذی لا یموت فقرت اعینھم بالمناجات فنبھوا علی ذلک بواسطۃ نبی الرحمۃ وبرکۃ متابعتہ التفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب فاقبلوا قائلین السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (فتح الباری ج ص عمدۃ القاری ج ص)

اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے۔ جو عارفوں کے طریقہ پر مبنی ہے کہ نمازیوں نے جب التحیات پڑھ کر عالم ملکوت کا دروازہ کھلوانے کو کہا۔ تو ان کو اجازت مل گئی۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔ پس جب نمازیوں کی آنکھیں مناجات سے ٹھنڈی ہو گئیں تو انہیں انتباہ ہوا کہ یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت اور ان کی اتباع کی برکت سے حاصل ہوا ہے۔ تب انہوں نے التفات کی تو حبیب کو حبیب کی بارگاہ میں پایا۔ پھر وہ انکی طرف توجہ کر کے کہنے لگے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

(۶) حضرت شیخ اکبر محی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انما لم یعطف المصلی السلام الذی سلم بہ علی نفسہ بالواو علی السلام الذی سلم بہ علی نبیہ لانہٗ

marfat.com

لو عطفه علیه سلم علی نفسه من جهة النبوة وھو باب قد سدہ اللہ تعالیٰ کما سد باب الرسالة عن کل مخلوق بمحمد صلی اللہ علیه وسلم الیٰ یوم القیٰمة و تعین بھذا لانه لا مناسبة بیننا وبین رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فانه فی المرتبة الذی لا ینبغی لنا فابتدءنا باالسلام علینا فی طور من غیر عطف (فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۳۸)

نمازی نے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ کے جملہ پر اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا کے جملہ کو واؤ کے ساتھ عطف نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عطف کرتا (چونکہ معطوف اور معطوف علیہ میں ایک ہی حیثیت مدنظر ہوتی) تو گویا کہ نمازی اپنے وجود پر بھی نبوت کی حیثیت سے سلام بھیج رہا ہے حالانکہ نبوت کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اس طرح بند کر دیا جس طرح رسالت کا دروازہ بند کر دیا۔ اس لئے یہ بات متعین ہوگئی کہ ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی مناسبت نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کا ایسا بڑا مرتبہ ہے جو ہمارے لئے کسی طرح زیبا نہیں۔ اس لئے ہم نے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا کو اپنے طور پر بدوں عطف کے ابتداء کر دیا۔

(۷) علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں۔

وما قیل ان ردہ صلی اللہ علیه وسلم مختص بسلام زائرہ مردود لعموم الحدیث فدعوی التخصیص تحتاج لدلیل ویردہ ایضاً الخبر الصحیح وما من احد یمر بقبر اخیه المومن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا عرفه ورد علیه السلام فلو اختص ردہ صلی اللہ علیه وسلم بزائرہ لم یکن له خصوصیة به لما علمت ان غیرہ یشارکه فی ذالك قال ابوالیمن ابن عساکر واذا جاز ردہ صلی اللہ

علیہ وسلم علی من یسلم علیہ من الزائرین بقبرہ جاز ردہ علی من یسلم علیہ من جمیع الآفاق من امتہ علی بعد مسافۃ (نسیم الریاض ۔ ج ۳ صفحہ ۵۵)

اور یہ کہنا مردود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف اس شخص کو سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں ۔ جو وہاں زیارت کرنے والا نزدیک کھڑے ہو کر سلام عرض کرتا ہے ۔ اس قول کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں عموم ہے ۔ جو بھی مجھے سلام کہتے ہیں اس کو سلام کا جواب دیتا ہوں تخصیص کے قائل کو دلیل کی حاجت ہے ۔ (کہ عموم کو خصوص پر کیوں محمول کیا) اور اس تخصیص کو ایک حدیث بھی رد کرتی ہے وہ حدیث یوں ہے ۔ کہ جب کوئی شخص اپنے مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے ۔ کہ اسکو دنیا میں پہچانتا تھا ۔ اور پھر اس کو سلام کہتا ہے تو وہ مومن اس کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے ۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس طرح خاص طور پر صرف زائر کو سلام کا جواب مرحمت فرمادیں تو اس میں آپ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے ۔ اس میں تو ہر ایمان والا شریک ہے ۔ امام ابوالیمن جو ابن عساکر کے نام سے محدث مشہور ہیں فرماتے ہیں ۔ کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زائرین کے سلام کا جواب دے سکتے ہیں ۔ (تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ ہر اس شخص کو بھی سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں ۔ جو آپ کی امت سے جہان کے کسی گوشہ میں ہو یا باوجودیکہ وہ (سلام کہنے والا) بہت مسافت سے دُور کیوں نہ ہو (مگر آپ اس کو سلام کے جواب کا شرف بخشتے ہیں)

(۸) علامہ نبہانی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

ویؤیدہ سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام من یسلم علیہ من بعید وقریب مشروعیتہ السلام علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التشہد فی الصلوٰۃ بصیغۃ الخطاب اذ یقول المصلی السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ

marfat.com

الله وبرکاته فلو لم یکن صلی الله علیه وسلم حیا یسمع سلام جمیع المسلمین اینما کانوا باسماع الله له ذلک لما کان لهذا الخطاب معنیً بل کان صدوره من المصلین اشبه بکلام المجانین منه بکلام العقلاء فانك اذا سمعت متکلماً یخاطب انساناً میتاً من عصفور کثیرة او حیا لکنه فی بلاد بعیدة تظن ان ذلك المتکلم قد اختلط عقله حتی خاطب من ذکر بخطاب الحاضر معه فاذن لم تشرع لنا مخاطبة النبی صلی الله علیه وسلم فی الصلوٰة بهذا الخطاب الا وهو یسمعها فی حیاته وبعد مماته صلی الله علیه وسلم حتی ان بعض الاولیاء سمعوا علی سبیل الکرامة رده السلام علیهم عند قولهم السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته ولا استحالة فی ذلك (شواہد الحق ص)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دُور یا نزدیک کوئی شخص سلام کہے تو آپ اس کا سلام سنتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تائید کے لئے وہ سلام دلیل ہے۔ جو نماز کے اندر تشہد میں نمازی خطاب کے صیغے سے کہتا ہے۔ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ پس اگر آپ اس طرح نہ سنتے کہ تمام مسلمانوں کا سلام اللہ تعالے کے سنانے سے سن سکیں خواہ وہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں تو پھر اس خطاب کا کوئی معنیٰ اور فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ عقلمندوں کی کلام میں اس طرح نمازیوں کا سلام پڑھنا پاگلوں کی باتوں کے مشابہ ہوگا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر آپ کسی شخص سے سنیں کہ وہ مدت دراز سے ایک مردہ شخص سے باتیں کرتا ہے یا ایک زندہ شخص سے باتیں کرتا ہے لیکن وہ زندہ بہت دور کے شہروں میں کسی جگہ رہتا ہے۔ تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ ایسی باتیں کرنے والے کا عقل مخبوط ہے کیونکہ یہ مردہ شخص اور دور دراز رہنے والے شخص سے اس طرح خطاب کر کے باتیں کر رہا ہے جس طرح کے اس کے ساتھ

marfat.com

موجود نہ ہو۔ پس اس مثال کو مدنظر رکھتے ہوئے نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ خطاب جائز نہ ہوگا۔ مگر اس کے جواز کی ایک صورت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں اور بعد وفات بھی ہمارا سلام سنتے ہیں حتیٰ کہ بعض اولیاء کرام نے کرامت کے طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سلام کا جواب سنا ہے جب کہ انہوں نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہا۔ اور اس میں کوئی محال لازم نہیں آتا۔

حدیث وضع الکف

عن عبد الرحمٰن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رءیت ربی فی احسن صورۃ قال فیما یختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت تعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض وتلا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض ویکون من الموقنین (مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۶۹)

عبدالرحمٰن بن عائش سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے اپنے رب تعالیٰ کو اچھی صورت میں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ فرشتے کس بات میں بحث کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر میرے رب تعالےٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان میں رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی پس جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں نے جان لیا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے مناسب حال آیت تلاوت فرمائی۔ وَکَذٰلِکَ الی اٰخِرِہٖ یعنی اس طرح آسمان اور زمینوں کے ملک ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے ہیں تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائیں یاد رہے کہ وضع کف (رحمت کا ہاتھ رکھنا) مزید فضل، اور غایۃ تخصیص پر دلالت

marfat.com

کرتا ہے۔ اور سردی کا پانا وصول اثر فیض اور حصول علم سے کنایہ ہے۔

(ف) اب یہاں اس مذکورہ حدیث شریف کی شرح تحریر کی جاتی ہے۔

۱۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ ج ا صـ۴۶۳) میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تعلیم دی۔ ان چیزوں میں سے جو آسمان اور زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہما سے اور یہ عبارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علمی پر دلالت کرتی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ پر مفتوح فرمایا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آسمان بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ معراج کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اَرْضٌ بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں۔ سب کا علم ہو گیا۔ جس طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیل اور مچھلی کی خبر دی ہے۔ جو زمین کے نیچے ہیں۔ اس مطلب کو فائدہ دیتا ہے۔ جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استشہاد کے طور پر آیت تلاوت فرمائی۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھلائے اور اس کو ان کیلئے مکشوف فرمایا۔ اس طرح حضور علیہ السلام پر وہ حالات مکشوف فرمائے اور غیوب کے دروازے کھول دیئے۔

(۲) شاہ عبدالحق صاحب محدث دھلوی رحمہ (اشعۃ اللمعات ج ا صـ۲۶۲) پر لکھتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

پس میں نے جانا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

یہ عبارت تمام علوم جزوی اور کلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حال کے مناسب آیت

marfat.com

بطور استشہاد تلاوت فرمائی وکذلک الخ یعنی اور اسی طرح ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھلایا تاکہ وہ ذات صفات وتوحید کے ساتھ یقین آسمان اور زمین کے ملکوت دیکھنے کے بعد حاصل ہوا۔ جیساکہ دلیل حاصل کرنے والوں اور سلوک طے کرنے والوں اور محبت رکھنے والوں کی حالت ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وصول الی اللہ اور یقین پہلے حاصل ہوا۔ اس کے بعد عالم اور اس کے حقائق کو جان لیا۔ جیساکہ اس کے مجذوبوں اور محبوبوں اور مطلوبوں کی شان ہے۔ اس واسطے حدیث شریف میں ہے۔ مَا رَءَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ قَبْلَہٗ۔ میں نے کسی چیز کو نہ دیکھا مگر اس چیز کو دیکھنے سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

(۲) منقول از الکلمۃ العلیاء ص ۱۳) علامہ طیبی اس کی شرح میں لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کے ملک دکھلائے گئے اسی طرح ہی مجھ پر (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر) غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں (زمین و آسمان میں) ہے۔ ذات اور صفات ظواہر اور بواطن سے جو کچھ غائب ہے۔

دیدار باری تعالیٰ

(۱) عن ابن عباس قال اتعجبون ان تکون الخلۃ لابراھیم والکلام لموسیٰ والرؤیۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۷)	حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ خلعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے ہو اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیدار حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو

marfat.com

(٢) حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوذر سے کہا کہ کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے پوچھتا حضرت ابوذر نے کہا۔ عَنْ اَیِّ شَیْئٍ تَسْئَلُہٗ کس چیز کی بابت آپ سے سوال کرتا تو عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت ابوذر نے کہا کہ میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا رَئَیْتُ نُوْرًا میں نے نور دیکھا (مسلم شریف ج ۱ ص ۹۷)

(٣) ومن المحال ان یدعو الکریم کریما الی دارہ ویضیف حبیب حبیبًا فی قصرہ ثم یستتر عنہ و لا یریہ وَجْھَہٗ (روح البیان ج ۱ ص ۱۵۴) اور یہ بات ناممکن ہے کہ کریم کریم کو دعوت دے کر بلائے اور دوست اپنے دوست کو اپنے محل میں مہمان بنائے پھر اس سے چھپ جائے۔ اور اس کو اپنا چہرہ نہ دکھائے۔

(٤) عجب است کہ دراں مقام ببرند و در خلوت خاص آرند و با علی مطلب و اقصیٰ مسالت کہ دیدار است مشرف نہ گردانند (مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۶۳) تعجب کی بات ہے کہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) اس مقام پر لے جائیں اور خلوت خاص میں لے آئیں اور اعلیٰ مطلب اور عمدہ مسئلہ کہ دیدار ہے۔ اس سے مشرف نہ کریں۔

(٢) صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔

ثم ان قائلین بالرؤیۃ اختلفوا فمنھم من قال انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رائی ربہ سبحانہ بعینہ ،	پھر دیدار باری تعالےٰ کے قائلین اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کو اپنی اقدس کی آنکھ مبارک سے دیکھا

(روح المعانی ج ۲۷ ص ۲۴۲)

marfat.com

ان الراجح عند اکثر العلماء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ بعینیہ راسہ لیلۃ الاسراء	اکثر علماء کے نزدیک بات راجح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو معراج کی رات میں اپنے سر اقدس کی دو نوں آنکھوں سے دیکھا

دوسری روایات جن سے قلب مبارک سے دیکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ بھی حضرت ابن عباس سے روایت ہے چنانچہ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ حدیث شریف حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ لم اره بعینی ولکن رئیت بقلبی مرتین وعن ابن عباس قال سئل هل رئیت ربك قال رئیته بفؤادی رواہ ابن جریر (نبراس ص۲۴۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ کو سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا لیکن دل سے دو مرتبہ دیکھا ہے۔ اور حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا۔ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اس کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔ اس حدیث کو ابن جریر نے روایت کیا ہے۔ ثم ان المراد برؤیۃ الفؤاد رؤیۃ القلب لامجرد حصول العلم لانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عالما باللہ علی الدوام بل مراد من اثبت لہ انہ راہ بقلبہ ان الرؤیۃ التی حصلت لہ خلقت لہ فی قلبہ کما تخلق الرؤیۃ بالعین لغیرہ والرؤیۃ لا یشترط لہا شیٔ مخصوص عقلا ولو جرت العادۃ بخلقہا فی العین۔ (مواہب لدنیہ ج ۲ ص۳۷) پھر یہ واضح ہوا کہ رؤیۃ فواد سے دل کا دیکھنا مراد ہے۔ نہ یہ کہ صرف علم حاصل ہو گیا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ کا علم علی الدوام حاصل ہے۔ جن لوگوں نے

marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رویۃ قلبی ثابت کی ہے ان کی مراد یہ ہے۔ کہ جس طرح کسی کی آنکھ میں بینائی پیدا کر دی جاتی ہے اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک میں بینائی پیدا کر دی گئی ہے (جس سے آپ نے باری تعالےٰ کا مشاہدہ کیا۔) اور رؤیت دیکھنے کے لئے عقلاً کسی خاص جز و بدن کا ہونا یا کسی خاص شئے کا پایا جانا ضروری نہیں اگرچہ عادتاً بینائی آنکھ میں ہوتی ہے لیکن اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ کہ خرق عادت کے طور پر آنکھ کے علاوہ کسی اور عضو میں بینائی پیدا کر دے۔ تو اس کو ہر طرح کی قدرت ہے۔ تیسری قسم کی روایات جس سے دونوں طرح کی رؤیت ثابت ہوتی ہے یہ ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ کان یقول ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربہ مرتین مرۃ ببصرہ ومرۃ بفؤادہ رواہ الطبرانی (روح المعانی ج ۲۷ ص ۴۶۔ مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۷) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ سر مبارک کی آنکھ سے اور ایک مرتبہ اپنے قلب مبارک کی آنکھ سے اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(۳) اب صوفیائے کرام کا مشرب سنئے جو اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع وجود سراپا جود سے اللہ تعالےٰ کو مشاہدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں فرأی الحق بالحق بجمیع وجودہ لان وجودہ صار بجمیعہ عیناً من عیون الحق، فرای الحق بجمیع العیون وسمع خطابہ بجمیع الاسماع وعرف الحق بجمیع القلوب حتی فنیت عیونہ واسماعہ وقلوبہ وارواحہ وعقولہ فی الحق (عرائس البیان ج ۲ ص ۵۴)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کو فی الحقیقت اپنے تمام وجود سے دیکھا کیونکہ آپ کا وجود تمام تر ہی آنکھ ہو گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ کو جسم کی تمام آنکھوں سے دیکھا اور تمام کانوں سے اس کا خطاب سنا۔ اور تمام قلوب سے اس کو پہچانا۔ حتیٰ کہ آپ

marfat.com

کی آنکھیں اور آپکے کان اور آپکے قلوب اور آپ کی روحیں اور آپکے عقول حق تعالیٰ کی ذات کے سامنے فنا ہو گئے۔

اب اس مقام پر جگر مراد آبادی کا کلام ملاحظہ فرمایئے، ؎

اَے آں کہ ز شوق بے نہایت
حق را ہمہ آشکارہ دیدہ،
طے کردہ مراحل ومنازل
تا سدرہ بہ ساعتے رسیدہ
از سدرہ بہ انتہاء قوسین
با عظمت خاص رہ بریدہ
اَے آں کہ دروں پردۂ راز
از خویشتن بہ خویشتن رسیدہ

جناب مولانا نظامی گنجوی صاحب سکندر نامہ فرماتے ہیں

کلامیکہ بے آلہ آمد شنید
لقائے کہ آں دیدنی بود دید،
ہمہ دیدہ گشتہ چو نرگس تنش
نگشتہ یکے خار پیرامنش
دراں نرگسیں حرف کاں باغ داشت
مگر چشم او کحل ما زاغ داشت
چناں دید گز حضرت ذوالجلال
نہ زاں سوجہت بُد نہ زیں خیال

پچاس نمازیں و دیگر احکام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مقام پر تین عطیوں سے نوازا گیا، پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ خواتیم سورۃ بقرہ کا نزول ہوا۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورۃ

marfat.com

تک) جو شخص آپ کی امت سے شرک کرے اسکی مغفرت کا حکم سنایا گیا۔ امام برہان الدین حلبی لکھتے ہیں۔ ثم قال اللہ عزوجل یا محمد و این حاجۃ جبریل فقلت اللھم انک اعلم فقال یا محمد قد احبتہ فیما سأل ولکن فیما احبک وصحبک (سیرت حلبیہ ج ا ص ۴۲۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم محویت میں مستغرق تھے۔ کہ بارگاہ وحدانیت سے بطور یاددہانی ارشاد ہوا ہاں میرے پیارے! وہ جبرئیل (علیہ السلام کا کیا سوال تھا جو تم نے ذکر نہیں کیا۔) پھر میں نے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہا اے میرے خدایا تحقیق تو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ یعنی عیاں راچہ بیاں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اس کی التجا قبول کی ہے۔ لیکن ان لوگوں کے حق میں جن کو آپ سے محبت ہے۔ اور جو آپ کی اتباع اور پیروی کرے۔ (یہاں صحبہ کا معنی تبع ہے۔)

شبہاتِ نفی کے جواب

جن لوگوں کو دیدار باری تعالیٰ کے امکان اور وقوع میں اختلاف ہے۔ وہ اس کو محال قرار دیتے ہیں اور جو حدیث میں آیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اس کا انکار کرتے ہیں اسلئے یہاں ان کے شبہات کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے وہ رؤیت کی نفی ثابت کرتے ہیں۔ اور ان شبہات کے جواب بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

(الف) قرآن مجید کی تین آیات ہیں۔ جن سے بظاہر رؤیت کی نفی کا شبہ ہوتا ہے۔ پہلی آیت یہ ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (پ ۷ ع ۱۸) آنکھیں اللہ تعالیٰ کو ادراک نہیں کر سکتیں۔ اور وہ سب آنکھوں کا ادراک کرسکتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ باریک چیزوں کو دیکھنے والا ہے جس کو کوئی نہ دیکھ سکے۔ اور وہ سب چھپی باتوں کی خبر رکھتا ہے جس کی خبر کوئی نہ رکھ سکے۔ اس آیت سے نفی کا استدلال اسطرح ہے

marfat.com

کہ الف لام استغراق ہے اس بنا پر یوں معنی ہوگا۔ لَا تُدْرِکُہٗ بَصَرٌ مِّنَ الْاَبْصَارِ ۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی آنکھ ہی نہیں ادراک کر سکتی۔ اس استدلال کے چند جواب ہیں پہلا جواب یہ ہے۔ کہ الف لام استغراق کا معنی کل موجبہ کلیہ کا سور ہے۔ اور ابصار قضیہ کا موضوع ہے۔ اور تُدْرِکُہٗ قضیہ کا محمول ہے یہ مجموعہ مل کر موجبہ کلیہ بنا۔ پھر اس پر لا حرف سلب کا داخل ہوا۔ تو قاعدہ ہے کہ موجبہ کلیہ کی سلب سے سالبہ جزیہ بنتا ہے۔ جب سالبہ کلیہ نہ بنا تو مدعی کا مطلب ثابت نہ ہوگا کیونکہ سالبہ جزیہ حکم میں موجبہ جزیہ کے ہوتا ہے۔ اور اس بات کے ہم بھی قائل ہیں۔ لہٰذا مدعی کا اس سے استدلال درست نہ رہا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ادراک کا معنی مطلق رؤیت نہیں بلکہ ادراک احاطہ کو کہتے ہیں۔ کہ کسی چیز کو جمیع جوانب سے گھیر لینا جیسا کہ مقولہ ہے۔ رئیت الہلال وما ادرکتہ للغیم۔ میں نے چاند کو دیکھا لیکن پورا احاطہ کر کے نہ دیکھ سکا کیونکہ بادل تھا۔" تو یہاں رؤیت مثبت ہے۔ اور ادراک معنی احاطہ منفی ہے۔ نہ کہ رؤیت مطلقہ پر نفی وارد ہوئی ورنہ دونوں جملوں میں تناقض ہو جاتا۔ تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ یہ جملہ فعلیہ ہے۔ جو تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے دوام اور استمرار کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عموم اور عموم احوال میں نفی ہو جائے "ق" اگر درحقیقت آیت کے معنی پر غور فرمائیں تو اس سے رؤیت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جب ادراک کا معنی احاطہ ہوا۔ تو آیت کا مطلب یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت ہو سکتی ہے۔ مگر علی سبیل الاحاطہ نہیں ہو سکتی کہ وہ حدود اور جوانب سے پاک ہے۔ الغرض اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ کے متناہی ہونے اور اجسام کے لوازم سے متصف ہونے سے تنزیہ اور تقدیس مطلوب ہے اور یہ تنزیہ تب ہو سکتی ہے۔ جب رؤیت کا امکان مانا جائے۔ ورنہ مفہوم مشکل ہو جائیگا

(یاد رہے کہ یہ تقریر نبراس سے اخذ کی گئی ہے

دوسری آیت یہ ہے۔ مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ

marfat.com

اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۤءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۤءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (پ ۲۵ ع ۵)

کسی آدمی کے شایانِ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالمواجہہ کلام کرے۔ مگر وحی کے ذریعہ یا بطریق الہام اس کے دل میں القاء ہو جاتے۔ یا اس سے اسوقت کلام کرے گا۔ کہ وہ حجاب کے پیچھے ہو۔ یعنی دراں حالیکہ وہ آدمی پسِ پردہ ہو یا اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف اپنا ایک فرشتہ فرستادہ بنا کر بھیج دے۔ اور وہ ملک مرسل اس مرسل الیہ کو خدا کا پیغام سناتے۔ جتنا کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ صفات وحدوث سے برتر ہے اور کلام کرنے میں حکمت کی بات کرنے والا ہے۔ تقریر استدلال اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ساتھ کلام کرنے کو تین اقسام میں حصر فرمایا۔ اس سے لازم آتا ہے کہ کلام کرتے وقت رویت کی نفی ہو گی۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس سے مطلقاً رویت کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ جائز ہے۔ کہ رویت ہو اور کلام نہ ہو یعنی آیت سے رویت بوقت کلام کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ اور مطلق رویت سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔

(ف) اگر آپ اس آیت پر غور فرمائیں تو اس آیت سے رویت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس کی تقریر یوں ہے۔ کہ ان تین وجوہ کے سوا یعنی بالمشافحہ کلام کرنا تو اس کو انسان برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ برتر ہے حتیٰ کہ بشر کے ضعف کیوجہ سے اسکی کلام سننے کی طاقت نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے۔ جس نے اپنے نبیوں سے تین طرح پر کلام کیا ہے۔ جب بالمشافحہ کلام کرنے کی نفی کا سبب ضعف بشری بنا تو رویت کا سبب بھی ضعف بنے گا۔ نہ کہ رویت بالذات محال ہو گی جس طرح مستدل نے بیان کیا ہے۔ (یاد رہے کہ یہ تقریر شرح مسلم شریف سے ماخوذ ہے جس کا نام مکمل اکمال المعلم ہے اور اس کے مصنف کا نام علامہ محمد بن محمد بن یوسف سنوسی حسینی ہے (متوفی ۸۹۵ھ)

تیسری آیت یہ ہے قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ (پ ۹ ع ۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اے میرے رب مجھے اپنا دیدار نصیب فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو میرا دیدار نہیں کر سکتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔

marfat.com

کہ خدا تعالیٰ کا دیدار محال ہے۔ ورنہ لَنْ تَرَانِیْ نہ کہا جاتا۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے۔ کہ لغت عربی میں حرف لن نفی تاکید کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ نفی کے لئے مستعمل نہیں ہوتا۔ بعنوان دیگر یوں سمجھو کہ نفی انکار مضارع کو کہتے ہیں۔ اور مضارع حال یا استقبال کا نام ہے اس اصول کے ماتحت لَنْ تَرَانِیْ کا معنی یوں ہو گا۔ ہرگز نمے بینی مرا یا ہرگز نخواہی دید مرا۔ جس کا اُردو ترجمہ یوں ہو گا۔ زمانہ حال میں مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ یا زمانہ استقبال میں مجھے ہرگز نہ دیکھے گا۔ اور معترض نے جو ترجمہ کیا تھا اس کی فارسی یوں ہو گی۔ ہرگز نمے توانی دید مرا یا ہرگز نتواں خواہی دید مرا۔ ماہر عالم کے سامنے قواعد عربی کے لحاظ سے ہر دو ترجمہ میں فرق واضح ہے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیدار کی درخواست کرنا دیدار کے امکان پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ سب نبی (سلام ہو ان پر) عبث بات نہیں کرتے۔ اور محال کا سوال عبث ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دیدار محال نہیں۔ ورنہ اسکی درخواست نہ کرتے۔ (یعنی یہ آیت اثبات رویت کی دلیل ہے نفی رویت کی دلیل نہیں۔)

(ب) وہ احادیث جن سے نفی رویت کا استدلال پیش کیا جاتا ہے۔ وہ دو ہیں پہلی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ من زعم ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربہ فقد اعظم الفریۃ۔ جو شخص یوں کہتا ہے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اس نے بہت بڑا افتراء کیا ہے۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے۔ کہ امام مروزی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ رویت کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ جو شخص یوں کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اس نے بہت بڑا افتراء کیا۔ تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رأیت ربی (میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے) اور ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

marfat.com

والسلام کی حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول پر فوقیت حاصل ہے۔ اس بیان کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں نقل کیا ہے۔

دوسری حدیث حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا۔ هَلْ رَئَیْتَ رَبَّکَ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ وہ نور ہے میں اس کو کس طرح دیکھ سکتا ہوں۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے۔ کہ اس حدیث کے اعراب کئی طور پر لکھے گئے ہیں جن سے رویت کا استدلال ثابت ہوتا ہے وہ طریقہ یہ ہے

(۱) نُوْرٌ اِنِّیْ اَرَاہُ اللہ تعالیٰ نور ہے میں نے اس کو دیکھا ہے۔

(۲) نُوْرٌ اِنِّیْ اَرَاہُ اللہ تعالیٰ نور ہے اس کی رویت کی کیفیت کس طرح بیان کرسکتا ہوں۔ اَنّٰی اَرَاہُ کا ترجمہ کَیْفَ اُبَیِّنُہٗ کر لیا جائے تو قواعد عربیہ کے مطابق ہے۔ توجیہات مثبت کو ترک کرکے صرف نفی کی توجیہہ کو ترجیح دینا اچھا نہیں۔ عَلَیْکَ بالانصاف فانہ خیر الاوصاف آپ کو چاہئے کہ انصاف کریں کہ وہ اچھی صفت ہے۔ علاوہ ازیں قاعدہ ہے۔ جب مثبت اور منفی میں تعارض ہو جاتے۔ تو مثبت کو ترجیح ہوتی ہے۔

(ف) اگر کوئی صاحب ان احادیث پر غور فرمائے تو اس سے امکان رویت کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ نبراس صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے اختلف الصحابۃ فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل رأی ربہ فی لیلۃ المعراج ام لا۔ نا الاختلاف فی الوقوع دلیل علی الامکان فان الرؤیۃ لو کانت محالاً لاتفقت الصحابۃ علیٰ عدم وقوعھا صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا ہے۔ یا نہ؟۔ اور وقوع میں اختلاف کرنا امکان کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر رویت محال ہوتی تو صحابہ کرام کا اس کے عدم وقوع پر اتفاق نہ ہوتا۔

(ج) وہ عقلی استدلال جس سے نفی رویت کا شبہ ہوتا ہے وہ اس طرح ہے کہ ایک

marfat.com

دوسرے کو دیکھنے میں چند شرائط ضروری ہیں۔ مثلاً مرئی مکان میں ہو۔ اور وہاں جہت ہو۔ اور دیکھنے والے کے سامنے ہو۔ ان میں مسافت ہو۔ حتیٰ کہ بہت قرب بھی رؤیت کو مانع ہے جیسے پلکیں ہیں۔ اور بہت دور بھی نہ ہو۔ اور باصرہ کی شعاعیں مرئی سے ملی ہوئی ہوں اور یہ سب شرائط باری تعالیٰ کی شان میں محال ہیں۔ لہٰذا اس کی رؤیت ممکن نہ رہے گی اس کے چند جواب ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھتا ہے۔ یہاں رؤیت کا وجود پایا گیا۔ مگر تمہارے شرائط نہ پائے گئے۔ جو جواب تم دو گے وہی ہمارا جواب ہے اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اسمیں شک نہیں کہ عادت الٰہیہ اسی طرح ہے کہ اسباب مذکورہ متحقق ہونے کے بعد رؤیت ہوتی ہے۔ مگر خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ کو ہر امر پر قدرت ہے حتیٰ کہ مشائخ نے لکھا ہے۔ کہ ایک اندھا چین میں بیٹھا ہوا اندلس میں مچھر اُڑتے دیکھ سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اسکو دکھلائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے۔ بخاری شریف میں آیا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے اس طرح دیکھے جس طرح اپنے سامنے دیکھتے تھے تو یہاں رائی اور مرئی کے درمیان تقابل کی شرط مفقود ہونے کے باوجود روایت ثابت ہے۔

(ف) رؤیت کے ثبوت میں بہت دلائل ہیں۔ ۱ قرآن مجید میں ہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (پ ۲۹ ع ۱۶)

قیامت کے دن ایمانداروں کے چہرے اپنے رب کو دیکھ کر تروتازہ ہوں گے۔ اگر رؤیت محال ہے تو قیامت کے دن ایماندار کیسے دیکھیں گے۔ ۲ قرآن مجید میں ہے،

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ؀

خبردار بے شک وہ کافر لوگ اپنے خدا تعالیٰ کے دیدار سے قیامت کے دن در پردہ ہونگے یعنی دیدار سے محروم ہوں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ کہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہو گا تاکہ دوست اور دشمن میں امتیاز ہو جائے۔

marfat.com

گوئی بہشت مہمانی است
بے دیدن میزبان چہ باشد
چوں دشمن و دوست راجاب است
پس فرق دراں میاں چہ باشد

۳ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ اور یہ حدیث متواتر ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں کا چاند دیکھتے ہو۔

خرقہ معراجیہ

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ خرقۂ خواجگان چشت کے متعلق ایک دن حضرت شیخ اقدس قدس سرہ سے گفتگو ہوئی۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج جناب رب العزّت سے ایک خرقہ عنایت ہوا تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ نے تمام صحابہ کبار کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اس خرقہ کی بابت خداوند تعالےٰ کا حکم ہوا کہ تم میں سے ایک شخص کو دے دوں اب میں ایک سوال کرتا ہوں۔ جو شخص اطمینان بخش جواب دے گا۔ وہی اس کا مستحق ہوگا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوبکر! اگر میں یہ خرقہ تم کو دے دوں تو تم کیا کرو گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ صدق و وصفا اور اطاعت خداوندی اختیار کروں گا۔ پھر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ اگر تم کو یہ خرقہ مل جائے تو کیا کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عدل و انصاف اور مظلوموں کی دادرسی کرونگا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم اس خرقہ کو حاصل کر کے کیا کرو گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مشورہ سے ہر کام کرونگا

marfat.com

اور حیا و عفت اور سخاوت اختیار کروں گا پھر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندگانِ خدا کی پردہ داری اور عیب پوشی کروں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جواب سُن کر ارشاد فرمایا کہ مجھکو یہی حکم تھا۔ کہ جو شخص اس طرح جواب دے جیسا کہ اے علی! تم نے جواب دیا ہے۔ یہ خرقہ اسی کو عنایت کروں۔ پس تم یہ خرقہ لے لو یہ تمہارا حصہ ہے۔ (حضرت محبوب الٰہی صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب شیخ قدس سرہ نے اسقدر واقعہ بیان فرمایا۔ تو آپ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا درویشی پردہ پوشی ہے۔) چونکہ یہ خرقہ شب معراج میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا تھا اس سبب سے مشائخ میں اس کا نام خرقہ معراجیہ مشہور ہوا ہے کتاب جوامع الکلم میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے شب معراج بہشت میں ایک حجرہ ملاحظہ فرمایا جس پر سونے کا قفل لگا ہوا تھا۔ آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس حجرہ کو کھولو تا کہ میں دیکھوں اس میں کیا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اس حجرہ کے کھولنے کی اجازت خداوند کریم سے حاصل کرنی ضروری ہے حضور علیہ السلام نے دعا کی تو خداوند کریم سے اجازت حاصل ہو گئی۔ تب جبرئیل علیہ السلام نے دیکھا کہ اس حجرے میں ایک بڑا صندوق رکھا ہوا ہے۔ اور وہ بھی مقفل ہے جبرئیل علیہ السلام نے حسب الحکم اس کو بھی کھولا تو اس کے اندر سے خرقہ مشائخ برآمد ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اس خرقہ کو پسند فرمایا۔ اور دعا کی اے باری تعالیٰ یہ خرقہ مجھے عنایت فرمایئے باری تعالیٰ نے فرمایا کہ ہزاروں پیغمبروں نے اس خرقہ کیلئے آرزو کی مگر میں یہ خرقہ تم کو عنایت کرتا ہوں حضور علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ خرقہ صرف میرے لئے ہے یا کسی اور کو بھی دے سکتا ہوں۔ باری تعالیٰ کا حکم ہوا۔ ہاں تم اپنے اصحاب کبار سے یہ سوال کرنا جو اس کا جواب دُرست دے۔ اس کو خرقہ مرحمت فرمائیں۔ چنانچہ وہ خرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مرحمت ہوا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ خرقہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت ہوا۔ پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مسلسل حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ تک۔

marfat.com

پہنچا۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے اپنے دست مبارک سے یہ خرقہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا۔ حضرت محبوب الٰہی نے حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمایا۔ اور ان کے بعد وہ خرقہ ان کی وصیت کے مطابق حضرت کی قبر میں مدفون ہوا۔ (بحوالہ ہشت بہشت)

ہشت بہشت کا تعارف

یہ ایک کتاب ہے جس میں حضرات چشت اہل بہشت کے آٹھ ملفوظات جمع ہیں۔

۱۔ انیس الارواح ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ دلیل العارفین ملفوظات خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح

۳۔ فوائد السالکین ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ بابا صاحب گنج شکر رح

۴۔ راحت القلوب ملفوظات خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ مفتاح العاشقین ملفوظات خواجہ محمود نصیر الدین چراغ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ محب اللہ رح

۶۔ فوائد الفواد ملفوظات خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین بدایونی ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ حسن علی سنجری رح

۷۔ راحت المحبین اس کتاب کے دوسرے حصہ کا نام افضل الفوائد ہے۔ ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ مرتبہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ اسرار الاولیاء ملفوظات خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ بدر الکمال رح

حالات خرقہ معراجیہ راحت القلوب ص۷ اور فوائد الفوائد ج سوم ص۱۵۹ پر مذکور ہیں۔

بہشت کا مشاہدہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ تاکہ آپ کو بہشت میں لے جائیں۔ اور جو کچھ ہم نے وہاں آپ کے اور آپ کی امت کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ دکھلائیں تاکہ اس کا دل خوش ہو جائے۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو بہشت کے دروازے پر لے گئے دیکھا دروازہ سونے کا تھا اس دروازے کا طول اور عرض پانچ پانچ سو برس کی راہ تھا۔ اس دروازے میں چار سو میخیں جو کہ یاقوت، زمرد اور موتی مرصع تھیں اس دروازے پر چالیس ہزار کنگرے تھے ہر کنگرے پر

۱ مرتبہ خواجہ معین الدین اجمیری رح ۲ مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح ۳ مرتبہ بابا صاحب گنج شکر رح

ایک فرشتہ مقرر تھا جس کے دونوں ہاتھوں پر دو طبق تھے۔ ایک میں بہشتی لباس اور دوسرے میں نور بھرا ہوا تھا۔ بتایا گیا کہ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام سے آٹھ ہزار برس پہلے پیدا ہوئے۔ اور اس مقام پر انتظار میں ٹھہرائے گئے۔ تاکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا اس دروازے سے گذر ہو تو یہ ان پر نثار کریں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا رضوان جنت نے الحمدللہ کہہ کر کہا آپ کون ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں۔ اور میرے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رضوان نے الحمدللہ کہہ کر دروازہ کھول دیا آپ نے رضوان جنت کو سلام کہا۔ اس نے سلام کا جواب دے کر کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو کہ بہشت کا اکثر حصہ آپ کے اور آپکی امت کیلئے تیار ہے۔ رضوان کے آٹھ خلیفے تھے جو بہشت کے آٹھوں دروازوں پر مقرر تھے۔ ہر ایک فرشتے کے ماتحت سات لاکھ فرشتے تھے پھر رضوان آپکے ساتھ ہو گیا۔ جنت الفردوس، جنت عدن، جنات النعیم، جنت الماویٰ، میں باغات بکثرت تھے۔ اور دار السلام، دار الخلد، دار القرار، دار الجلال میں مکانات بکثرت تھے۔

مکانات

پھر آپ نے بہشت کے مکانات مشاہدہ فرمائے انکی دیواروں کی اینٹیں سونے اور چاندی کی تھیں اور اس کا گارا مشک اور زعفران سے تھا۔ اس کی سڑکیں اور راستے زمرد، یاقوت اور بلور سے بنے ہوئے ہیں (ترمذی شریف ج ۲ صـ۵، مسند دارمی صـ۳۶) ان کی صفائی ایسی ہے۔ جیسے شیشہ ہو کہ ظاہر اور اندر سے یکساں نظر آئے۔ ان کا عرض ستر ہزار برس کی راہ ہے۔ اور بلندی ان کی ستر ہزار برس کی راہ تھی۔ کنگرے ان کے موتی سفید کے اور بعض جواہر کے تھے جو سورج کی طرح اور ان میں بعض چاند کی طرح جگمگاتے تھے (معارج)

نورانی مکان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معراج کی رات آسمان پر گزرا وہاں نور کا شہر دیکھا جس کی وسعت جہان دنیا سے ہزار گنا زیادہ ہے اس کے

marfat.com

لاکھ دروازے ہیں اور ہر دروازے کے سامنے خدا کی رحمت سے ایک باغ آراستہ ہے۔ اور ہر باغ میں ایک بالاخانہ ہے۔ اور ہر بالاخانہ میں نور کا ایک گھر ہے۔ اور ہر گھر میں نور کے ستر مکان ہیں اور ہر مکان میں نور کا ایک کمرہ ہے۔ اور ہر کمرہ میں نور کی عمارت ہے۔ اور ہر عمارت میں چارسو دروازے ہیں۔ اور ہر دروازے میں دو کواڑ ہیں۔ ایک سونے کا ہے۔ اور دوسرا چاندی کا اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہے۔ اور ہر تخت پر نور کا ایک فرش ہے۔ اور ہر فرش پر ایک حور ہے اگر اسکی انگلی کا پوروا ظاہر ہو جاتے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کو ماند کر دے۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا یہ کن لوگوں کیلئے ہے۔ جواب ملا جو دن رات میرا ذکر کرتے ہیں اور میرے پاس ان کے لئے اور بھی بہت کچھ ہے۔ اور میں بہت دینے والا ہوں۔ (درۃ الناصحین ص۸۳)

حوریں

فرمایا کہ ہر مکان میں ستر ہزار حجرے تھے اور ہر حجرہ میں سونے اور یاقوت اور موتی تخت بچھے ہوئے تھے۔ ان پر زالعبت کے سائبان تنے ہوتے تھے اور ان تختوں پر ستر ہزار ریشمی فرش تھے۔ اسپر ایک نہایت خوبصورت حور بہشتی لباس پہنے ہوتے۔ عطر لگاتے ہوتے جواہر سے جڑا ہو تاج سر پر رکھے ہوتے خرم و خنداں بیٹھی تھی ہر ایک حور کی چالیس ہزار خوشبو دار زلفیں تھیں اور ستر ہزار اقسام کے زیورات سے آراستہ اور ان زیوروں کی چھن چھن سے ستر ہزار طرح کی آواز سنائی دیتی تھی۔ وہاں بکثرت خیمے تھے۔ جن میں حوریں یہ گانا گاتی تھیں۔

نَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْؤُسُ اَبَدًا
ہم نعمت میں ہیں کبھی مفلس نہ ہوں گی

نَحْنُ الشَّاهِدَاتُ فَلَا نَمَلُّ اَبَدًا
ہم خوش ہیں کبھی مغموم نہ ہوں گی

نَحْنُ الْكَاسِيَاتُ فَلَا نَعْرٰى اَبَدًا
ہم کپڑے پہنے ہوئے ہیں کبھی برہنہ نہ ہو نگی

نَحْنُ الشَّابَّاتُ وَلَا نَهْرَمُ اَبَدًا
ہم جوان ہیں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی

نَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ اَبَدًا
ہم راضی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوْتُ اَبَدًا
ہم ہمیشہ ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی

marfat.com

طُوبىٰ لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ

مبارک ہے اس کو جو ہمارے لیے ہوا اور ہم اس کے لئے ہیں

چار نہریں

وروی ان المصطفیٰ رأیٰ لیلۃ المعراج قبۃً من درۃ بیضاء لہا باب من ذھب وقفل من ذھب لو ان الجن والانس اجتمعوا علی تلک القبۃ لکانوا کطیر علی راس جبل فاراد ان یرجع فقیل لہ لم لا تدخلھا قال لانھا مقفولۃ فقیل مفتاحھا معک وھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فقال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فانفتحت فرای فیھا اربعۃ انھار نھر من ماء غیر اسن ای غیر متغیر یخرج من میم بسم اللہ ونھر من لبن لم

اور روایت کی گئی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات سفید موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک قبہ ملاحظہ فرمایا۔ جس کا دروازہ اور تالا سونے کا تھا۔ وہ قبہ اتنا بڑا تھا کہ اگر تمام جن وانس اس قبہ پر جمع ہو جائیں تو یہ اس طرح ہونگے جیسا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک پرندہ ہو۔ آپ نے وہاں سے لوٹنے کا ارادہ فرمایا کہا گیا آپ اس قبہ کے اندر کیوں نہیں جاتے واپس کیوں ہو رہے ہیں۔ ؟ آپ نے کہا کہ اس کو تالا لگا ہوا ہے کہا گیا اس کی چابی آپ کے پاس ہے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ پھر آپ نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو فوراً تالا کھل گیا۔ آپ نے وہاں چار نہروں کو نکلتے دیکھا۔ ایک نہر تو ستھرے پانی کی کہ بدبودار نہ ہو جو کہ اللہ

marfat.com

يتغير طعمه يخرج من هاء الجلالة ونهر من خمر لذة للشاربين يخرج من ميم الرحمن ونهر من عسل مصفى يخرج من ميم الرحمن فقال الله تعالى يا محمد من ذكرني من امتك بهذه الاسماء سقيته من هذه الانهار

مصباح الظلام ج ۱ صـ۳

کے لفظ کی ہا سے نکلتی تھی اور ایک نہر شراب کی تھی جسمیں پینے والوں کے لئے لذت جو کہ الرحمٰن کی میم سے نکلتی ہے اور ایک نہر صاف اور ستھری شہد کی ہے جو کہ الرحیم کی میم سے نکلتی ہے پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص آپکی امت سے مجھ کو ان اسماء سے یاد کرتا ہے میں اسکو ان چار نہروں کے مشروبات پلاؤنگا

باغات

پھر نہروں کے کناروں پر خصوصاً اور دوسرے مقامات پر عموماً باغات تھے جن میں درخت اتنے بڑے تھے کہ ستر سال تک تیز رفتار سوار اس کے سایہ کو عبور نہ کر سکے گا۔ ان درختوں کی جڑیں سونے کی ٹہنیاں یاقوت، لولو اور زبرجد کی تھیں۔ ان کے پتے سندس حریر اور دیباج کے تھے۔ ہر درخت پر ستر انواع کے میوے تھے جس وقت کوئی جنتی اس میوہ کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے تو شاخ جھک کر سامنے آجاتے اور اگر میوہ کھانے کی آرزو ہو تو فوراً میوہ ٹوٹ کر نورانی طبق میں دھرا ہوا سامنے آجاتے جتنا جی چاہے تناول کر کے باقی ماندہ درست اور سالم ہو کر اڑ کر اپنی جگہ پر چلا جاتے۔

پرندے

ان درختوں پر خوشنما پرندے تھے۔ جنت کے ہر نمونے ان میں موجود تھے۔ ہزار ہا انواع کے آواز سے گاتے ہوتے گزریں گے جب جنتی کہیں گے کہ اے پرندے! تیری آواز زیادہ دلکش ہے یا صورت؟ تو پرندہ کہے گا ان دونوں سے میرا گوشت زیادہ عمدہ ہے۔ اتنے میں اس پرندہ کا گوشت

marfat.com

بریانی شدہ اس کے سامنے آجائے گا۔ جتنا جی چاہے گا۔ اس سے کھائے گا۔ پھر باقی ماندہ درست اور سالم پرندہ ہو کر اڑ کر چلا جائے گا۔ (معارج۔ ج ۳ صہ ۱۸۶)

محبوب کی رضا

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں سب مکانات اور حوریں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور اس کی نعمتوں کا شکر بجا لایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی اُمت کے مکانات دیکھ کر راضی ہو گئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں تیرا بندہ ہوں ناخوشی کی کیا مجال ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے۔ یہ سب نعمتیں میں نے تیرے دوستوں کیلئے پیدا کی ہیں۔ اور تیرے دشمنوں پر حرام کی ہیں۔ اب جا کر دوزخ میں اپنے دشمنوں کے ٹھکانے ملاحظہ کرو۔ (ریاض الازہار صہ ۲۳)

دوزخ کا دروازہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں بہشت کی نعمتیں دیکھ چکا تو پھر دوزخ کی سختیاں دیکھنے کے لئے میں روانہ ہوا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ہمراہ ہو لئے تھے۔ جب دوزخ کے دروازہ پر پہنچے تو اس کا نام باب الامان تھا۔ کہتے ہیں کہ تمام مکونات زمین و آسمان نے اللہ تعالیٰ سے امان طلب کی تو ان سب کو امان دینے کے لئے یہ دروازہ وجود میں آیا کہتے ہیں کہ یہ دروازہ بحکم خداوندی سے اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک کے اشارہ سے کھل گیا۔ تو دیکھا کہ دروازہ کافور سے بنا ہوا ہے۔ جس کی وسعت کا اندازہ عرش سے فرش تک پہنچا ہوا ہے

مالک خازن نار

ایک ہیبت ناک اور بارعب فرشتہ نظر آیا۔ جس کے آگے سخت مزاج انیس ۱۹ فرشتے کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے۔ ان کی نتھوں سے آگ کے شعلے بھڑکتے تھے اور یہ تسبیح کہتے تھے۔ سُبحَانَ الَّذِی لَایَجُوْرُ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ مالک خازن نار ہے۔ آپ نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب

marfat.com

دیا۔ اور تعظیم کے لئے اٹھا۔ اور خوشخبری سنائی۔ جو کوئی آپ کی اتباع کرے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ اور آپ کے نافرمانوں کے لئے یہ دوزخ تیار ہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے استدعا کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکی سیر کرائیے۔ تب مالک نے عرض کی یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے قدموں کے نیچے نظر فرمائیے۔

آپ نے نظر فرمائی تو حجابات دور ہو گئے۔ اور سب کچھ مکشوف ہوا۔ پھر مالک نے ایک فرشتہ کو کہا جس کے نتھنوں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اور آگ کی چرخیاں ہاتھ میں لئے ہوئے گھما رہا تھا اے موحائیل! جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا اور دوزخ کا سرپوش اٹھالے فرمایا اسے دیکھا تو بہت ہی سیاہ نظر آئی۔ فرشتے نے کہا جب دوزخ کو پہلے بنایا گیا تو سرخ رنگ تھا۔ جب ہزار سال جلائی گئی تو اس کا رنگ سیاہ ہوگیا جیسا کہ اب دکھائی دے رہا ہے۔

عذاب کے اقسام

اس میں بہت اقسام کے عذاب اور انواع کی سزائیں ہیں مثلاً حاویہ کو دیکھا تو وہاں بدصورت اور سخت دل فرشتے اسقدر کثرت سے تھے کہ انکی گنتی خدا ہی جانتا ہے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کی مقراض تھی۔ اور وہاں دو کنویں تھے۔ ایک کا نام حب الحزن تھا (غم کا کنواں) اور ایک کا نام طینۃ الخبال تھا (زہریلے کیچڑ کا کنواں) لوگوں کو ایک کنواں سے دوسرے کنواں میں ڈالا جا رہا تھا۔ وہ لوگ فریاد کرتے۔ مگران پر کوئی رحم نہ کرتا اس کے بعد آگ کے صندوق نظر آئے جن کو تالے لگے ہوئے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ ان میں بے شمار بچھو اور سانپ ہیں ان میں وہ لوگ بند ہیں۔ جو کہ ظلم اور تکبر کرتے تھے۔ اور سرکش تھے۔ اس کے بعد آگ کے جنگل مشاہدہ فرمائے۔ کہ اس میں آگ کے درخت تھے۔ اور وہاں آگ کی چکیاں تھیں۔ جن میں دوزخیوں کو پیسا جا رہا تھا۔

marfat.com

دوزخ کے طبقے

دوزخ کے سات طبقے تھے۔ اور ہر طبقے پر ایک داروغہ تھا۔ مثلاً ۱ جہنم کے طبقہ پر صوحائیل داروغہ مقرر ہے ۲ سعیر پر طوفائیل ہے۔ ۳ حطمہ پر طرفائیل ۴ لظی پر سطائیل ۵ سقر پر دسطائیل ۶ جحیم پر طوفسطائیل ۷ ہاویہ پر طمطائیل خازن مقرر تھے۔ ان سب میں سخت تر طبقہ ہاویہ ہے۔ جو کہ سب سے نیچے ہے۔ اور اس کو اسفل السافلین بھی کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے مالک سے پوچھا کہ یہ ساتواں طبقہ جس کا نام ہاویہ ہے۔ کن لوگوں کے لئے ہے۔ اس نے کہا کہ یہ طبقہ فرعون، ہامان، نمرود اور اصحاب مائدہ اور منافقین کے لئے ہے۔ اس کے بعد چھٹے طبقہ کا حال دریافت کیا تو مالک نے کہا کہ اس میں وہ لوگ رہتے ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ شرک کیا بعد ازاں پانچویں طبقہ کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ اس میں شیطان اور اس کے پیروکار اور آتش پرست رہتے ہیں۔ پھر چوتھا طبقہ کا قصہ دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ اس میں یہودی لوگ رہتے ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی پھر دوسرے طبقہ کی بابت آپ نے پوچھا تو بتایا کہ اس میں وہ نصرانی رہتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔

طبقہ جہنم کا حال

اس کے بعد آپ نے اوپر والے پہلے طبقہ کے بارہ میں سوال کیا جس کا نام جہنم ہے اور وہاں اگرچہ دوسرے طبقات کی نسبت عذاب بہت کم تھا لیکن اس میں ستر ہزار دریا آگ کے رواں تھے۔ اگر ذرہ برابر بھی ان کا شور دنیا میں سنائی دے۔ تو کوئی جاندار زندہ نہ رہے۔ اور اگر آسمان و زمین کے برابر کوئی چیز اسمیں ڈال دیں تو پھر فرشتہ کو حکم ہو تو ہزار برس تک اس کو تلاش نہ کر سکے۔ تب مالک نے شرم سے سر کو جھکا لیا اور آپ کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک کو شرم حائل ہے۔ کہ عرض نہیں کر سکتا۔ اور کہتا ہے کہ مجھے معاف

فرماتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مالک! شرم نہ کرو اور جو حال ہو۔ تفصیل سے بیان کرو۔ شاید آج کوئی بندوبست ہو سکے۔ تب مالک نے رو کر عرض کیا اے سید دو عالم! اے فخر بنی آدم! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جگہ آپ کی گنہگار امت کے لئے ہے آپ ان کو نصیحت فرمائیں کہ ایسے خطرناک طبقہ سے ڈریں ورنہ قیامت کے دن مجھے عذاب خفیف کرنے کی طاقت نہ ہوگی اور میں اس دن گنہگاروں پر رحم نہ کروں گا۔ نہ بوڑھوں کے سفید بالوں پر رحمت کروں گا۔ اور نہ جوانوں کے حالات پر شفقت کروں گا۔

شفاعت کی بشارت

اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مناجات کی اے خداوندا! میری امت کے لوگ نہایت ناتواں ہیں۔ ان عذابوں کو برداشت نہیں کر سکیں گے اے خداوندا! تو غفور الرحیم ہے۔ مجھے ان سب کا پیشوا بنا دیا ہے۔ میری عزت کی لاج رکھ تب اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا۔ اے میرے حبیب (صلے اللہ علیہ وسلم) میرے نزدیک تیری عزت بہت ہے۔ قیامت کے دن تیری شفاعت سے اتنے لوگوں کو بخش دوں گا کہ تو خوش ہو جائے گا (معارج ج ۳ ص

بارگاہ الٰہی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم

بہشت اور دوزخ کے عجائب اور عذاب مشاہدہ کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کیا تیری اجازت ہے کہ میں اللہ تعالےٰ کے پاس واپس چلا جاؤں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وسلم القصہ آپ مکرر پھر بارگاہ الٰہی میں واپس ہو گئے۔ تو خطاب آیا اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتلایئے میرے بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی مصیبتیں دیکھ لی ہیں؟

marfat.com

آپ نے کہا ہاں اے خداوندا! تیرے بہشت کی نعمتیں بے شمار ہیں اور دوزخ کے شدائد بھی گنتی سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب واپس جاؤ اور دنیا میں لوگوں کو بہشت کی رغبت اور دوزخ سے نفرت دلاؤ اور جب آپ کو کوئی غم لاحق ہو تو مجھے یاد کرنا کہ میں تیرے نزدیک ہوں اور مظلوم کی آہ سے پرہیز کرنا کہ اس کی دعا جلد اثر کرتی ہے۔ دنیا کے مصائب و آلام پر صبر کرنا کہ دنیا بے وفا اور بے بقا ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ خداوندی کے آداب بجالا کر یہ دُعا پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً لَّكَ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اس کے بعد آپ نے بارگاہ احدیت سے مراجعت فرمائی۔ راستہ پر عرش مجید نے تہنیت کی رسم ادا کی۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمراہ ہوتے۔ ملائکہ کروبیاں کی آفریں اور سلام پر سنتے ہوتے چھٹے آسمان پر جلوہ گر ہوتے۔ یہ سب مضمون مذکورہ بالا بہشت اور دوزخ کا معارج سے ماخوذ کیا ہے۔

(از ص ۳۴۹ تا ۱۸۶۹ تا ۹۲ ج ۳)

پچاس سے پانچ نمازیں

حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں واپس ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا۔ کہ پچاس نمازوں کا دن رات میں حکم ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپکی امت سے پچاس نمازیں ہرگز دن رات میں نہ پڑھی جائیں گی۔ خدا کی قسم! میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں۔ اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہوں۔ اپنے رب کے پاس (یعنی اس مقام پر جہاں حکم ہوا تھا) واپس جائیے اور امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ میں واپس ہو گیا پھر عرض کیا یَا رَبِّ خَفِّفْ اُمَّتِیْ اے میرے رب! میری اُمت پر تخفیف فرمائیے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا!

اور میں نے کہا۔ کہ اب مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا تیری امت اس کی بھی طاقت نہ رکھ سکے گی۔ آپ اللہ تعالےٰ کے پاس واپس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اسی طرح اللہ تعالےٰ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پانچ نمازیں ہیں۔ دن اور رات میں اور ہر نماز دس کے برابر ہے۔ تو پچاس ہی ہو گئیں (مسلم شریف ج ۱ ص ۹۱)

اور روایت میں ہے حق تعالےٰ نے مجھے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے جس روز آسمان و زمین پیدا کیا تھا۔ آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ سو آپ اور آپ کی امت اس کی پابندی کریں اور اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض تھیں۔ مگر ان سے نہ ہو سکتی تھیں۔ اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ پانچ ہیں برابر پچاس کے سو آپ اور آپ کی امت اسکی پابندی کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں پہچان گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے پختہ بات ہو گئی ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے کہا پھر جائیے اور تخفیف کرائیے مگر میں پھر نہ گیا۔ (نسائی شریف ج ۱ ص ۴۸) بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہیں۔ ثواب میں پچاس کے برابر ہیں۔ میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی۔ (یعنی پچاس کا اجر مقدر تھا اسمیں تبدیلی اور کمی نہیں ہوئی۔ اور پچاس نمازوں کا بدلنا ہی مقدر تھا۔ اس لیے اس میں تبدیلی نہیں ہوئی (مشکوٰۃ شریف) اور بخاری شریف میں ہے۔ دس دس نمازیں کم کرنے کی روایت سے اور اس کے آخر میں ہے۔ کہ جب ہر روز میں پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا۔ آپ کی امت کے بعض لوگ ہر دن میں پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکیں گے اور میں آپکے قبل کے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہوں۔ آپ پھر اپنے رب کے پاس جائیے۔ اور

marfat.com

اپنی امت کے لئے اور تخفیف مانگیئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے بہت درخواست کی۔ یہاں تک کہ میں شرما گیا۔ گو پھر بھی عرض کرنا ممکن ہے لیکن اب میں راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں کہ جب وہاں سے آگے بڑھا ایک پکارنے والے نے حق تعالیٰ کی طرف سے پکارا۔ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ (بخاری شریف ج ۱ صفحہ ۵۵)

(ف) اور دس دس کم کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ دو بار میں دس دس کی کمی ہوئی۔ لہذا اس روایت کو پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے تعارض نہ رہا۔ (مرقاۃ شریف ج ۵ صفحہ ۲۴۳)

فہرست پچاس۵۰ نماز

سیرت نگار لکھتے ہیں۔ کہ وہ پچاس نماز جو ابتداءً فرض کی گئی اس سے مراد یہی عبادت ہے۔ جو خاص نیک لوگوں کا دن رات میں وظیفہ ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے سنت فجر۱ فرض فجر۲۔ چار رکعت سنت ظہر۳، ۴ اس بنا پر ہر دوگانہ علیحدہ نماز ہے۔ فرض ظہر۵، ۶ دو رکعت سنت بعد ظہر۷۔ دوگانہ نفل بعد ظہر۸۔ چار سنت۹، ۱۰ غیر مؤکدہ قبل عصر۔ فرض عصر۱۱، ۱۲ فرض مغرب۱۳۔ دوگانہ سنت بعد نماز مغرب۱۴۔ دوگانہ نفل بعد نماز مغرب۱۵۔ چار رکعت سنت غیر مؤکدہ قبل عشاء۔ فرض عشاء۱۶۔ دوگانہ سنت بعد عشاء۱۷۔ دوگانہ نفل بعد عشاء۱۸۔ نماز وتر۱۹۔ دوگانہ نفل بعد وتر۲۰۔ بارہ رکعت ۲۱ تا ۲۶ یعنی چھ دوگانہ نفل نماز تہجد چار رکعت ۲۷، ۲۸ یعنی دوگانہ نفل نماز اشراق۔ بارہ رکعت ۲۹ تا ۳۱ یعنی تین دوگانہ نفل نماز اوابین جو مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ پانچ دوگانے ۳۲ تا ۳۶ نفل نماز تحیۃ الوضوء۔ جو پانچ وقت ہر دفعہ تازہ وضو کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ پانچ دوگانے ۳۷ تا ۴۱ نماز نفل تحیۃ المسجد جو پانچوں اوقات مسجد میں داخل ہونے کے بعد نوافل پڑھی جاتی ہیں۔ پانچ دوگانہ ۴۲ تا ۴۶ نماز نفل جو پانچوں اوقات اقامت اور اذان کے درمیان ہیں۔ (اس کو نماز مابین الاقامت والاذان کہتے ہیں۔ صلوٰۃ التسبیح۴۷۔ نماز استخارہ۴۸۔ نماز توبہ۴۹۔ نماز حاجت۵۰

(معارج النبوۃ ج ۳ صفحہ ۱۹۲)

marfat.com

(ف) یہ پچاس نمازیں ہیں۔ جن میں سے پانچ کی فرضیت بحال ہے۔ اور باقی ماندہ کی فرضیت منسوخ ہے۔ پھر واجب ہو یا سنت مؤکدہ یا سنت غیر مؤکدہ یا نفل ہو عام ہے۔

امامِ غزالی کا مکالمہ

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے کہ منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل جو آپ نے کہا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ برکاتہٗ ومغفرتہٗ وغیرہ عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو۔ آپ (امام غزالی) نے عرض کیا کہ آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اسقدر پوچھا تھا۔ مَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی تو آپ نے کیوں جواب میں اتنا طول دیا۔ کہ قَالَ هِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِی وَلِیَ فِیْهَا مَآرِبُ اُخْرٰی (الآیۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُدُّبْ یَا غَزَالِیُّ" ادب کرو اے غزالی (شمائم امدادیہ صـ۱۳۳) شاہ عبد العزیز صاحب پرہاروی تحریر فرماتے ہیں کہ امام قطب الزمان ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے سامنے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فخر فرما رہے ہیں۔ کہ کیا آپ کی امتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے۔ بعض لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا انکار کرتے تھے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں ان کو کوڑے لگائے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو کوڑوں کا اثر ان کے جسم پر تھا (نبراس صـ۳۴۴)

marfat.com

فلسفۂ فرضیتِ نماز

معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت کے لئے نماز جیسی عبادت کا تحفہ ملا۔ اس میں علمائے کرام کئی راز و رموز اور نکات بیان کرتے ہیں۔ کہ نماز ان ارکانِ مخصوصہ کے ساتھ کیوں فرض کی گئی (۱) علامہ محمد بن اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یصلی کل یوم ولیلہ ما یبلغ الیٰ خمسین صلوٰۃ وفق ما فرض لیلۃ المعراج یعنی کان یصلی فی الیوم واللیلۃ من الفرائض والنوافل مائۃ رکعۃ

(روح البیان ج ۲ ص۴۰۳) دن رات میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم پچاس نمازیں پڑھتے تھے جس طرح کہ معراج کی رات میں نمازوں کی تعداد فرض ہوئی یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دن رات میں فرائض اور نوافل کا مجموعہ سو رکعت نماز پڑھتے تھے

(ف) علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دن رات کا معمول اللہ تعالےٰ کو پسند آیا۔ جیسا کہ محب کو محبوب کی ادا پیاری لگتی ہے۔ اس لئے آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کر دیں۔ اس سے امت کو سبق حاصل ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو آپ کی ہر ادا پیاری ہے۔ تو ہم کو بھی آپ کے عادات و اطوار پیارے ہوں۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو پیارا سمجھنا بظاہر گرچہ سنت رسول ہے۔ کہ آپ کی اقتدا کی جا رہی ہے۔ مگر درحقیقت غور کرو تو یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے

(۲) علامہ عبدالباقی زرقانی اس کی توضیح یوں رقم فرماتے ہیں لما عرج بہ رائی فی تلک اللیلۃ تعبد الملائکۃ وانی غالبًا منھم القائم فلا یرکع والراکع فلا یسجد والساجد فلا یقعد فجمع اللہ لہ ولامتہ تلک العبادات کلھا فی کل رکعۃ یصلیھا العبد بشرائطھا من الطمانینۃ والاخلاص

(زرقانی شرح مواہب ج ۶ ص۱۲۲) جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج

marfat.com

ہوتی آپ نے اس رات میں فرشتوں کو عبادت کرتے دیکھا۔ بعض ان میں سے قائم تھے۔ رکوع نہیں کرتے تھے۔ بعض رکوع میں جھکے ہوئے تھے سجدہ نہیں کرتے تھے۔ بعض سجدہ میں پڑے ہوئے تھے اور وہ قعدہ نہیں کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپکے لئے اور آپ کی امت کے لئے ان تمام انواع کی عبادتوں کو ایک رکعت میں یکجا کر دیا۔ تاکہ اطمینان وسکون اور اخلاص کے ساتھ تمام شرائط کو ملحوظ کرکے بندہ کو چاہیئے کہ نماز پڑھتا رہے۔

(ف) علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مقصود یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرشتوں کو جب عبادت کرتے دیکھا تو آپ کو یہ عبادت پسند آئی۔ پھر اللہ تعالےٰ کو بھی آپ کی پسندیدہ چیز پسند آئی۔ اس لئے دربار الٰہی سے آپ کو وہ تحفہ عطا ہوا۔ جو آپ کو پسند آیا۔ گویا اس میں محبوب کی رضا ملحوظ تھی جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے۔ کُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاءَكَ يَا مُحَمَّدُ۔ تمام میری رضا چاہتے ہیں اور میں اے (پیارے) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری رضا کا طلب گار ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد
بہم وصل باندھے ہیں وصل ابد کا　　رضائے خدا ہے رضائے محمد ﷺ

(۳) علامہ معین الدین ہروی یوں رقمطراز ہیں کہ حق سبحانہ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے نماز میں رکوع، سجود، تشہد، قرأت، تسبیح اور تہلیل مقرر کی ہے۔ تاکہ جتنی عبادتیں آسمان وزمین کی فرشتوں کی ہیں سب اسمیں داخل ہو جائیں تاکہ تیری امت کو قیام میں تمام فرشتوں کے قیام کا ثواب مل جائے۔ اور رکوع میں تمام فرشتوں کے رکوع کا ثواب اور سجود میں تمام فرشتوں کے سجود کا ثواب اور تشہد میں تمام فرشتوں کے تشہد کا ثواب اور قرأت میں تمام فرشتوں کی قرأت کا ثواب اور تسبیح اور تہلیل میں تمام فرشتوں کی تسبیح وتہلیل کا ثواب ہم نے دیا۔ بلکہ اپنے فضل وکرم سے زیادہ درجہ عنایت کریں گے۔ (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۹۳)

ملاحظہ۔ دم نزع جاری ہو میری زبان پر۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

(ف) اس مضمون مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت پر اسقدر شفقت ہے۔ اور ان کو ایسی عبادت عطا فرمائی کہ جس میں ان کو زیادہ ثواب حاصل ہو سکے۔ اور وہ نماز ہے کہ نمازی ہر ارکان کی ادائیگی میں آسمان کے فرشتوں کی عبادت کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔

کلیمی مشورہ کے اسرار

حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر موجود ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ نمازوں میں اور تخفیف کرائیے حتیٰ کہ تخفیف ہوتے ہوتے جب پانچ نماز تک نوبت پہنچی تب بھی حضرت موسےٰ الکلیم علیہ السلام کہتے رہے کہ آپ پھر خدا کے پاس جا کر تخفیف طلب کرو کہ آپ کی امت اس قدر بھی برداشت نہ کر سکے گی۔ اس مشورہ میں کیا اسرار ہیں۔

(۱) وسیط میں لائے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ دنیا سے رحلت کرنے سے پہلے آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوگی چنانچہ معراج کی رات یہ وعدہ پورا کیا گیا۔ اور اس کی یاد دہانی میں بطور تاکید حکم ہوا کہ آپ اس ملاقات میں شک نہ کریں (کیونکہ سچی حقیقت ہے) اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج میں لے گئے۔ تو آپ نے عروج اور نزول دونوں وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر دیکھا (تفسیر حسینی ج ۲ ص ۱۹۲)

اور وہ وعدہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ (پ ۲۱ ع ۱۶) تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (تورات) عطا کی جس طرح آپ کو قرآن عطا کیا۔ پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے میں شک نہ کریں اور ہم نے موسےٰ علیہ السلام پر اتاری ہوئی کتاب تورات کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت اور راہ دکھلانے والی بنایا ہے

(۲) کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر خدا تعالیٰ نے

marfat.com

کلام کیا۔ کلام ربانی کی لذت سے اس کے دیدار کی آرزو کی اور کہا۔
رَبِّ اَرِنِیْ اے میرے رب مجھے اپنا دیدار عطا فرمایئے تاکہ میں آپ کو دیکھ سکوں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا لَنْ تَرَانِیْ آپ مجھے نہ دیکھ سکیں گے۔
(پ ۹ ع ۷) علامہ عبدالرحمٰن صفوری تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میرا دیدار ایک یتیم (حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کا حق ہے اس لئے آپ اس دنیا میں دیدار کا سوال نہ کریں۔ ہاں اگر دیدار چاہتے ہو تو اسے اچھے طریقہ سے دیکھو وہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج دیکھ لینا۔ کیونکہ وہ مجھے دیکھے گا۔ اور آپ اس کو دیکھ لیں۔ اور یوں حکم ہوا۔ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کہ آپ یتیم کے مال کے پاس نہ جائیں۔ مگر کسی اچھے طریقہ سے (مگر یاد رہے اس طور پر آیت کی تفسیر کرنا تحریف سے خالی نہیں۔ بلکہ مستقل بالذات یہ عربی عبارت کا ایک جملہ تھا۔ جو موسیٰ علیہ السلام کو القا ہوا۔ جو کہ قرآن مجید کی آیت واقع پ ۸ ع ۵ اور پ ۱۵ ع ۴ کے مشابہ ہو گیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں۔

ابدی بعض الشیوخ حکمۃ لاختیار موسیٰ تکریر تراداد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لما کان موسیٰ قد سأل الرؤیۃ فمنع وعرف انہا حصلت لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم قصد بتکریر رجوعہ تکریر رؤیتہ لیریٰ من رأی کما قیل

ع۔ لعلی اراھم اواری من راھم (فتح الباری ج ۱ ص ۲۹)

بعض بزرگوں نے اس کی یہ حکمت ظاہر فرمائی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کے پاس بار بار آنے جانے کا مشورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یوں دیتے رہے۔ تو ان بعض بزرگوں نے کہا جب

marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی درخواست کی اور اس سے منع کئے گئے ۔ اور انہوں نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ یہ دیدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا ۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بار بار آنے جانے سے ان کا دیدار مطلوب تھا ۔ تاکہ اس کو دیکھیں جس نے خدا کو دیکھا ہے ۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ۔ ع امید ہے کہ میں ان کو دیکھ لوں گا ۔ یا ان کو دیکھ لوں جنہوں نے اس کو دیکھا ہے ۔ (ترجمہ از فتح الباری ج ۱ ص ۳۹)

اس بارہ میں حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کا کلام ملاحظہ فرمایئے ؎

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں   بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اک مورت تھیں   وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

(۳) امام سہیل سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے ۔

ان موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا اللہ ان یجعلہ منھم فکان اشفاقہ علیھم کنایۃ من ھو منھم

(عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰ نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۶)

کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت بنائے اس لئے ان کو آپ کی امت سے محبت تھی ۔ اور بار بار آپ سے تخفیف کی درخواست کرتے رہے گویا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سے ہیں ۔ ؎

چوں بشانش نگاہ موسیٰ کرد   شدن از امتش تمنا کرد

نسخ اور شفاعت میں فرق

ابو جعفر نحاس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پچاس نمازوں سے پانچ ہونا شفاعت پر مبنی ہے ۔ اس کو نسخ نہیں کہنا چاہیے ۔ کیونکہ عبادت عمل میں لانے سے پہلے نسخ نہیں ہوسکتی اور خصوصاً احکام کا زمین پر نازل ہونے سے پہلے اور مخاطبین کے کے پاس پہنچنے سے پہلے کوئی بھی نسخ کا قائل نہیں ۔ وَهٰذَا اِنَّمَا شَفَاعَةٌ

marfat.com

شَفَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمَّتِهٖ۔
اور یہ شفاعت ہے جو شفاعت کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اس کو نسخ کہا جائے گا۔ کیونکہ آپ پر تبلیغ واجب تھی۔ کہ پچاس نماز کا حکم امت کو سنا دیں تو آپ سے تبلیغ کا حکم منسوخ ہوگیا۔ اور امت سے کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا۔ کیونکہ جب تک مامور تک حکم نہ پہنچے اس کو نسخ نہیں کہا جاسکتا۔ اور شفاعت نسخ کا سبب تھی۔ اس لئے اس مسئلہ کو شفاعت سے مناسبت نہیں ہے (عمدۃ القاری ج ۷)

معراج سے واپسی

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
قَالَ جعفر الصادق رضی اللّٰہ عنہ النجم ھو النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھویہ نزولہ من السماء لیلۃ المعراج وجوز علی ھذا ان یراد بھویہ صعودہ وعروجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی منقطع الایمن۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔ اور ھوٰی سے مراد معراج سے اترنا ہے۔ اور اس سے یہ بھی جائز ہے۔ کہ ھوٰی سے معراج پر جانا ملحوظ ہو اور آپ کا اوپر چڑھنا اور لامکان تک معراج کرنا مراد ہے (روح المعانی پ ۲۷ ص ۳۸) اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معراج پر آنے جانے کی قسم اٹھائی ہے۔ امام دمیری لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ معراج براق پر ہوا۔ اور نزول بغیر براق کے ہوا۔ اس لئے کہ عروج میں آپ کا براق پر سوار ہوکر جانا ایک شان ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے سواری کی کیا ضرورت تھی اور بعض نے کہا ہے کہ نزول بھی براق پر ہوا۔ گرچہ حدیث شریف میں اس کا تذکرہ نہیں ہے جس طرح قرآن مجید میں ہے وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ (پ ۱۴ ع ۱۷) اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تم کو گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں (یہاں نص میں گرمی کا ذکر ہے۔ اور سردی کا ذکر نہیں مگر معنی میں مراد ہے۔ اس طرح یہاں حدیث شریف میں براق پر سوار ہوکر جانے کا

marfat.com

بیان ہے۔ اور واپسی میں براق پر سوار ہو کر آنا گو عنوان میں ملفوظ نہیں۔ مگر معنوں میں ملحوظ ہے (حیوٰۃ الحیوان ج ۲ ص ۳۰۹)

جابلقا اور جابلسا

روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کو یاجوج اور ماجوج کے پاس لے گئے آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ اور سب جہنم کا ایندھن بن گئے۔ اس کے بعد ایک شہر میں گذرے جو دنیا کے مشرق میں واقع ہے۔ سریانی زبان میں اس کا نام برقیسا ہے۔ اور عبرانی میں جابلقا ہے۔ اور پھر ایک شہر سے گذرے جو مغرب میں ہے اس کا نام سریانی زبان میں برجیسا ہے۔ اور عبرانی زبان میں جابلسا ہے آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے سلام قبول کیا اس کے بعد تین فرقوں پر گذر ہوا۔ ایک کا نام منسک، دوسرے کا نام تاویل تیسرے کا نام تادیس ہے۔ ان کو آپ نے اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام قبول نہ کیا (معارج۔ ج ۳ ص ۱۹۵) ؎

سخن کز بہر دیں گوئی چہ عبرانی چہ سُریانی
مکان کز بہر حق جوئی چہ جابلقا چہ جابلسا

زمین پر ہبوط

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب آسمان دنیا پر واپس آیا تو رات ذرہ بھر کم نہ ہوتی تھی میں نے تعجب کر کے یہ کہا یہ کیسی اندھیری رات ہے۔ تو میرے لئے نور کا ستون ظاہر ہوا جس سے دنیا و مافیہا روشن ہو گئی۔ (انبار القرآن) نماز گزاردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با نبیٔ پیش از عروج وبعد ازاں در حال ست (مدارج النبوۃ ج ا ص ۱۶۲) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نبیوں کے ساتھ (علیہم السلام ہوا ان پر) نماز پڑھنا معراج سے پہلے اور معراج کے بعد ہر دو حال میں ثابت ہے۔

(۲) جب آپ کا صحرائے ذی طوی میں گزر ہوا تو آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس نرالے واقعہ کون مانے گا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ فکر نہ کریں سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تصدیق کریں گے۔ (معارج ج ۳ ص ۱۹۷)

marfat.com

(۳) جب آپ اپنی آرام گاہ پر تشریف لاتے۔ ان فراشہٗ لم یبرد من اثر النوم تا ہنوز آپ کا بچھونا مبارک نیند کے اثر سے سرد نہ ہوا تھا۔ (روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۲) قد ذھب علیہ السلام وجاء ولم یتمم ماء ابریقہ انصبابا تحقیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر گئے اور واپس آئے حالانکہ آپ کے کوزہ سے جو پانی وضو کے وقت گرا تھا۔ پوری طرح نہ بہہ چکا تھا۔ (روح البیان ج ۲ ص ۴۰۴) اور زنجیر حجرے کی ہنوز ہلتی رہی تھی۔ (تواریخ حبیب الٰہ ص ۲۹)

کلام الامام ملاحظہ فرمایئے۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیتے تھے
ہر مراد دلی حق سے ملتی رہی واپس آئے کلی دل کی کھلتی رہی
بستر گرم، زنجیر ہلتی رہی، یہ عجب معجزہ آج کی رات ہے۔
معجزہ یہ محمد کا تحقیق ہے جس نے تصدیق کی ہے وہ صدیق ہے۔
اور جو منکر ہے، جاہل ہے زندیق ہے وہ عدوئے خدا آج کی رات ہے

تذکرہ واقعہ معراج

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ جب آپ کو معراج ہوئی آپ میرے گھر میں سوتے تھے۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے۔ جب فجر کا وقت ہوا۔ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا۔ پھر جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی تب آپ نے فرمایا۔ اے ام ہانی: میں نے آپ لوگوں کے ساتھ آج رات نماز پڑھی جیسا کہ تم نے دیکھا ہے۔ پھر میں بیت المقدس میں پہنچا اور وہاں نماز پڑھی۔ اس کے بعد اب صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ہے۔ جیسا کہ تم نے دیکھا ہے پھر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تاکہ باہر تشریف لے جائیں۔ اسوقت میں نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا۔ اور کہا یا نبی اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ یہ قصہ لوگوں کو نہ بتائیں ورنہ آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ کو ایذا دیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

marfat.com

کہ واللہ مجھے خدا کی قسم میں ضرور ان سے بیان کروں گا۔ حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ میں نے ایک حبشی لونڈی سے کہا تو آپ کے پیچھے پیچھے چلی جا تاکہ وہ تمام باتیں سن سکے جو آپ لوگوں سے کہیں اور لوگ آپ سے کہیں (جواہر البحار ج ۲ ص ۳۲۹)

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے ہاتھ سے چادر کا گوشہ چھڑا لیا تو آپ کے دل مبارک سے ایک نور کا جلوہ بلند ہوا جس سے میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ اور میں سجدہ میں گر گئی۔ جب میں نے سجدہ سے سر کو اٹھایا تو آپ باہر تشریف لے جا چکے تھے

(سیرت نبویہ از احمد زینی دحلان ج ا ص ۲۹۱)

قریش کا استہزاء

امام احمد اور بزار نے اچھے اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی اور مکہ میں صبح سویرے اٹھا تو خدا کا دشمن ابوجہل میرے پاس سے گذرا پھر کہا هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ۔ کوئی نئی بات ہے۔ ؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے آج رات بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ ابوجہل نے کہا ثُمَّ اَصْبَحْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا پھر آج ہی آپ نے ہم میں صبح کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں۔ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں آپ کی قوم کو بلاؤں تو آپ ان کو یہی بات بتلائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں۔ ابوجہل نے پکار کر آواز دی۔ اے کعب بن لوی کی اولاد (جلدی دوڑ آؤ) راوی کہتا ہے کہ گروہ در گروہ اس آواز پر ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ ابوجہل نے کہا۔ جو بات آپ نے مجھے بتائی ہے۔ اپنی قوم کو بتلا دیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے ان کو بات بتلائی۔ تو پھر تعجب اور حیران ہو کر کوئی تالیاں بجاتا تھا۔ اور کوئی سر پہ ہاتھ رکھتا تھا۔ (فتح الملہم ج ا ص ۳۳۳)

marfat.com

نبیوں کے حلیے

حتی کہ جب کافی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ سب نے کہا آپ ہم کو سارا قصہ پوری طرح سنائیں جب آپ نے واقعہ سناتے ہوئے یہ فرمایا کہ بیت المقدس میں مجھے نبیوں کی جماعت ملی جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ تو لوگوں نے کہا اچھا آپ ان کے حلیے بیان فرمائیے۔ تب آپ نے یوں ارشاد فرمایا اما عیسیٰ علیہ السلام ففوق الرابعۃ دون الطویل عریض الصدر یعلوہ حمرۃ جاعد الشعر کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی اما موسیٰ علیہ السلام فضخم آدم طویل کثر الشعر متراکم الاسنان عابس کانہ من ازد شنوءۃ اما ابراھیم علیہ السلام فواللہ انہ لاشبہ الناس بی خلقا وخلقا (روح البیان ج ۲ ص ۴۰۵ درمنثور ج ۴ ص ۱۴۵)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام درمیانہ قد سے ذرا اونچے اور دراز قامت سے ذرا کم ہیں۔ فراخ سینہ والے ہیں سرخ رنگ ان پر غالب ہے گھنے بالوں والے ہیں گویا کہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور حضرت موسےٰ علیہ السلام بھاری جسم والے ہیں۔ گندم گوں رنگ، دراز قامت، گھنے بال تہ بہ تہ دانت اور ماتھے پر بل رکھنے والے ہیں۔ گویا کہ وہ ازد شنوءہ سے ہیں۔ اور حضرت ابراھیم علیہ السلام بس خدا کی قسم ہے کہ وہ میرے ہمشکل اور ہم خصلت ہیں جب آپ نے یہ حلیے بیان فرمائے تو قریش نے نہ مانا بلکہ شور مچایا اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ (روح البیان ج ۲ ص ۴۰۵ درمنثور ج ۴ ص ۱۴۶)

تصدیق صدیق

اخرج الحاکم عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت لما اسریٰ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصیٰ اصبح یحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن اٰمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذالک الی ابی بکر فقالوا ھل لک فی صاحبک یزعم انہ اسریٰ

marfat.com

به الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال او قال کذلک قالوا نعم قال لئن قال ذلک لقد صدق قالوا اتصدقه انه ذهب لیلة الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لا صدقه بما هو ابعد من ذالک اصدقه بخبر السماء فی غدوة وروحة فلذالک سمی ابوبکرؓ الصدیق (ازالۃ الخفاء ص۳۰۵)

امام حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب مستدرک شریف میں یہ حدیث سند سے بیان کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی آپ نے صبح صادق ہونے کے بعد لوگوں سے معراج کے واقعات بیان فرمائے تو بعض ایسے لوگ مرتد ہو گئے جو آپ کے ساتھ ایمان لا چکے تھے اور تصدیق کر چکے تھے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق کیطرف یہ خبر لے کر دوڑتے ہوئے پہنچے۔ پھر کہنے لگے کیا آپ کو پتہ ہے کہ آپ کے دوست نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا ہے۔ کہ اسے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی اور صبح صادق سے پہلے مکہ میں واپس آ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نے یوں ہی فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں یوں ہی کہا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اگر آپ نے یوں ہی فرمایا ہے۔ تو ضرور بالضرور تحقیق آپ نے سچ فرمایا ہے۔ لوگ کہنے لگے کیا آپ اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ ایک ہی رات میں بیت المقدس میں گئے۔ اور پھر صبح سے پہلے واپس آ گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے زیادہ بعید از عقل بات کو مانتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام صبح اور شام آسمان سے خبریں لاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا نام اس لئے اس دن سے ابوبکر صدیق ہو گیا۔ اس طرح شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔؟

(ف) جب اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی جسمانی معراج کی حدیث مروی ہے تو جس روایت میں ان سے انکاری روایت ہے اس میں تاویل کی جائے یا اس کو روحانی معراج پر محمول کیا جائے۔ ورنہ

marfat.com

تعارض لازم آئے گا۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے زمین پر وحی لاتا ہے اور اس کو میں مانتا ہوں کہ وہ ایک لاہوتی ہے۔ مرکز سے ناسوتی مرکز میں آسکتے ہیں۔ تو میں کیونکر اس بات کو نہ مانوں کہ اس عالم ناسوت سے عالم بالا میں حضور علیہ السلام کا جانا کیونکر محال ہے۔

بیت المقدس کا ظہور

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتیں پوچھیں کہ جن کو میں نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط نہ کیا تھا۔ سو مجھ کو اس قدر کھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے لئے ظاہر کر دیا کہ میں اسکو دیکھتا ہوں اور جو مجھ سے پوچھتے تھے میں انکو بتلاتا جاتا تھا۔ (مسلم شریف ج ا ص۹۶)

(ف) یہاں دو مسئلے بیان کئے جاتے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کہتے ہیں۔ کہ جب آصف بن برخیا نے دعا پڑھی تو کہتے ہیں کہ وہ تخت ہوا میں لایا گیا اور سلیمان علیہ السلام اور تخت کے درمیان دو مہینہ کی راہ تھی (حیوٰۃ الحیوان اردو ج ا ص۱۴۲) اور بعض کہتے ہیں کہ چشم زدن میں زمین کے اندر چلا گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے زمین پر ظاہر ہو گیا اور وسیط میں لکھا ہے۔ کہ کہ اللہ تعالےٰ نے اس تخت کو وہاں معدوم کر دیا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس نئے وجود سے موجود کر دیا۔ (تفسیر حسینی ج ۲ ص۱۲۱)

اور بزرگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ تخت کو جہاں تھا وہاں معدوم ہو گیا۔ اور جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ وہاں موجود ہو گیا۔ یہ ولی کی کرامت ہوتی ہے اور نبی کا معجزہ ہوتا ہے (روح البیان ج ۲ ص۸۹۹) لیکن بیت المقدس بصورت مثالی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

marfat.com

سامنے منکشف ہوا۔ لان المعلوم ان اهل بیت المقدس لم یفقدوا تلك الساعة من بلدهم کیونکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ بیت المقدس کو اسوقت جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ لوگوں نے اسے اصلی مقام میں اپنے شہر ایلیاء سے گم نہ پایا (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۰۹)

"اولیاء کرام کی کرامت" دوسرا مسئلہ یہ ہے ۱؎ جس طرح بیت المقدس کا مکشوف ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے اسی طرح خانہ کعبہ کا اولیاء کرام کی زیارت کے لئے جانا بھی کرامت ہے جیساکہ روح البیان ج ۲ ص ۴۰۶ پر لکھا ہے۔ ومنه زیارت الکعبة ببعض الاولیاء اور بعض اولیاء کیلئے زیارت کعبہ بھی اس قسم سے ہے ۲؎ علامہ شامی نے لکھا ہے والانصاف ماذکره الامام النسفی حین سئل عما یحکی ان الکعبة کانت تزور واحدا من الاولیاء هل یجوز القول به فقال نقض العادة علی سبیل الکرامة لاهل الولایة جائز عند اهل السنة شامی ج ۲ ص ۸۶۷) انصاف کی بات وہ ہے جو امام نسفی نے ذکر کی ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ ایسی بات کرنی جائز ہے۔ جیساکہ حکایت کرتے ہیں کہ کعبہ کسی اولیاء کی زیارت کرنے کو جاتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ خلاف عادت کرامت کے طور پر اہلسنت کے نزدیک اولیاء کے لئے یہ جائز ہے۔ ۳؎ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں الکعبة اذا رفعت عن مکانها لزیارة اصحاب الکرامة ففی تلك الحالة جازت الصلوة الی ارضها (بحرالرائق ج ۱) کعبہ شریف جب صاحب کرامت اولیاء کی زیارت کے لئے چلا جائے۔ تو اس حالت میں سرزمین کعبہ مقدسہ کی سمت کو منہ کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے چنانچہ اس بارہ میں دو حکایات پیش کی جاتی ہیں ۱؎ جس روز خواجہ ابراہیم بن ادہم نے توبہ کی تو جسقدر آپ کے پاس بردے تھے اپنے اپنے سامنے سب کو آزاد کیا۔ اور حج کے لئے روانہ ہوئے اور پا پیادہ ہر قدم پر دوگانہ نفل ادا کرتے ہوئے

marfat.com

چودہ سال کے عرصہ میں مکہ معظمہ پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کعبہ اپنی جگہ پر نہیں آپ کو حیرت ہوئی آواز آئی کہ اے ابراہیم! صبر کرو کعبہ ایک بڑھیا کی زیارت کیلئے گیا ہوا ہے ابھی آجائے گا۔ جوں ہی خواجہ صاحب نے یہ بات سنی آپ پہلے کی نسبت متحیر ہوتے اور کہا بڑھیا کون ہے؟ چنانچہ اس کے دیکھنے کے لئے آرزو مند ہوئے کہ جا کر دیکھوں تو سہی جونہی جنگل میں پہنچے حضرت رابعہ بصریہؒ کو دیکھا کہ بیٹھی ہوتی ہیں۔ اور کعبہ اس کے گرد طواف کر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے دل میں غیرت آئی چنانچہ انہوں نے حضرت رابعہ بصریہؒ کو زور سے آواز دی کہ تو نے شور برپا کر رکھا ہے اس نے کہا میں نے شور برپا نہیں کیا بلکہ تو نے کیا ہے۔ چودہ سال کے بعد تو خانہ کعبہ پہنچا اور دیدار نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ تیری خواہش خانہ کعبہ کی زیارت تھی اور میری خواہش کعبہ کے مالک سے تھی۔ (تذکرۃ الاولیاء صہ ۵۴ از شیخ فریدالدین عطارؒ انیس الارواح صہ ۱۱ یعنی ملفوظات خواجہ محمد عثمان صاحب ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (حصہ کتاب ہشت بہشت)

(۵) ایک مرتبہ حضرت (امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو زیارت بیت اللہ کا شوق ازحد غالب ہوا ایک روز اس بیقراری میں آپ نے دیکھا کہ تمام عالم جن و انس نماز پڑھتے ہیں اور حضرت صاحب کی جانب سجدہ کرتے ہیں حضرت صاحب اس معاملہ سے نہایت متحیر ہوئے۔ ا متوجہ کشف اسرار ہوئے۔ معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کیلئے آیا ہے اور آپ کا احاطہ کئے ہوتے اس سبب سے جو کوئی شخص کعبہ کو سجدہ کرتا ہے۔ وہ آپ کی طرف معلوم ہوتا ہے اس اثناء میں الہام ہوا کہ تو ہمیشہ زیارت کعبہ کا مشتاق رہتا ہے اس واسطے ہم نے کعبہ کو تیری زیارت کے واسطے بھیجا ہے۔ حالات مشائخ نقشبندیہ از مولوی محمد حسن صاحب بجنوری صہ ۱۵۵) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دفتر ۔ جلد ۔ مکتوب ۔ ۔

(ف) دربار عالیہ سرہند شریف میں ایک چار دیواری ہے۔ جہاں سیاہ پتھر

کا فرش ہے۔ تمام زائرین وہاں جاکر دوگانہ نفل ادا کرتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس جگہ خانہ کعبہ آکر ٹھہرا تھا۔ کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے آیا تھا۔ اور اب یہاں اس کے انوار و برکات موجود ہیں جو کہ اصحاب کشف پر منکشف ہوتے ہیں اسوقت تک تین سو سال گزر گئے اور ہزار ہا بزرگوں نے وہاں زیارت کی مگر کسی نے انکار نہ کیا اور نہ ہی کسی کا اعتراض منقول ہے۔ مصنف کتاب ہٰذا کو بھی اس مقدس مقام کی زیارت اور اسمیں نفل پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

قافلوں کے حالات

معراج کی رات قافلوں کے حالات پر مشتمل احادیث کو بہت علماء نے کہیں طول اور کہیں اختصار کے ساتھ مختلف عبارات میں بیان فرمایا جن کتابوں سے یہ مضمون اخذ کیا جا رہا ہے۔ ان کے نام بمع حوالہ صفحات حسب ذیل ہیں۔ تفسیر کشاف ج ۲ ص ۳۵۱) تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۰۶ ، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۲۱ ، مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۲۰۷ ، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۸۰ ، معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۹۹ ، زرقانی شرح مواہب ج ۶ ص ۱۶۲ اس بارہ میں دو روایات ہیں ایک روایت یہ ہے۔ کہ یہ تین قافلے تھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ یہ ایک قافلہ تھا۔ مگر اس کے تین حصے ہو گئے تھے۔ اور وہ دوران سفر میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ اور میرے نزدیک صحیح یہی روایت ہے۔ مواہب میں لکھا ہے۔ کہ آپ سے آسمان کے حالات نہ پوچھے کیونکہ اس سے وہ ناواقف تھے جب آپ نے بیت المقدس کے نشانات بتلائے تو کفار حیران ہو کر کہنے لگے جو کچھ حضور علیہ السلام نے فرمایا سب درست ہے۔ لیکن یہ احتمال ہے کہ آپ نے کسی ایسے شخص سے سن کر یاد کر لئے ہوں جو وہاں گیا ہو اور بیت المقدس کے علامات سے باخبر ہو آپ نے فرمایا اس سے واضح ثبوت کونسا ہے جس سے تمہیں صداقت کا یقین ہو سکے تو کہنے لگے اخبرنا عن عیرنا ھل لقیت منھا شیئا (سیرت حلبیہ) آپ ہم کو ہمارے قافلہ کے

marfat.com

حالات سے مطلع فرمایئے کہ آپ کو ان میں سے کسی کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے۔
(الف) آپ نے فرمایا ہاں (ایک شخص کا نام لے کر ارشاد فرمایا جو راوی کو یاد نہ رہا) فرمایا بنی فلاں کے قافلہ پر مقام روحاء میں گزرا۔ ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا وہ اسے تلاش کر رہے تھے میں ان کے پالان اور سامان کی طرف آیا۔ وہاں کوئی شخص نہ تھا پانی کا ایک پیالہ وہاں رکھا ہوا تھا۔ میں نے اسے پی لیا اور اور سرپوش دے کر اس ڈھک دیا اس کی جگہ اس کو ویسے ہی رکھ دیا جیسے کہ رکھا ہوا تھا اور وہ قافلہ بدھ کے دن سورج غروب ہوتے ہی یہاں پہنچ جائے گا پھر تم لوگ ان سے دریافت کر لینا کہ جب وہ اپنا گم شدہ اونٹ تلاش کر کے اپنے سامان کی طرف واپس ہوئے تو کیا انہوں نے پیالہ کو پانی سے خالی پایا یا نہیں؟ اور ان سے یہ بھی پوچھنا کہ جب تم اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھے اور تم کو کسی نے پکار کر کہا کہ تمہارا اونٹ فلاں جگہ ہے اور تم حیران ہو کر کہنے لگے شام کے ملک میں یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز کیسے ہے۔ پھر تم نے اس آواز پر عمل کرنے کے بعد اونٹ پایا یا نہ؟
قریش نے کہا ہاں ٹھیک ہے یہ بہت بڑی نشانی ہے۔
(ب) پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کا نام لے کر فرمایا کہ میں بنی فلاں کے قافلہ پر گزرا (فلاں کی جگہ جس کا نام ہے۔ راوی کو یاد نہیں رہا) مقام ذی مردہ پر دو شخص ایک اونٹ پر سوار تھے۔ ان کا اونٹ براق کی تیز رفتاری کی وجہ سے بھاگا اور کودا وہ دونوں سوار گر گئے۔ ان میں سے فلاں شخص کا ہاتھ کلائی سے ٹوٹ گیا۔ بدھ کے دن ٹھیک دوپہر کو وہ قافلہ یہاں مکہ میں آجائے گا۔ پھر آپ دونوں سے دریافت کر لینا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا یہ نشانی بھی ٹھیک ہے۔
(ج) انہوں نے کہا آپ ایک اور قافلہ کے حالات سنائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اس قافلہ سے مقام تنعیم پر گذرا ہوں انہوں نے کہا کہ اس قافلہ کی پوری ماہیت سے آگاہ فرمایئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ بنی فلاں کا تھا اس قافلہ کے آگے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ چل رہا تھا۔ اس پر

marfat.com

دو دھاری دار بوریاں غلہ کی لدی ہوئی تھیں اور اس پر ایک سیاہ حبشی سوار ہے اور فلاں شتر سوار کو سردی لگی تو وہ اپنے غلام سے کمبل مانگ رہا تھا اور وہ قافلہ قریب آگیا طلوع شمس کے وقت پہنچ جائے گا۔ جب آجائیں تو دریافت کرلینا انہوں نے کہا یہ تیسری نشانی بھی خوب اچھی طرح ٹھیک ہے۔

قافلوں کی آمد

ہر قافلہ کے متعلق حضور علیہ السلام نے اوقات مقرر فرمائے ان مقررہ اوقات میں قافلوں کی تاک میں کچھ رومی بٹھا دیے گئے جنکی تشریح لف نشر غیر مرتب طور پر کیجاتی ہے یعنی جس قافلہ کا ذکر سابق بیان میں اول تھا۔ وہ آخر میں مذکور ہے۔ اور جو آخر میں بیان ہوا۔ وہ اولاً ذکر کر دیا ہے۔

(ج) طلوع آفتاب سے پہلے کچھ لوگ کُدٰی پہاڑی پر آبیٹھے اور قافلہ کی انتظار کرنے لگے اور کچھ لوگ سورج کی انتظار میں مقرر کر دیتے گئے کہ سورج کب نکلے گا رواں ہنوز دور بود حق تعالےٰ جبرئیل علیہ السلام را بفرستاد تا ازیں سو فرشتہ آفتاب را نگاہ میداشت وازاں سو زمین درہم نوردید تا سخن دوست راست گردد (معارج النبوۃ ج ۳ صـ ۱۹۹) قافلہ ابھی دُور تھا کہ حق تعالےٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تاکہ ایک طرف سورج کو فرشتہ نگاہ رکھے (کہ طلوع نہ ہونے دے) اور دوسری طرف سے جبرئیل علیہ السلام زمین کو لپیٹے (تاکہ سورج کا کنارہ زمین سے برآمد ہونے تک قافلہ سفر طے کر سکے) تاکہ دوست کی بات سچی ثابت ہو جائے۔

فانہ قائل یقول ھذہ الشمس قد طلعت وقال اٰخر ھذہ لعیر قد اقبلت (کشف ج ۲ صـ ۲۵) ناگہاں ان میں سے ایک آدمی بولا یہ سورج نکل آیا۔ اور ان کے دوسرے آدمی نے کہا اے یہ لو قافلہ آگیا۔

شترے کہ دو غرارہ مخطط براں بود کہ پیش پیش کارواں آمد و بعد ازاں تحقیق آں چند نشانی نمودند ہمچناں بود کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ (معارج النبوۃ ج ۳ صـ ۱۹۹) خاکستری رنگ کا اونٹ جس پر دو دھاری دار بوریاں لدی ہوئی تھیں اس قافلہ کے

marfat.com

آگے آگے تھا۔ اس کے بعد چند نشانیوں کی تحقیق کی گئی تو اس طرح ہوا جس طرح کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔

(ب) پھر دوپہر کو ایک بہت بڑی جماعت اس پہاڑ پر آئی۔ عین نصف نہار کے وقت قافلہ پہنچ گیا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا۔ شتر ایشاں رسیدہ بود یکے افتادہ و دستش شکستہ گفتند راست مے گوید در صحرائے بر ما مثل برق طف بگذشت (معارج النبوۃ ج ۳ ص ۱۹۹) ان کا اونٹ جب پہنچا تو جو شخص گرا تھا اس کا ہاتھ کلائی سے ٹوٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں کہ جنگل میں بجلی کی طرح آپ ہم پر گذرے (جس سے اونٹ کودا)

(الف) غروب کے وقت تیسرے قافلہ کی تاک میں لوگ بیٹھ گئے آفتاب نزدیک غروب رسیدہ بود کہ ہنوز نیامد پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرد وحبس کردہ نگاہ داشتہ شد پس قدوم آوردند (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۷۲) سورج غروب ہونے کو نزدیک ہوگیا۔ کہ قافلہ ابھی تک نہ پہنچا تھا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی اور سورج روک دیا گیا پھر جب وہ آئے اس وقت سورج غروب ہوا فلما کان ذلك اليوم اشرفت قريش ينظرون وقد ولى النهار ولم تجئ فدعا النبى صلى الله عليه وسلم فزيد له فى النهار ساعة وحبس عليه الشمس ۔ (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۸۰) پھر جب وہ دن آیا (جس وقت تیسرا قافلہ آنا تھا) قریش سب باہر آکر پہاڑ پر تاک میں بیٹھے تھے کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہوگیا۔ اور قافلہ نہ آیا اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی ایک ساعت دن بڑھ گیا۔ اور سورج رک گیا (پھر جب قافلہ پہنچا اس وقت سورج غروب ہوا) پھر ان سے برتن کا قصہ پوچھا گیا انہوں نے خبر دی کہ ہم نے پیالہ میں پانی رکھ کر اوپر سے ڈھکنا دے دیا تھا جب ہم واپس آئے تو ڈھکنا سے بند تھا مگر پانی نہ پایا۔ پھر ان لوگوں نے بتایا۔ جن کا اونٹ بھاگ گیا تھا۔ کہ ہم نے وادی میں ایک آواز سنی جو اونٹ کی طرف ہم کو بلا رہا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کے اشارہ سے

marfat.com

اونٹ کو پا لیا۔

پھر وہ کہنے لگے کہ ولید سچ کہتا تھا کہ (معاذاللہ) آپ جادوگر ہیں

ہزار معجزہ گر پیش منکرے آرمی
چو جاہل است بسحرش کند منسوب
نزد بے بصراں خواب مے نماید زشت
پیش معتقداں زشت مے نماید خواب

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ (پ ۱۵ ع ۶) اور وہ دکھلاوا جو ہم نے آپ کو دکھلایا سو اسکو ہم نے لوگوں کیلئے آزمائش بنایا جس سے لوگوں کا امتحان ہو گیا۔ حتیٰ کہ پختہ لوگوں نے سن کر مان لیا اور خام لوگوں نے انکار کر دیا۔ عرب میں پانی کی اباحت، اب یہاں یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کا پانی بلا اجازت کیوں استعمال فرمایا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وشرب الماء للغیر جائز لانہ کان عند العرب کاللبن ممایباح لکل مخرج من ابناء السبیل (روح البیان ج ۲ ص ۴۰۶) اور دوسرے شخص کیلئے پانی کا پینا عرب کے رواج میں جائز تھا۔ جیسا کہ دودھ کو پینا ہر اس مسافر کو مباح تھا جو راہ گزر چلتا تھا۔

یہودی کا مسلمان ہونا

روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج سے واپس تشریف لائے اسی دن آپ گھر سے باہر گئے۔ تو ایک کنیز کو دیکھا تو آٹے کی مشکیزہ کندھوں پر اٹھائے ہوئے روتی تھی۔ اور چلتی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں یہودی کی کنیز ہوں مجھے اس نے چکی پر بھیجا تھا کہ دانے پسا لاؤں میں بیمار ہوں مجھے دیر ہو گئی اب ڈر لگتا ہے کہ وہ مالک مجھ پر ناراض ہو گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹے کا مشکیزہ اپنے دوش مقدس پر اٹھایا

marfat.com

اور اس کنیز کو ہمراہ لے کر یہودی کے دروازہ پر پہنچے وہاں دروازہ کھٹکھٹایا یہودی گھر سے دروازہ پر آیا۔ عرض کیا آپ آج کس طرح یہاں تشریف لائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنیز کی تکلیف کا قصہ سناتے ہوئے سفارش کی تب وہ یہودی کہنے لگا کہ آج رات آپ کو معراج ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں تجھے کس طرح پتہ چلا ہے۔ چنانچہ وہ یہودی چلا گیا تمام قبیلے کو اکٹھا کر کے ہمراہ لایا اور توراۃ میں سب کو پڑھ کر سنایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج کی نشانی یہ ہے کہ صبح کو وہ ایک کنیز کی مشکیزہ اٹھا کر یہودی کے پاس سفارش کرے گا۔ جب یہودیوں کو یقین ہوا تو سب ایمان لائے اور یوں کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(معارج النبوۃ ج ۳ ص ۲۱۳)

حضرت مولانا فیض احمد صاحب فیض ارقام پذیر ہیں ؂

آ گئی ہے ساقیٔ طیبہ کی باری واہ واہ
اُٹھ گئی قصرِ دنیٰ سے پردہ داری واہ واہ

یوں تو حاصل ہر نبی کو تربہ معراج ہے
پر ترے معراج کی ہے شان پیاری واہ واہ

اَرِنِیْ کہتے بھی ہیں پر لَنْ تَرَانِیْ ہے جواب
اُدْنُ مِنِّیْ کہہ دیا خود ذات باری واہ واہ

حکم ہوتا ہے کہ جوڑے کو اتار دے اے کلیم
تیرے جوڑے کے تلے کونین ساری واہ واہ

فرش سے تا عرش بلکہ عرش سے بھی ماوریٰ
کیا کہوں پہنچی کہاں تیری سواری واہ واہ

marfat.com

امتی ہونے کا جن کے انبیاء کو شوق ہے
شوکت ان کی واہ واہ قسمت ہماری واہ واہ
ہو بھلا محروم کیسے ان کا سائل خیر سے
دونوں عالم میں ہے جنکا فیض جاری واہ واہ

ختم الکتاب

عرشی مہمان صلے اللہ علیہ وسلم کی شان احاطہ بیان سے باہر ہے اور قوت ذہنیہ وبیانیہ اس پر محیط ہونے سے قاصر بنا بریں اب تحریر ختم کرتا ہوں

دامان نگاہ تنگ وگل حسن تو بسیار
گل چین بہار توز دامان گلہ دارد

نَعْلُوْمٌ مَّا فِيْهِ مِنَ التَّصَانِيْفِ الْمَبْسُوْطَةِ الَّتِيْ لَوْ جُمِعَتْ وَاخْتُصِرَتْ لَكَانَتْ عِدَّةَ اَسْفَارٍ كِبَارٍ (زرقانی شرح مواہب ج ۴ ص ۱۲۵)

یہ محض چیدہ چیدہ واقعات تحریر کئے ورنہ واضح بات ہے کہ سیرت مقدسہ کی بڑی کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کو یکجا جمع کیا جائے تو بہت بھاری کتابوں کا ایک دفتر تیار ہو جائے گا ۔

بپایاں آمد ایں دفتر حکایت ہم چناں باقی
بصد دفتر نمے گنجد حدیث درد مشتاقی

marfat.com

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام
علی سید المرسلین وعلی الہٖ واصحابہٖ اجمعین

از تسوید قلم فیض محمد قادری

ایں کتاب درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج در مسجد مدرسہ قادریہ گجہ نزد بھکر ضلع میانوالی مورخہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۴۷ء بوقت دہ ساعت بروز جمعۃ المبارک اختتام پذیرفت

دعا بدرگاہ قاضی الحاجات تبارک و تعالیٰ از مصنف کتاب ہٰذا

اے خدائے پاک و خالق کائنات
اے مقدس ذات تو با والا صفات

اے الٰہ العلمین شاہ شہاں
اے مکوّن جملہ عالم از نہاں!

جود ہم موجود شد از نام تو
ہر کسے ممنون با انعام تو

موج بحراں را تواضع خاک را
زیب کوکبہا شدند افلاک را

نور مہر شمس و قمر را تازگی گلزار را
در بجہ محبوب بخشی احمد مختار را

حال مسکین را تو میدانی فزوں
زاں کہ تو دانائے راز اندروں

ایں چنیں رسمے است دیرینہ جہاں
ہدیہ مے آرد گدا نزد شہاں

ہدیہ نامد خوب و زیبا در نظر
جز ثنائے سید جن و بشر

ہدیہ آوردم بدرگاہت بریں
ہم چوں ہدہد نزد شاہاں شہیں

تحفہ از فیض فدوی کن قبول
ہدیۂ احوال معراج رسول

(صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com

یہ نظم بہ صنعت توشیخ از مولانا سید عبدالکریم صاحب صابر ڈیرہ اسمٰعیلخان

(د) دیارِ علم و عرفاں دُرۃ التاج — نرالا جس میں دیکھا باب معراج
(ر) رجوع حق عیاں بہر ملاقات — بہ برہان و دلائل قول و اثبات
(ہ) ہدایت ابتداء اس کی سراسر — سعادت انتہا اس کی سراسر
(ا) افادات عجب فیض محمد — فیوضات عجب فیض محمد
(ل) لکھوں تعریف کیا اس سے زیادہ — ہے کنز فیض و کنج استفادہ
(ت) تمام الفاظ تابندہ گہر ہیں — کہ حیران دیکھ کر اہل نظر ہیں
(ا) ابیس علم روشن تر ہے قندیل — بیان حق کی ہے سب جسمیں تمثیل
(ج) جہان علم میں ہے دھوم اس کی — حقیقت سب کو ہے معلوم اس کی

مفید دین ہے صابر یہ بے حد
یہ تصنیف ۱۳۲۶ عجب فیض محمد

منظور کردہ جناب ڈائریکٹر
جناب ڈائریکٹر صاحب محکمہ تعلیم پشاور زیکن برائے لائبریری
سکول وکالج بحوالہ چٹھی ۱۶۹ / ۲۱۵ بی۔ ٹی۔ سی پشاور مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۰

marfat.com

فہرست ماخذ کتاب درۃ التاج فی مسئلۃ المعراج

نام ماخذ	موضوع	نام ماخذ	موضوع
روح المعانی	تفسیر	ترمذی شریف	حدیث
روح البیان	"	نسائی شریف	"
تفسیر اتقان	"	ابن ماجہ شریف	"
عرائس البیان	"	مشکوٰۃ شریف	"
جواہر الحسان	"	مسند دارمی	"
اخبار القرآن	"	عمدۃ القاری	"
تفسیر کبیر	"	فتح الباری	"
تفسیر ابن جریر	"	مسند امام احمد	"
تفسیر ابن کثیر	"	کنز العمال	"
تفسیر سراج منیر	"	ماثبت بالسنۃ	"
در منثور	"	نووی شرح مسلم	"
تفسیر خازن	"	مکمل الاکمال شرح مسلم	"
تفسیر فتح المنان	"	فتح الملہم	"
تفسیر جلالین	"	مرقات المفاتیح	"
تفسیر حسینی	"	اشعۃ اللمعات	"
بخاری شریف	حدیث	شرح نخبۃ الفکر	اصول
مسلم شریف	"	خصائص الکبریٰ	سیرت
ابو داؤد شریف		مدارج النبوۃ	"

marfat.com

نام ماخذ	موضوع	نام ماخذ	موضوع
معارج النبوة تواریخ حبیب الہ	سیرت	بحر الرائق	فقہ
شفاء شریف	"	مراقی الفلاح	"
نسیم الریاض شرح شفاء	"	طحطاوی شرح مراقی	"
مزیل الخفاعن الفاظ الشفاء	"	حیواۃ الحیوان	تاریخ
الروض الانف شرح شفاء	"	بدائع الزہور	"
شرح شفا از ملا علی قاری	"	قصص الانبیاء	"
مواجب لدنیہ "	"	مکاتیب اقبال	"
زرقانی شرح مواہب	"	نبراس شرح عقائد	عقائد
سیرت حلبیہ	"	الیواقیت والجواہر	"
سیرت نبویہ دحلان	"	غرائب الرغائب	"
ریاض الازہار	"	رہبر راہ حق	"
شرح قصیدہ بردہ	"	الہدایہ المبارکہ	"
طیب الوردہ	"	ازالۃ الخفاء	"
فوائد المکیہ فی المادۃ الغیب	"	فتوحات مکیہ	تصوف
جواہر البحار	"	طریقہ محمدیہ	"
شواہد الحق	"	وسیلہ احمدیہ	"
نشر الطیب	"	ابریز شریف	"
بہایہ شرح ہدایہ	فقہ	ملفوظات طیبہ	"
کبیری شرح منیہ	"	منح الملۃ	"
شامی	"	احیاء العلوم	"

marfat.com

نام ماخذ	موضوع	نام ماخذ	موضوع
گلزارِ جمالیہ	تصوف	حضرت شاہ حمزہ صاحب رح	نظمیں
ہشت بہشت	″	قبلۂ عالم گولڑوی رح	″
شمائم امدادیہ	″	حضرت شیخ سعدی رح	″
درۃ الناصحین	وعظ	یونس فرخ آبادی رح	″
مصباح الظلام	″	صابر جالندھری رح	″
واعظ بے نظیر	″	علامہ اقبال صاحب رح	″
حضرت حسان رضی اللہ عنہ	نظمیں	بیان میرٹھی رح	″
مولانا روم صاحب رح	″	جگر مراد آبادی رح	″
مولانا عطار صاحب رح	″	محسن کاکوروی رح	″
ابو الطیب متنبی	″	شاد عظیم آبادی رح	″
علامہ جامی صاحب رح	″	مولانا بلگرامی رح	″
جناب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی	″	منشی حسن صاحب دہلوی رح	″
حضرت امیر خسرو صاحب	″	جناب اکبر وارثی رح	″
حضرت مرزا جانِ جاناں رح			

marfat.com

مطالع المسرّات شرح دلائل الخیرات

شرح: امام علامہ محمدؐ مہدی بن احمد فاسی رحمۃ اللہ علیہ ◎ ترجمہ: شیخ الحدیث علامہ حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیے جانے والے درودوں کا دُنیا بھر میں مقبول ترین مجموعہ **دلائلُ الخیرات** ہے، لاکھوں اہلِ محبت اس کا وِرد کرتے ہیں۔ حضرت علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بے مثال شرح عربی میں لکھی، جس کا اردو ترجمہ پہلی بار ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات وخصائص کے موضوع پر امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی خصائص کبریٰ کے بعد لکھی جانے والی شہرۂ آفاق کتاب

ترجمہ

حُجّۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزاتِ سیّد المرسلین

تصنیف: امام علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ◎ ترجمہ: علامہ پروفیسر اعجاز احمد چشتی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز ◎ ۱۱۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور فون: ۷۳۱۳۸۸۵